APRIL-2022 Rs. 25/-

رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ / اپریل ۲۰۲۲ء

جانشینِ تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی

مدیرِ اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

رمضان کریم مبارک

معمار ملت پر
خصوصی ضمیمہ

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسرِ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** علیہ الرحمہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011


مرکز الدراسات الإسلامية جامعۃ الرضا بریلی شریف یو پی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نوردیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۴
Issue No. 4
Vol. 7 جلد نمبر ۷

۱۴۴۳ھ
رمضان المبارک
اپریل ۲۰۲۲ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے
سالانہ ۳۰۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۵۵۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۰۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 9259089193 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address	Email:	رابطہ کا پتہ
MAHNAMA SUNNI DUNIYA 82-Saudagran, Dargah Aalahazrat Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003 **Contact Numbers** 0581-2458543, 2472166, 3291453	sunniduniya@aalaahazrat.com nashtarfaruqui@gmail.com atiqahmad@aalaahazrat.com Visit Us: www.sunniduniya.com www.aalaahazrat.com www.cisjamiaturraza.ac.in	**ماہنامہ سنی دنیا** ۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

اداریہ

مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

حضرت معمار ملت کی رحلت
قوم وملت کا ناقابل تلافی نقصان

معمار قوم وملت، خلیفۂ تاج دار اہل سنت، حضرت علامہ ڈاکٹر محمد مطلوب عالم شبیہ القادری صاحب علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال دنیائے سنیت کا عموماً اور مسلمانان اہل بہار کا خصوصاً خسارۂ عظیم ہے، بالخصوص سارن کمشنری کے علمائے کرام ایک مخلص اور مشفق سرپرست سے محروم ہوگئے، سارن اور اطراف وجوانب کی سنیت کے فروغ واستحکام میں آپ کا اہم کردار رہا ہے، یہاں کی مساجد ومدارس میں اساتذہ اور ائمہ کی ترسیل سے لے کر ان کی تعمیر وترقی تک میں آپ نے سرگرم رول ادا کیا، علما اور حفاظ کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ نے سیوان شہر میں دو دو اداروں کا قیام فرمایا، محی العلوم شکل ٹولی اور غوث الوریٰ عربک کالج مخدوم سرائے آپ کی تعلیمی اور تعمیری خدمات کی نمایاں یادگار ہیں۔

آپ عالمانہ جاہ جلال اور فاضلانہ شان وشوکت کے ساتھ ساتھ اخلاق ومروت کے پیکر تھے، عالم، فاضل، مفتی، مدرس، مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نکتہ سنج اور صاحب طرز ادیب وشاعر بھی تھے، ایک درجن سے زائد کتب ورسائل اور نعتیہ دیوان آپ کی تصنیفی مہارت اور سخن سنجی پر شاہد ہیں، آپ نے تعلیمی وتعمیری اور تصنیفی خدمات کے ساتھ ساتھ تحقیقی خدمات بھی انجام دی ہیں، شیخ المشائخ حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات وخدمات پر آپ نے پی ایچ ڈی کی تھی۔

آپ کا شمار باصلاحیت، بااثر، صائب الرائے اور پختہ کار علما ودانشوران قوم وملت میں ہوتا تھا، آپ ایک باوقار اور متأثر کن شخصیت کے مالک تھے، عالمانہ کروفر آپ کے سراپے سے ہویدا تھا، اپنے تو اپنے غیر بھی مرعوب رہتے تھے، سامنے والا بمشکل تمام لب کشائی کر پاتا تھا، چہرے سے ہمیشہ ایک نور مترشح تھا۔

اکابر سے عقیدت ومحبت اور اصاغر پر شفقت ومروت آپ کی خاصیت تھی، اکثر ناچیز راقم الحروف سے فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی گھر سے بریلی شریف کے لئے واپسی ہو، غوث الوریٰ ہو کر تشریف لے جائیں اور پہلے ہی فقیر کو سفر کی تاریخ سے مطلع کر دیں تاکہ ٹکٹ وغیرہ بنوا دیا جائے، ناچیز اس کرم نوازی پر خجل خجل جاتا، اصرار بسیار پر چار وناچار آپ کے حکم کی تعمیل کرتا، بڑے خوش ہوتے، سفر والے دن غوث الوریٰ میں اس حقیر کا انتظار کرتے اور کھانا کھلا کر اسٹیشن تک چھڑواتے، حالانکہ یہ نالائق اس لائق نہیں کہ اِسے اس قدر اہمیت وتوجہ دی جائے لیکن وہ اپنی خورد نواز طبیعت اور بارگاہ تاج الشریعہ کا ادنی خادم ہونے کے سبب راقم پر اسی طرح اپنی عنایتیں اور نوازشیں فرماتے رہتے۔

معمار ملت کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کی چھوٹی چھوٹی مجلسی گفتگو بھی حضور اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند اور حضور تاج الشریعہ قدس سرہم کے ذکر خیر سے خالی نہیں ہوتی، اپنے مرشد گرامی حضور مفتی اعظم ہند کے ذکر خیر پر تو اکثر آبدیدہ بھی ہوجاتے، اِن بزرگوں سے سچی عقیدت ومحبت ہی کا ثمرہ تھا کہ آپ ہر سال عرس رضوی میں اپنے خویش واقارب اور محبین ومتوسلین کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ لازمی طور پر شریک ہوتے تھے۔

افسوس کہ اب ہم ایسی فقید المثال اور نادر روزگار شخصیت سے ہمیشہ کے لئے سے محروم ہوگئے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے معمار ملت کا نعم البدل عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور وارثین وپس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وصحبہ وآلہ وبارک وسلم۔

◆◆◆

(از: افتخار احمد قادری*

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات وخصوصیات

اسلامیات

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سرتابقدم شان ہی شان بنا کر بھیجا، حتیٰ کہ جس جس چیز کی آپ کی ذاتِ اقدس سے نسبت ہوگئی وہ بھی شان والی قرار پائی، آپ کے ساتھ نسبت رکھنے والی چیزوں میں آپ کے اسمائے گرامی بھی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ساری کائنات سے ممتاز ہے اسی طرح آپ کے اسمائے گرامی بھی ساری کائنات سے ممتاز ہیں۔

محمد اور احمد آپ کے ذاتی نام ہیں، جب کہ صفاتی ناموں کی تعداد چودہ سو تک شمار کی گئی ہے، ناموں کی اتنی کثیر تعداد دنیا کے کسی بڑے سے بڑے آدمی کے حصے میں بھی نہیں آئی، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ ناموں کی کثرت،، نام والے،، کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

(مرآت المفاتیح، باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن کریم کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہوتا ہے، چوں کہ تمام محامد اسی کی ذاتِ پاک کے لئے ہیں اس لئے اس کا نام محمود ہے، اس نے اپنے نام سے مشتق کر کے اپنے حبیب کا نام محمد رکھا، گزشتہ کتب سماویہ میں آپ کا نام،، احمد،، مرقوم تھا، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تفسیر درمنثور" میں حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے امت محمدیہ میں ہونے کی تمنا کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے عرض کیا: اے اللہ تو مجھے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل فرما۔ (ج 3/ص 553 دار الفکر، بیروت)

بالخصوص اسم محمد کی تو شان ہی نرالی ہے، جس طرح آپ سارے نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح آپ کا یہ نام بھی ناموں کا سردار ہے، اس نام کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دیگر انبیائے کرام کے مقدس ناموں سے ان کی ہمہ جہت عظمتوں کا اظہار نہیں ہوتا، مگر آپ کے اس نام سے آپ کے جملہ کمالات کی طرف صرف اشارہ ہی ہوتا بلکہ پوری پوری دلالت ہوتی ہے۔

امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرحِ موطا امام مالک میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: محمد اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس میں تمام تر خصائل محمودہ کامل واکمل ہوں۔

(باب اسماء النبی، ج4، ص557)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ محمد اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس کی تسلسل کے ساتھ اتنی تعریف کی جائے کہ اس کی کوئی آخری حد ہی نہ آئے یہ وہ عظیم نام ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی بھی نبی ورسول کے حصے میں نہیں آیا، نیز یہ نام پاک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات سے ملا کر دیکھا جائے تو یہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ آپ بالکل سچے نبی ہیں، آپ کا یہ نام آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ولادت سے قبل خواب میں بشارت کیا گیا، جب حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوئی، جب ان سے یہ نام رکھنے کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے پوتے کا یہ نام اس لئے رکھا ہے تا کہ خالق کائنات آسمانوں میں اس کی تعریف کرے اور مخلوق زمین میں اس کی تعریف کرے۔

اس نام کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ تعریف کی پوری قوت کے ساتھ وجود میں آنے کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسے صرف یصرف تصریفاً میں کسی چیز کو پھیرنے کے لئے قوت کا وجود ضروری ہوتا ہے، اس لحاظ سے لفظ محمد کا مفہوم یہ ہوا کہ جو بھی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو دیکھے گا وہ بے

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

اختیار آپ کی تعریف پر مجبور ہوجائے گا، جیسا کہ ترمزی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں جیسے ہی آپ کو دیکھا،، میں پہچان گیا کہ ایسا حسین وجمیل چہرہ کسے جھوٹے کا نہیں ہوسکتا، اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں آپ کی ذاتِ اقدس کو دیکھتے ہی لوگوں کی زبان پر بے اختیار تعریفی کلمات جاری ہوگئے، ایک انگریز مصنف مائیکل ہارٹ نے دنیا کی سو عظیم شخصیات پر مشتمل کتاب لکھی تو وہ بن دیکھے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کو سب سے پہلے لکھنے پر مجبور ہو گیا۔

(ابن ماجہ، باب اطعام الطعام)

لفظ محمد چوں کہ باب تفعیل سے ہے جس کی ایک خاصیت مبالغہ ہے، جیسے قتل کا معنیٰ فقط مارنا ہے اور تقتیل کا معنیٰ ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے، اس لحاظ سے لفظ محمد کا معنیٰ ہوگا ایک ایسی ہستی جس کا جز وجز وقابلِ تعریف ہو، جو ہر ہر جہت سے مستحق حمد ہو، جو ہر ہر زاویہ سے لائق ثنا ہو، یہ خوبی بھی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود ہے، دنیائے انسانیت میں آپ ہی وہ واحد ہستی ہیں جس میں نقص وعیب کے کسی ذرے کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا۔

باب تفعیل کی ایک خاصیت استمرار بھی ہے یعنی کسی کام کا ہمیشہ ہمیشہ جاری رہنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھی یہی شان ہے کہ آپ کی تعریف میں استمرار پایا جاتا ہے کیونکہ آپ کی ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر زبان میں تعریف کی گئی ہے اور یہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے، اس دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے قبل بھی آپ کی مدائح کا سلسلہ جاری رہا، پھر جب آپ دنیا میں تشریف لے آئے تب تو رنگ ہی نرالا ہو گیا، آپ کے وصال اقدس کے بعد سے لے کر اب تک بھی اس میں کوئی انقطاع نہیں آیا اور تا قیام قیامت بھی یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا، بروز قیامت لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا، نیز جنت میں بھی آپ کی تعریف بے حد وحساب ہوری رہے گی، اگر آپ آج تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی شان اقدس میں لکھی گئی نعتوں کا سرمایہ اکٹھا کرنے لگ جائے تو وہی ایک بحر ناپیدا کنار ہے، باقی تعریفیں تو اس کے علاوہ ہیں۔

اسم محمد ﷺ کی خصوصیات

اس نام مبارک کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کو گالی دینا ممکن نہیں، کیونکہ یہ نام اور گالی آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ہستی کو پہلے سر تا پا تعریف تسلیم کیا جائے اور پھر اس کو گالی دی جائے، یہی وجہ ہے کہ جب کفار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتے تھے تو اس کے لئے انہیں آپ کا نام گرامی پہر صورت لینا پڑتا تھا، کسی نے توجہ دلائی کہ پہلے تم محمد کہ کر ان کی تعریف کرتے ہو اور پھر اسی تعریف والے کو برا کہتے ہو، ان دونوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں، اس پر انہوں نے لفظ محمد کی جگہ،، مذمم،، کہ کر برا بھلا کہنا شروع کر دیا، جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: اے صحابہ تمہیں اس بات پر خوشگوار حیرت نہیں ہوتی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قریش کی گالی گلوچ اور لعن طعن کو دور فرما دیا؟ وہ مزمم کو گالیاں دیتے رہتے ہیں اور میرا نام تو محمد ہے۔

(صحیح البخاری، باب ماجاء فی السماء الرسول)

اس نام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب بھی یہ بول جائے تو بولنے اور سننے والے دونوں اشخاص پر ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہوجاتا ہے اور ایک سے زائد بار پڑھنا مستحب ہوتا ہے، معجم الاوسط کی حدیث پاک کے مطابق جس کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لیا گیا اور اس نے درود نہ پڑھا وہ بد بخت آدمی ہے۔

سنن نسائی کی حدیث پاک کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی لے کر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جو ایک بار سلام بھیجے اللہ رب العزت اس پر دس بار سلام بھیجتا ہے، مسند احمد کی حدیث پاک کے مطابق جو شخص آپ کے نام نامی کے ساتھ آپ پر ایک بار درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔

اس نام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے ساتھ کئی طرح سے مناسبت ہے، اللّٰہ میں بھی چار حروف ہیں اور محمد میں بھی چار حروف ہیں، اللّٰہ کا بھی ہر حرف نقطے سے خالی ہے اور محمد کا بھی ہر حرف نقطے سے خالی ہے اللّٰہ میں بھی ایک حرف مشدد ہے اور محمد میں بھی ایک حرف مشدد ہے، اللّٰہ میں بھی کہیں زیر نہیں ہے اور محمد میں بھی کہیں زیر نہیں ہے، یعنی یہ دونوں نام وہ ہیں جو کبھی زیر ہونے والے نہیں ہیں، انہوں نے ہمیشہ زبردست ہی رہنا ہے۔

پھر ان دونوں میں ایک ایک تشدید بھی ہے، اس میں یہ نقطہ ہے کہ ان دونوں کی شان پوری شدت اور شان وشوکت سے ظاہر ہوگی، مزید یہ کہ مشدد حرف میں پہلا لفظ ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے، اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی شان کہیں سکون پکڑنے والی ہے اور نہ ہی محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی، جیسے ہی کسی مقام پر رکے گی اس سے اگلے ہی لمحے بلا توقف پھر سے شروع ہو جائے گی۔

لفظ اللّٰہ میں زبر ہوتا ہے مگر پیش نہیں، جبکہ لفظ محمد میں زبر کے ساتھ پیش بھی ہے، اس میں یہ نقطہ ہے کہ محمد عربی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کچھ بھی پیش کیا جاتا ہے وہ اللّٰہ تعالیٰ کی عطا سے ہوتا ہے، جبکہ اللّٰہ تعالیٰ کو کوئی بھی کچھ پیش نہیں کر سکتا، جب لفظ اللّٰہ بولیں تو دونوں ہونٹ کھل جاتے ہیں تاکہ موت کے وقت اس کا نام لینے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو اور جب لفظ محمد بولیں تو دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں، ایک مرتبہ پہلے میم پر دوسری مرتبہ دوسرے میم پر، اس میں یہ نقطہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے حبیب کے نام کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو دو مرتبہ بوسے دلواتا ہے۔

اللّٰہ کا نام لیتے ہوئے منہ بالکل بند نہیں ہوتا مگر محمد کا نام لیتے ہوئے دو مرتبہ بند ہوتا ہے، اس میں یہ نقطہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کا دست قدرت اپنے حبیب کو سب کچھ عطا فرمانے کے لئے ہمہ وقت کھلا رہتا ہے اور محمد عربی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے مسلسل سمیٹتے رہتے ہیں، پھر محمد کے آخری لفظ دال پر منہ کے کھل جانے کا مطلب یہ ہے کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام صرف سمیٹتے ہی نہیں رہتے بلکہ امت میں خوب خوب بانٹتے بھی ہیں۔

اسم محمد کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے میم سے ماضی اور حا، سے حال اور میم سے مستقبل کی طرف اشارہ ہے، جب کہ دال، اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ماضی، حال اور مستقبل تینوں محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں۔

اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر حرف بامعنیٰ ہے، دیگر ناموں سے اگر کچھ حرف ختم کر دیئے جائیں تو وہ بے معنیٰ ہو کر رہ جاتے ہیں، مگر اسم اللّٰہ بھی اس خامی سے پاک ہے اور اسم محمد بھی اس خامی سے پاک ہے۔

اگر محمد کی میم کو ہٹا دیا جائے تو وہ،،حمد،، بن جاتا ہے جس کے معنیٰ تعریف کے ہیں، اگر میم اور حا دونوں کو ہٹا دیا جائے تو یہ مد بن جائیں جس کے معنیٰ کھینچنے کے ہیں یعنی ساری کائنات حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھنچتی ہے، اگر میم اور حا اور میم تینوں کو ہٹا دیا جائے تو دال بن جاتی ہے، جس کے معنیٰ دلالت کرنے والا اور رہنمائی کرنے والا کے ہیں، یعنی حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اللّٰہ تعالیٰ کی ذات پاک کی سب سے بڑی دلیل ہے اور آپ کے صدقے ساری کائنات کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید میں چار بار آیا ہے اور چار کے عدد کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے، آسمانی کتابیں چار! بڑے فرشتے بار! خلفائے راشدین چار! ائمہ فقہ چار! نماز کی حالتیں یعنی قیام، رکوع، سجود، قعود چار! عمر کی منزلیں یعنی بچپن لڑکپن، جوانی بڑھاپا چار! دنیا کے موسم چار! عناصر چار، بالخصوص جدید سائنس کے مطابق جب یہ کائنات بنائی گئی تو اس کے پہلے چار سیکنڈ سے لے کر چار منٹ تک ہونے والے واقعات انتہائی شان وشوکت اور منفرد نوعیت کے حامل تھے، کیوں کہ انہی واقعات نے ہماری اس کائنات کو موجودہ صورت دی، پس کائنات کے قدرتی نظام میں بھی چار کے ہندسے کا خصوصی عمل دخل ہے۔

آئن سٹائن نے کائنات کو،،چار ابعادی کائنات،، سے تعبیر کیا ہے، اس کے نزدیک جس دنیا میں ہم رہتے ہیں وہ سوائے

اسلامیات

چار ابعادی زمان ومکان کے کچھ بھی نہیں ہے، پس معلوم ہوا کہ اس کائنات کی تخلیق کے پیچھے اسی ذات محمدی کی جلوہ گری ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں چار بار کیا گیا ہے، وما ارسلناك الا رحمته اللعالمين میں بھی اسی طرف اشارہ ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ خود لفظ رحمت کے حروف بھی چار ہیں، پس یہ کہنے میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ ساری کائنات قریہ محمد ہے اور اوراس کا ذرہ ذرہ اسی ہستی کا طواف کررہا ہے، زمین وآسمان میں آپ ہی کی بادشاہی اور آپ ہی کا سکہ چلتا ہے۔

اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جتنی عقیدت ومحبت سے اس نام کو چوما جاتا ہے اتنا کسی بھی نام کو نہیں چوما جاتا، المقاصد الحسنہ للسخاوی اور دیلمی کے مطابق نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شفاعت کی بشارت ہے، فتاویٰ شامی کے مطابق اذان میں نام مبارک چومنے والے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے، بزرگوں نے فرمایا کہ جو نام مبارک سن کر انگوٹھے چومے اور انہیں آنکھوں سے لگائے تو اسے کبھی آنکھوں کی تکلیف نہ ہوگی۔

اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ لوگ آج چودہ سو سال بعد بھی نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے بچوں کے نام میں اس کو شامل کرتے ہیں، یہ دنیا کا سب سے زیادہ کامن نام ہے کوئی بھی دوسرا نام اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے، اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اگر کوئی انسان سوتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو سمیٹ کر اپنے سر کے پاس رکھ لے اور اپنے دونوں گھٹنوں کو سمیٹ کر پیٹ کے قریب کرلے تو وہ اسم محمد کی تصویر بن جاتا ہے اور سونے کا سب سے بہترین طریقہ بھی یہی ہے۔

ماں کے پیٹ میں جنین بھی اسم محمد کی صورت میں ہوتا ہے، اگر آپ انسان کی قد وقامت پر غور کریں تو وہ بھی اسم محمد کی تصویر ہے، جن گنہگار انسانوں کو دوزخ میں بھیجا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان کی موجودہ ساخت کو تبدیل فرمادے گا کیونکہ ایک تو اس ساخت سے نام محمد کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی ساخت پر پیدا فرمایا ہے۔

اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ نام معجزاتی طور پر مختلف کائناتی اشیاء میں قدرتی طور پر اپنا جلوہ دکھاتا رہتا ہے، کبھی یہ چاند میں لکھا نظر آتا ہے، کبھی بادلوں میں لکھا نظر آتا ہے، کبھی بجلی کی چمک میں لکھا نظر آتا ہے، کبھی پتھروں پر لکھا نظر آتا ہے، کبھی سبزیوں پر لکھا نظر آتا ہے، کبھی روٹیوں پر لکھا نظر آتا ہے، کبھی درختوں کے پتوں پر لکھا نظر آتا ہے، کبھی مختلف جانوروں پہ لکھا نظر آتا ہے، اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں جن پہ یہ لکھا دکھائی دیتا ہے۔

ایسا اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے بعد صرف اسم محمد کے ساتھ ہی ہوتا ہے، تاکہ دنیا والوں کو پتہ چلے کہ یہ ایک برحق ہستی کا نام ہے، وہ اس کا کلمہ پڑھیں اور کامیابی کے راستے پر چلیں، اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی احادیث میں بہت زیادہ عظمت بیان ہوئی ہے، بہار شریعت میں ذکر کردہ ان احادیث کا حسب ذیل ہے:

جس نے حضور کی محبت اور آپ کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا، وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے، جس کا نام محمد یا احمد ہوگا اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں نہ ڈالے گا، اپنے ہر ہر بیٹے کے نام میں نام محمد کو ضرور شامل رکھا کرو، جو اپنے کسی بھی بیٹے کا نام محمد نہ رکھے وہ ایک جاہل آدمی ہے، جس کے نام میں محمد ہو اس کا احترام ضروری ہے۔

اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب کسی دکھ درد کے موقع پر اس کے ذریعے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کیا جائے تو آدمی کا دکھ درد دور ہوجاتا ہے، ایک مرتبہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سن ہوگیا، ان سے کسی نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو شخصیت سب سے زیادہ محبوب ہو اسے یاد کیجئے، اس پر انہوں نے کہا،، یا محمداہ،، یہ کہنے سے آپ کا پاؤں ٹھیک ہوگیا، اللہ رب العزت ہمارے دلوں میں اپنے رسول کی سچی عقیدت ومحبت عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

رجب بیج بونے کا، شعبان آب پاشی کا اور رمضان فصل کاٹنے کا مہینہ

از: حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی*

اسلامیات

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا ہم سب پر بڑا احسان ہے کہ ہمیں انسان بنا کر پیدا فرمایا اور اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا مزید یہ کہ نبی اکرم ﷺ کا اُمتی بنایا۔

اس فانی دنیا میں ان گنت لوگ آئے، چلے بھی گئے لیکن بہت سے اللہ کے خاص بندے ایسے بھی آئے اللہ رب العزت کی وحدانیت کی تبلیغ فرمائی اور رسولانِ عظام کے پیغام کو عام کیا، جن میں خود پیغمبرانِ عظام، صحابۂ کرام، تابعین کرام تبع تابعین، ائمۂ مجتہدین، اولیاء اللہ وغیرہ شامل ہیں، اِنہیں اللہ والوں میں حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ بھی ہیں، آپ کی ولادت 14 رجب المرجب پیر صبح صادق 537ھ کو سنجر میں ہوئی اور وصال 6 رجب المرجب پیر بوقت فجر 633ھ کو اجمیر شریف میں ہوا، آپ کی عمر 97 سال ہے نماز جنازہ فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

دعوت وتبلیغ

آپ جب ہندوستان کی سرزمین پر تبلیغ واشاعت دین اسلام کے لیے تشریف لائے، تو آپ کے ساتھ توپ، جنگی سازو سامان یا تیر وتلوار نہیں تھا، نہ ہی کوئی بڑا جنگجو لشکر آپ کے ہمراہ تھا، اللہ پر بھروسہ اور رسولِ کریم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے دینِ اسلام کی تبلیغ شروع فرمائی اسلامی اُصولوں وطریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو دعوت دین دی۔ لوگوں نے آپ کے طرزِ عمل کو دیکھا تو لوگ اسلامی تعلیمات کی جانب متوجہ ہوئے۔ آپ انتہائی عبادت گزار اور شب بیدار تھے، رات رات بھر عبادت فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو تلاوتِ قرآن سے اس قدر محبت تھی کہ، دن میں دو قرآن پاک ختم فرمالیتے دوران سفر بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رہتی۔ (مرآۃ الاسرار، ص595، فیضان خواجہ غریب نواز، ص13)

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ہدایات: خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (1) کہ: ”نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر ہے“۔ (2) خواجہ غریب نواز نے فرمایا: کہ نفس پرستی یقیناً بندے کو خدا سے کوسوں دور کر دیتی ہے، جب خدانخواستہ انسان ربِّ قدوس سے دور ہو گیا تو سمجھو کہ وہ اپنی زندگی کا اصل مقصد بھول گیا کیوں کہ ”اللہ“ کو پانے کا ہی نام زندگی ہے“۔ (3) خواجہ غریب نواز نے فرمایا: کہ عرفاء کا بڑا بلند مقام ہے اور جب وہ اس پر پہنچ جاتے ہیں تو پوری دنیا کو اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں“۔ (4) سلطان الھند نے درویشوں کے متعلق فرمایا: کہ درویش وہ ہے جس کے پاس جو بھی حاجت لے کر آئے اسے کبھی خالی ہاتھ واپس نہ لوٹائے“۔ (5) نائب رسول فی الھند نے فرمایا: کہ موت ایک ایسی پاکیزہ چیز ہے جو دوستوں سے ملا دیتی ہے، محبت کا اظہار محض زبان سے نہ ہونا چاہیے اس کا اثر دل میں بھی ہونا چاہیے“۔ (6) خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں سمجھ لو کہ اللہ اسے دوست رکھتا ہے (1) سمندر جیسی سخاوت، (2) آفتاب جیسی شفقت، (3) اور زمین جیسی تواضُع۔ (7) سلطان الھند فرماتے ہیں: کہ عارف وہ ہے جو صبح کو اُٹھے اور اسے رات کی یاد نہ آئے وغیرہ وغیرہ۔ ماہ رجب المرجب کی چھٹی تاریخ کو آپ کا عرس پاک

* مضمون نگار مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام پور جمشید پور کے امام وخطیب ہیں۔

نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے، بلادِ ہند وپاک، بنگلہ دیش وغیرہ میں خوش عقیدہ مسلمان آپ کی نذر ونیاز کرتے ہیں آپ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اللہ والوں سے محبت ایمان کی نشانی ہے۔ آپ کی دینی اور تبلیغی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں لکھنے کے لیے دس بیس کتابیں بھی کم پڑ جائیں گی۔ ماہ رجب المرجب کی فضیلت میں آپ کا عرس پاک بھی شامل ہے جو بہت دھوم سے منایا جاتا ہے۔

ماہِ رجب المرجب! عظمتوں کا مہینہ

رجب المرجب کا مہینہ انتہائی عظمتوں والا ہے جس میں خدا کی بے انتہا رحمت ابرِ بہار کی مانند برستی ہے اور اس کے اعمال خصوصی جزا اور دو گنے ثواب کے حامل ہیں اس مہینے میں روزہ رکھنا، عمرہ کرنا شب بیداری کرنا اور دُعا میں مشغول رہنا انسان کو سعادت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے، اِن چار حرمت والے مہینوں سے مُراد رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں۔

(البخاری، ص 181/ حدیث 4772)

کثیر احادیث طیبہ ان حرمت والے مہینوں کے بارے میں موجود ہیں اور قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہی فضیلت کے لیے کافی ہے:

''إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُواْ فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَ قَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ۔ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے، تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔''

(سورۂ توبہ 9/ آیت 36)

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں، ان حرمت والے مہینوں میں سے تین متصل ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور ایک جدا ہے رجب، عرب کے لوگ بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔

(تفسیر خازن، ج 2/ ص 236)

رجب عبادت کا بیج بونے کا مہینہ

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

''رَجَبُ شَهْرُ اللهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ أُمَّتِيْ۔ رجب اللہ کا مہینا، شعبان میرا مہینہ اور رمضان المبارک میری امتی کا مہینہ۔'' (مسند الفردوس، 2/275، حدیث 3276)

حضرت سیدنا علامہ صفوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''رجب المرجب بیج بونے کا مہینہ، شعبان المعظم آبپاشی کا مہینہ اور رمضان المبارک فصل کاٹنے کا مہینہ ہے، لہٰذا جو رجب المرجب میں عبادت کا بیج نہیں بوتا اور شعبان میں آنسوؤں سے سیراب نہیں کرتا، وہ رمضان المبارک میں فصلِ رحمت کیوں کر کاٹ سکے گا؟ مزید فرماتے ہیں رجب المرجب جسم کو، شعبان المعظم دل کو اور رمضان المبارک روح کو پاک کرتا ہے۔'' (نزھۃ المجالس، ج 1، ص 155)

لہٰذا اے جنت کے طلب گارو! بیج بونے کا مہینہ تشریف لے آیا ہے، خوب عبادت کا بیج بو لیجئے، ذکر ودرُود کی کثرت کیجئے، نمازوں کی پابندی کیجئے، تہجد، اشراق، چاشت، وغیرہ نفل نمازوں کا اہتمام کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی خوب کثرت کیجئے وغیرہ وغیرہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بیج بونے، آنسوؤں سے سینچائی کرنے اور آنے والے رمضان المبارک سے سیراب ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔ ◆◆◆

ص ۴۹/ کا بقیہ............

ملت کو عظمتوں کی سحر بخش دیجیے
اے شاہ اپنا فیضِ نظر بخش دیجیے
دامنِ فریدی بھی ہے پسارے معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ

◆◆◆

اسلامیات

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

روزے کی فضیلت اور اہمیت

اسلامیات

قارئین کرام! ماہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تشریف لا رہا ہے رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوجاتی ہے، آئیے اپنے خالی دامن کو بارگاہ بیکس پناہ میں پھیلا دیں تا کہ دین و دنیا کی کامرانیوں اور کامیابیوں کو پا سکیں، اس ماہ مبارک کی ایک ایک ساعت صد احترام اور لائق عزت وتکریم ہے، اس کی حرمت کا ہر لمحہ خیال رکھیں، فحش گوئی میں سرمست رہنے کی بجائے اس سے کلی طور پر پرہیز کرتے ہوئے قرآن کریم، دینی و اسلامی کتب ورسائل کا مطالعہ کریں تا کہ قرآن وسنت، فقہ وعقائد سے سیرت و کردار کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ ماہ رمضان المبارک کی گونا گوں لطافتوں اور برکتوں سے محظوظ ہوتے ہوئے فوز وفلاح دارین کے شرف سے مشرف ہوسکیں۔

راقم الحروف انہیں مقاصد حسنہ کے پیش نظر یہ مختصر مگر جامع، دل کش، خوشنما اور روحانی پھولوں سے ایک گلدستہ آراستہ کرنے کی کوشش کی ہے، عام فہم اور آسان الفاظ بڑے کارآمد مسائل وفضائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، امید ہے کہ قارئین کرام اسے حرز جان بنائیں گے۔

اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں کم از کم چودہ سو بار یقیناً ماہ رمضان المبارک جلوہ گر ہوا، اگر اسی طویل عرصہ کے تمام واقعات کو قلمبند کیا جائے تو نہ جائے کتنے دفتر درکار ہوں اور کتنی ہی کتابیں معرض وجود میں آئیں، مگر ہزاروں تاریخی امور سے صرف نظر کرتے ہوئے چند اہم تاریخی واقعات کے اشارے دیئے جاتے ہیں جن کا تعلق امت مصطفیٰ ﷺ کے دل میں ایمان وایقان کی حد تک سرایت کر چکا ہے۔

ذرا ماضی کے جھروکے سے جھانکتے ہوئے جبل نور کی چوٹی پر غار حرا میں چمکتے ہوئے انوار سے اپنے قلب وجگر کو منور کیجئے، سیدالانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس شان عبودیت سے خالق کائنات کی بارگاہ میں مصروف عبادت ہیں کہ جبرئیل امین حاضر ہوکر عرض گزار ہیں:

"اقرأ باسم ربك الذى خلق۔ یعنی اپنے خالق کا نام لیجئے اور قرآن مجید کو تلاوت سے نوازیئے۔"

یہ دن کی بات نہیں، رات کا پرسکون لمحہ، دور بہت دور شہر سے، مکہ پاک سے دور، زمین سے اوپر پہاڑ پر رات کی اندھیری لیلۃ القدر میں ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں اللہ اللہ قرآن کے نزول کی رات تھی۔

یہی وہ رات ہے جس رات کے پردے میں قرآن پاک ملا اور یہی وہ رات تھی جس رحمت بھری رات میں ہمیں سب کچھ ملا، جمعۃ الوداع ماہ رمضان نے ہمیں کیا کچھ نہیں دیا مگر ہم نے اسے کیا دیا؟ غزوۂ بدر اور فتح مکہ کا امین یہی ماہ مبارک ہے، حضرت امام حسن کی ولادت باسعادت کا شرف اسے نصیب ہے، حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ، حضرت ام المومنین سیدہ صفیہ، حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے وصال اسی ماہ کے اندر رکھے ہیں، حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ اسی ماہ میں پیش آیا، گویا کہ یہ مہینہ خیر ورضا اور سعادت دارین کا ضامن ٹھہرا۔

اس مختصر خاکے سے سبق ملتا ہے کہ ہمیں ایک دن خاک میں سما جانا ہے تو پھر کیوں اس دنیا میں دل جمائیں، اگر دل لگانا ہے تو خالق کائنات سے لگائیں تا کہ یہاں سے جانے کے بعد

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے پرنسپل ہیں۔

ہماری ایسی ہی عید ہو جیسے ماہ رمضان المبارک جاتے جاتے عید الفطر کی مسرتیں راحتیں، خوشیاں ہر ایک مسلمان کے دامن میں ڈال دیتا ہے۔

فضیلت روزہ

اللہ تعالیٰ اپنے پاکیزہ کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

''یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے جیسے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔'' (سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۳)

رمضان المبارک کی یہ سہانی راتیں، یہ دل کش سویرا، یہ نشاط انگیز شام اور روحانی کیف کا یہ حسین موسم خدائے قدیر کی عظمت و برتری کا کتنا کھلا ثبوت ہے کہ عالم اسلام کے اٹھانوے کروڑ افراد بھی متحد ہو کر ایثار نفس اور جذبات کے اخلاص کا جو ماحول پیدا نہیں کر سکتے تھے، پلک جھپکتے ہی وہ عالم گیر انقلاب خداوند تعالیٰ کی صرف ایک آیت کے بل پر عالم وجود میں آ گیا، جس آیت کی شوکت اقتدار کے آگے روئے زمین کے فرزندان توحید کی گردنیں خم ہو گئی ہیں۔

مذکورہ آیۂ کریمہ کے مطالب کی تفہیم کے سلسلے میں آیت مقدسہ کو چار حصوں پر منقسم کیا جا سکتا ہے، خطاب، حکم، وضاحت حکم، مقصود! ذیل میں ہر ایک کی الگ الگ تشریح ملاحظہ فرمائیں:

خطاب

قرآن کریم میں خطاب الٰہی کا عام انداز یہ ہے کہ مخاطب کے الفاظ سے حکم کی سرزمین ہموار کر دی جاتی ہے، اس آیت کریمہ میں عام بندوں سے خطاب نہیں بلکہ ان بندوں سے خطاب ہے جو حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ تابع فرمان الٰہی ہے، اپنی زندگی کا کوئی نقشہ ترتیب دینے میں آزاد نہیں ہیں، ہماری موت و حیات، کردار و گفتار، افکار و خیالات، اعضا و جوارح سب کے سب ایک دائمی عبودیت کے دائرے کے پابند ہیں، یہ دائرہ اسی وقت ٹوٹ سکتا ہے جب بغاوت کر کے کوئی اپنے ہی کئے ہوئے معاہدہ سے پھر جائے۔

خدا کے وفادار بندوں کو تعمیل حکم پر گوش بر آواز کر دینے کے لئے یہ انداز خطاب ہی بہت کافی ہے، زمین پر رینگنے والے انسانوں کی اس بڑھ کر اور کیا معراج ہو سکتی ہے کہ خود خالق کائنات اپنی ان گنت مخلوقات میں سے صرف اہل ایمان کو مخاطب فرما رہا ہے، دلوں میں جلالت شان کا کچھ بھی احساس پیدا ہو جائے، تو اس اکرام خسروانہ پر اہل ایمان کو جھوم اٹھنا چاہئے۔

اب اس انداز خطاب کے بعد حکم سے منہ پھیرنے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ عملاً ہم اپنے آپ کو اہل ایمان کے زمرہ سے ثابت نہیں کر رہے ہیں جن سے اس آیت میں خطاب کیا گیا ہے، معاذ اللہ ہمارے ایمان کی سلامتی کے لئے یہ کتنی خطرناک صورت ہے، ذرا گہرائی میں اتر کر مسلمانوں کو اس نکتے پر غور کرنا چاہئے۔

حکم

خوشنودئ الٰہی کی نیت سے ایک خاص وقت تک کھانے پینے اور شہوات نفس سے رک جانے کا نام روزہ ہے، اس آیت کریمہ میں اسی کا حکم دیا گیا ہے، روزہ کے تفصیلی احکام اور اس کے فضائل احادیث و فقہ کی کتابوں سے معلوم کئے جا سکتے ہیں، اس وقت مجھے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلام کے سارے فرائض میں روزے کی اہمیت کیا ہے؟

آپ ذرا بھی غور فرمائیں گے تو واضح طور پر محسوس ہو جائے گا کہ روزے کا تعلق سر تا پا بندۂ مومن کے جذبۂ اخلاص سے ہے، یہاں نمائش اور غیر کی توجہ حاصل کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، جب کہ نماز، حج اور زکوٰۃ کی تعمیل میں اپنی عبادت کی نمائش اور مذہبی تقدس کے اظہار کا جذبہ شامل کیا جا سکتا ہے، برخلاف اس کے جو شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر جنسی خواہشات اور معاصی سے اجتناب کر کے روزہ رکھتا ہے تو اس کے یہ مخفی حالات دنیا والے نہیں جان سکتے، صرف خدا ہی جانتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری خوشنودی کے لئے کن کن حالات سے گزر رہا ہے، ایک روزہ دار کو دن بھر کئی مواقع ملتے ہیں کہ وہ دوسروں کی نظر سے چھپ کر کھا پی لے اور شام کو روزہ داروں کی صف میں بھی آ کر بیٹھ جائے، لیکن ہزار بھوک، پیاس کی شدت کے باوجود وہ ایسا نہیں

کرتا کیوں کہ روزے کی حالت میں وہ انتہائی جذبۂ اخلاص کے ساتھ صرف خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے۔

یہاں پر مجھے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے تقویٰ کا ایک عدیم النظیر واقعہ یاد آتا ہے، ابھی آپ عہد طفولیت میں ہیں، رمضان المبارک کا متبرک مہینہ ہے اور آپ کے پہلے روزے کے افطار کی تقریب ہے، کاشانۂ اقدس میں جہاں قسم قسم کا سامان ہے، ایک جگہ فیرنی کے پیالے جمانے کے لئے رکھے ہوئے ہیں، دوپہر کا وقت ہے، شدت کی گرمی ہے کہ آپ کے والد محترم آپ کو فیرنی کے کمرے میں لے جاتے ہیں اور کمرہ اندر سے بند کر کے ایک پیالہ آپ کو دیتے ہیں کہ اسے کھالو، آپ عرض کرتے ہیں، میرا تو روزہ ہے، کیسے کھالوں؟ آپ کے والد گرامی نے فرمایا: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو، میں دروازہ بند کر دیتا ہوں، کسی کو خبر نہ ہوگی اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے، آپ جواب دیتے ہیں ''جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے'' یہ جواب سن کر اعلیٰ حضرت کے والد گرامی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے، آپ کو باہر لے آئے اور شاباشی دی۔

مگر آج کل بڑے بڑے جوانمرد، امیر وکبیر، عقل وفہم کے دعویدار ہوٹلوں کے پردہ میں بیٹھے گلچھڑے اڑا کر ماہ رمضان المبارک کی عظمت وتقدس کو پامال کرتے ہیں، اللہ رب العزت ایسوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

وضاحت کا حکم

بغیر یہ بتائے ہوئے بھی کہ ہم سے پہلی امتوں پر روزہ فرض تھا حکم ممکن تھا، لیکن قربان جائیے شان حکمت ورحمت کے کہ روزے کا حکم دیتے وقت یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ یہ حکم صرف تمہارے اوپر ہی نافذ نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ تم سے پہلے بھی جو امتیں گزر چکی ہیں، یہ ان پر بھی عائد کیا گیا تھا، کیوں کہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب وہ اپنے جیسی تکلیف میں دوسروں کو بھی مبتلا دیکھتا ہے تو اسے صبر آ جاتا ہے اور اسے اپنی تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے، اس مقام پر خدائے حکیم نے یہ وضاحت صرف اس لئے فرمائی ہے کہ محبوب کی امت بشاشت قلب اور نشاط دل کے ساتھ روزہ کی مشقت سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لے۔

مقصود

کام کی اہمیت مقصد کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی ہے، روزے کا مقصود تقویٰ قرار دیا گیا ہے، یہ مقصود اتنا عظیم الشان ہے کہ اسے سارے محاسن کی جان کہہ سکتے ہیں، دراصل تقویٰ ہی انسانی شرافت کا بنیادی پتھر ہے، کونین کی سعادتوں اور معنوی طاقتوں کا وہ سرچشمہ ہے جو کبھی نہیں سوکھتا، اس کا دوسرا نام تقویٰ ہے، یہی تقویٰ آج ہماری زندگی کی سطح پر نہیں ابھر رہا ہے تو ہم دنیا میں بے نام ونشان ہو کر رہ گئے ہیں، اسی تقویٰ کے بل بوتے پر کبھی ہماری ہیبت سے سارا جہان کانپتا تھا مگر آج اندر سے تقویٰ کی روح نکل گئی ہے تو ہم خود لرزہ براندام ہیں۔

روزے کا یہ موسم اسی لئے ہر سال آتا ہے کہ ہمارے وجود کو معنوی لطافتوں سے مسلح کر دے، انھیں رضائے الٰہی کی لازوال دولت سے مالا مال کر دے، آج مظلوم اور آشفتہ جاں مسلمانوں روزے کی اہمیت محسوس کر کے اس کا خیر مقدم کرچاہیئے۔

عبادت کا موسم

جس طرح کھیتی کا ایک خاص موسم اور تجارت کا ایک خاص سیزن ہوتا ہے اور کسان وتاجر اس کی تاک میں بیٹھے رہتے ہیں، جونہی وہ موسم اور سیزن آتا ہے کسان اور تاجر پر ایسی دھن سوار ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے ہر آرام وراحت کو تج دیتے ہیں اور ایک ایک منٹ کو اپنا قیمتی سرمایا سمجھ کر انتہائی محنت ومشقت کے ساتھ اپنی پوری قوت کو مصروف عمل کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ انسان اپنے گھروں کو غلوں کے ڈھیروں اور تاجر اپنی تجوری نوٹوں کی گڈیوں سے بھر دیتا ہے، اسی طرح خوش نصیب مسلمان ماہ رمضان المبارک کا نہایت شوق وذوق کے ساتھ انتظار کرتے ہیں اور اس کی ایک ایک ساعت کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے تمام مشاغل سے منہ موڑ کر، اپنے نرم نرم بستروں اور گرم گرم لحافوں کی میٹھی نیند کو لات مار کر عبادت خانوں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور عبادت گزاری، شب بیداری، گریہ وزاری، سحر وافطاری

اسلامیات

کر کے زراعت عقبیٰ وتجارت آخرت کی بے حساب کمائیوں سے بازار قیامت کے پونجی پتی بن جاتے ہیں۔

چونکہ رمضان المبارک میں رحمت خداوندی کے بڑے بڑے جلوے نمودار ہوتے ہیں اور خدا کی شان جمال کی بڑی بڑی عجیب وغریب تجلیاں بندوں پر جلوہ فگن ہوتی ہیں، اس لئے اس کے لیل ونہار توبہ واستغفار کا انمول وقت، عقبیٰ کی کھیتی کا دلنواز موسم اور تجارت آخرت کا خاص الخاص سیزن ہوتا ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کے حقیقی اغراض ومقاصد کو پہچانیں، اپنی قیمتی زندگی کی انمول ساعتوں میں توبہ وانابت اور اپنی مالی وبدنی عبادت سے توشۂ آخرت جمع کرلیں اور اپنے رب کریم کے غفران ورضوان کی دولت سے مالا مال ہوں، کیوں کہ رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ گوہر نایاب سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

موسم برسات میں بارش ہوتی ہے، موسم بہار میں پھول کھلتے ہیں اور دیگر موسموں میں پھل پھول غلے وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں، مگر اس موسم خیر میں خود خالق کائنات موسمیات ملتا ہے کہ الصوم لی وانا اجزیٰ بہ سے اجاگر ہورہا ہے۔

رحمتوں کی فصل بہار

رمضان کی رحمت بھری راتوں میں گھائل کی فریادوں کی طرح ہمیں اپنے رب کے حضور پھوٹ پھوٹ کر رونا ہے، بلک بلک کر تڑپنا ہے، یاد رکھئے غفلتوں کی گہری نیند میں ہم نے جتنی خطائیں کی ہیں، ساری عمر کا رونا بھی اس کے لئے ناکافی ہے، ایک بندۂ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا شقاوت ہوسکتی ہے کہ رمضان کے مہینے میں بے روزہ دار رہ کر کافر ومسلم کے درمیان امتیاز کی ظاہری دیوار کو بھی مسمار کردے، خدائے قدیر ہمیں اس مہینے کی برکتوں سے مالا مال کرے، ہمیں ظاہر وباطن اور قلب وروح کی توانائی عطا فرمائے، آمین یارب العلمین بحق طٰہٰ ویٰسین ﷺ۔

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک ہی بہت ہیں اگر اثر کریں

◆◆◆

ص ۱۶ر کا بقیہ.....................................

کا یہ عالم تھا کہ جب آپ سفر کے لئے روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں ان سے ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے انہیں زیارت سے شاد کام فرماتے، سفر میں جاتے وقت اخیر میں اور واپسی پر سب سے پہلے سرکار ابد قرار ﷺ کا سیدہ سے ملنا کس قدر محبت آمیز اور شفقت خیز ہے یہ ارباب عقل ودانش سے پوشیدہ نہیں۔

جہاں تک سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا تعلق ہے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ نکاح کا انعقاد خداوند قدوس کے حکم وحی کے پیش نظر عمل میں آیا، یہی وجہ ہے کہ مشکوۃ شریف ص ۵۶۵ر میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے پہلے یار غار مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ نے اسے منظور نہیں فرمایا، ایسے ہی مراد رسول حضور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا اسے بھی آپ نے قبول نہیں فرمایا، حاشا وکلا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مذکورہ شخصیات میں کچھ کمی تھی ایسا ہو نہیں سکتا کیوں کہ یہ وہ ذوات مقدسہ ہیں جن کے ایمان وعمل اور وطہارت کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، جن کی صفات حمیدہ یہ قرآن مقدس کی آیات بینات اور احادیث معتبرہ ومستندہ وصحیحہ آج بھی ناطق ہیں۔

برملا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ دراصل مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں رب کائنات کی مشیت و وحی کو دخل تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرات عمرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد جوں ہی مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو حامل وحی الٰہی خدا کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً نہ صرف یہ کہ اس پیغام کو منظور فرمایا بلکہ بخوشی مولائے کائنات سے آپ نے سیدہ کا نکاح کردیا۔

◆◆◆

از: مولانا سید اولاد رسول قدسی*

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا کا مقام ومرتبہ

اسلامیات

خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب مکرم رسول محترم ﷺ کی محبوب ترین صاحب زادی ہیں، یوں تو نبی کریم ﷺ کی تین اور صاحب زادیاں بھی تھیں لیکن سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے آپ سب سے زیادہ محبت وشفقت فرماتے تھے، صرف یہی نہیں بلکہ مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی زیادہ سیدۃ کائنات آپ کو محبوب تھیں، اس دعوے کے استشہاد میں اشرف المؤید کے صفحہ ۵۳ ر کے اندر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک پیش کی جاسکتی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے رسول کائنات ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا؟ این احب الیك انا ام فاطمة۔ یعنی یارسول اللہ! ہم میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے میں یا فاطمہ؟ سرکار ابد قرار ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: فاطمة احب الی منك وانت اعز علی منها۔ یعنی فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب اور تم میرے نزدیک فاطمہ سے زیادہ عزت والے ہو۔

اسی طرح مدارج النبوۃ جلد دوم میں محدثین کرام کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث یوں مذکور ہے کہ لوگوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے برجستہ فرمایا سیدہ فاطمہ اسی مدارج النبوۃ جلد دوم میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی اس سلسلے میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مندرج ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدے میں تشریف لے گئے اور ان سے مخاطب ہو کر قسمیہ فرمایا کہ اے فاطمہ! خدا کی قسم میں نے رسول گرامی قدر ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ کسی اور کو محبوب نہیں دیکھا۔

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت سے متعلق مختلف اقوال ہیں، بعض حضرات نے آقائے نامدار ﷺ کے اعلان نبوت کے ایک سال بعد تو بعض نے اعلان نبوت کے ایک سال قبل سیدہ کی ولادت بتائی ہے لیکن علامہ ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یہ ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال پہلے نہیں بلکہ پانچ سال پہلے سیدہ ایسے سہانے وقت میں اس خاکدان گیتی میں جلوہ گر ہوئیں جب خانۂ کعبہ تعمیری مراحل سے گزر رہا تھا۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام وصفات کی جو وجوہ تسمیہ بیان فرمائی ہیں انہیں پڑھنے کے بعد سیدہ کے اقدار وفضائل کے مزید کئی گوشے اجاگر ہو جاتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ سیدہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو اور ان کے محبین کو نار جہنم سے محفوظ رکھا ہے، ان کے مشہور وہ حروف لقب ''بتول'' سے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ سیدہ کو بتول اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ تمام عورتوں میں افضل وبرتر حسن وجمال میں فقید المثال ہیں کہ در ایمان وتوکل کی شان کہ آپ ماسوی اللہ سے ہمیشہ بے نیاز، حضرت شیخ علی الاطلاق نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار ابد قرار ﷺ سے نہ صرف بلکہ میں سب سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔

حضور اکرم ﷺ کی سیدہ سے غایت محبت بقیہ ص ۱۵ / پر

پہلی قسط

از: مولانا سید محمد اکرام الحق قادری*

اسلامیات

اسلام ہی سچا مذہب کیوں؟

دینِ اسلام پروردگارِ عالم اللہ تبارک وتعالیٰ کا منتخب اور پسندیدہ دین ہے، اُس کی بارگاہِ اقدس میں اِس کے علاوہ کوئی بھی دین مقبول نہیں ہے، اپنے کلامِ اَزلی میں ارشاد فرماتا ہے:

''اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ یعنی بے شک اللہ کے نزدیک [قابلِ قبول] دین، اسلام ہی ہے۔''

(سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر ۱۹)

دوسرے مقام پر اعلان فرماتا ہے:

''وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ، وَ ھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ یعنی اور جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو طلب [اختیار] کیا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' (سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر ۸۵)

اس لیے کوئی شخص کتنا ہی با اَخلاق و با کردار ہو، کیسا ہی شیریں مقال وکشادہ رُو ہو، چاہے جتنا جواد وسخی ہو اور خواہ کتنا ہی اعمالِ صالحہ کا خوگر ہو، اسلام قبول کیے بغیر رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں اُس کی اور اُس کی نیکیوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، بروزِ قیامت اُس کی ساری نیکیاں اُس کے ناپاک منہ پر مار دی جائیں گے، اُسے کبھی نہ ختم ہونے والے دردناک عذاب میں گرفتار کیا جائے گا اور اُس سے کہا جائے گا:

''ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ۔ یعنی دوزخ کی آگ کا عذاب چکھو۔'' (سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر ۱۸۱)

العیاذ باللہ تعالیٰ منہ! یوں تو تمام اہلِ مذاہب بڑے زور دار طریقے سے اپنے دین کی حقانیت کا دعویٰ کرتے ہیں، اُنھیں اپنے دین کے علاوہ کہیں بھی، کسی طرح کی کوئی صداقت نظر نہیں آتی؛ مگر جب اس دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لیے دلائل و براہین کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ادیانِ عالم کی حقانیت کو اُن کی کسوٹی پر پرکھنے کی بات کی جاتی ہے تو حق وصداقت کے میدان میں ''دینِ اسلام'' کے علاوہ کوئی بھی مذہب، دور دور تک نظر نہیں آتا۔

صرف اسلام کا پرچم لہراتا نظر آتا ہے اور اُسی کے جلوے ہر سو دکھائی دیتے ہیں اور یہ ناقابلِ انکار حقیقت بھی ہے کہ مذہب اسلام کی حقانیت کے دلائل، کل کی طرح آج بھی روشن وتابناک اور ناقابلِ ردّ و اِبطال ہیں، کوئی بھی منصف مزاج شخص انھیں رَد کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا، یہ الگ بات ہے کہ تعصب وعناد اور جہالت و نادانی کے سبب کروڑوں انسان نورِ ایمان سے محروم ہو کر کفر و شرک اور الحاد و ارتداد کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں زندگی گزارنے میں فخر محسوس کررہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مخالفت ودشمنی کی خوف ناک آندھیوں میں بھی اسلام کی شمع جوں کی توں روشن رہی اور دشمنانِ دین متحد ہونے کے باوجود اس کا کچھ بھی نہ کرسکے؛ بلکہ دنیا نے دیکھا کہ اسلام پر جتنی شدت وقوت کے ساتھ حملے کیے گئے، وہ اُتنی ہی طاقت و توانائی کے ساتھ پروان چڑھتا گیا، آج بھی اس کی مضبوط ومحکم چٹان کے سامنے کفر کا اتحاد پارہ پارہ نظر آرہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد مسلسل بڑھتی ہی جارہی ہے، جسے دیکھ کر اہلِ باطل کا کلیجہ پھٹا جارہا ہے اور اُن کی چیخیں ہر طرف گونج رہی ہیں، اگر آج اسلام کی جگہ کوئی اور مذہب ہوتا تو اُس کا نام ونشان تک باقی نہ رہتا، یہ اسلام کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟

یوں ہی نہیں فرمایا گیا تھا:

''یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِأَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ

* مضمون نگار دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی کے پرنسپل ہیں۔

نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ۔ یعنی وہ اپنے مونہوں سے (پھونکیں مار کر) اللہ کے نور (اسلام) کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔" (سورۂ صف، آیت نمبر ۸)

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
تم جتنا دباؤ گے اتنا ہی یہ اُبھرے گا

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مگر چوں کہ ہمارے دشمن اب پہلے سے بہت زیادہ چست وچالاک ہو چکے ہیں، وہ جدید وسائل ابلاغ کے ذریعہ مسلمانوں کی فکر کے انتہائی صاف ستھرے دریا کو گدلا کرنے کے فراق میں ہیں، سوشل میڈیا کے ذریعے اُن کے نورانی سینوں میں گھس کر اُن کا اسلامی شعور اُچکنے میں تاک میں ہیں، یہ بدبخت "جتیندر تیاگی عرف وسیم رضوی رافضی" جیسے شیطانوں کو مارکیٹ میں لا کر، بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی پیہم کر رہے ہیں اور اُن کے دلوں کو شکوک وشبہات کے سیاہ دھبوں سے داغ دار کر کے اُنھیں اسلام سے برگشتہ کرنے کی ناپاک کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، اِس لیے ہم سب کی یہ ذمے داری ہے کہ غیروں پر اسلام کی صداقت کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ، اہلِ اسلام کے ایمان کی بھی فکر کریں، دشمنوں کی ناپاک سازشوں کو ناکام کرنے کے ساتھ ساتھ نونہالانِ اسلام کے سینوں میں جلنے والی شمعِ ایمان کے تحفظ کی کوشش کریں اور اُنھیں کفر وشرک کے دلدل سے بچانے کی سعی بلیغ کریں۔

یہ مضمون اِسی سلسلے کی ایک چھوٹی سی کڑی ہے، جو نہایت صاف وواضح انداز میں عام مسلمانوں کے لیے رقم کیا جا رہا ہے، اِس پرچے میں قسط وار دینِ اسلام کی حقانیت کو واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اُس کی صداقت پر ایسے دلائلِ عقلیہ پیش کیے جائیں گے جنھیں کوئی بھی باشعور انسان نظر انداز نہیں کر سکتا، ممکن ہے کہ یہ سطور شکوک وشبہات کے بادل چھانٹنے اور اہلِ ایمان کو اطمینانِ قلبی کی دولتِ گراں مایہ سے سرفراز کرنے میں کامیابی حاصل کرلیں، بس قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اِس پیغام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں، ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

اسلام کے تمام احکام کی بنیاد قرآنِ مقدس پر رکھی گئی ہے، قرآنِ کریم خالق عالم اللہ عزوجل کا کلام ہے، جسے اُس نے عربی زبان میں، حضرت جبریلِ امین کے واسطے سے، اپنے آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا ہے، یہ کلام نہ ہی ہمارے نبی ﷺ کا بنایا ہوا ہے نہ جبریل امین یا کسی انسان کا گڑھا ہوا، اہلِ ایمان کا یہ دعویٰ بھی ہے اور اعتقاد بھی، اب اگر قرآنِ شریف کا کلامِ اِلٰہی ہونا ثابت کر دیا جائے تو اسلام کی حقانیت آشکار اور اُس کے تمام عقائد ونظریات ثابت ہو جائیں گے، قرآنِ کریم خود کے کلامِ اِلٰہی ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور اُس پر ناقابلِ انکار دلائل بھی پیش کرتا ہے، یہ کلام، منکرین کو چیلینج بھی کرتا ہے اور اُن کے لاجواب ہونے کا فیصلہ بھی سناتا ہے، یہ اِجمال ہے، تفصیل آئندہ کی قسطوں میں ملاحظہ کریں گے۔

قرآنِ مجید ہر قسم کے تضاد [contradiction] سے پاک ہے:

"ہم مسلمانوں کی دینی کتاب "قرآنِ مقدس" دنیا کی واحد [تنہا] محفوظ [safe] کتاب ہے، جس میں اب تک کسی قسم کی تبدیلی [change] ہوئی نہ صبح قیامت تک ہو سکتی ہے، دنیا بھر میں قرآنِ کریم کے اَربوں نسخے [quranic editions] اور لاکھوں حُفّاظ [یاد کرنے والے] موجود ہیں، اِس کے باوجود آیاتِ قرآنیہ میں اِعراب وحرکات [زبر، زیر، پیش وغیرہ] کا معمولی فرق بھی نہیں ملتا، نہ اِس کے الفاظ میں ٹکراؤ [collision] ملتا ہے نہ معانی [meanings] میں کسی قسم کا کوئی تضاد [contradiction] نظر آتا ہے، یہ قرآنِ عظیم کا وہ کمال ہے جس نے اُسے دنیا کی تمام کتابوں سے ممتاز [prominent] کر دیا ہے، انسان، دنیا کی مذہبی اور غیر مذہبی کوئی بھی ایسی کتاب پیش نہیں کر سکتے جو اِس

معیار[Quality] پر کھری اترتی ہو۔"

یہی کمال قرآنِ عظیم کے کلامِ اِلٰہی ہونے کی واضح نشانی اور مضبوط دلیل ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ یعنی تو کیا وہ [کفار و مشرکین] قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر قرآن، اللہ کے غیر کی جانب سے ہوتا [مثلاً کسی انسان کا بنایا ہوا ہوتا] تو ضرور وہ اُس میں بہت اختلاف و تضاد پاتے۔" (سورۂ نساء، آیت نمبر ۸۲)

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے کفار و مشرکین عرب کو اپنے کلام میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ قرآنِ مقدس کے معانی [Meanings] اور اُس کے الفاظ [Words] کی فصاحت و بلاغت [Eloquence&rhetorc] میں غور کر لیں تو اُن پر واضح ہو جائے گا کہ اُس میں کسی قسم کا کوئی تضاد یا ٹکراؤ [collision] نہیں ہے اور ٹکراؤ نہ ہونا اُس کے کلامِ الٰہی ہونے کی واضح دلیل ہے۔

اہلِ علم جانتے ہیں کسی کلام میں اختلاف کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) الفاظ میں اختلاف ہو (۲) معنٰی میں اختلاف ہو (۳) ترتیب میں اختلاف ہو، قرآن مقدس کے الفاظ [words] میں اختلاف ہے، نہ معانی [Meanings] میں اور نہ ترتیب [Order] میں۔ الفاظ میں اختلاف اِس لیے نہیں ہے کہ قرآنِ کریم "فصاحت و بلاغت" [Eloquence&rhetoric] کے جس معیار [Quality] پر نازل ہوا ہے، وہ معیار شروع سے آخر تک، یعنی سورۂ فاتحہ سے سورۂ ناس تک برقرار [موجود] ہے، ایسا نہیں ہے کہ اُس کے بعض الفاظ بلاغت میں "اِعجاز کی حد" [the limit of miracles] تک پہنچے ہوں اور بعض کلمات اُس [حدِّ بلاغت] سے کم ہوں، صدیاں گزر چکی ہیں؛ مگر سخت ترین دشمنانِ اسلام بھی، ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود یہ ثابت نہ کر سکے کہ قرآنِ مقدس کی فلاں آیت فصاحت و بلاغت میں حدِّ اعجاز سے کم ہے۔

یہ اِس بات کی انتہائی مستحکم [strong] دلیل ہے کہ قرآنِ عظیم کے الفاظ میں شروع سے آخر تک، کہیں بھی، کوئی اختلاف و تضاد [contradiction] نہیں ہے اور اِس کا پورا متن [یعنی یہ پورا کلام] مُعجز [دنیا کے تمام انسانوں کو عاجز و قاصر کر دینے والا] ہے، اِس لیے اسلام کے تمام دشمن مِل کر بھی اِس کی کسی آیت کا کوئی جواب نہ دے سکے ہیں اور نہ دے سکتے ہیں، وہ سب مِل کر بھی اِس کی ایک آیت جیسا کلام بنا کر پیش نہیں کر سکتے، وہ کل بھی عاجز [helpless] تھے، آج بھی قاصر [unable] ہیں اور کل بھی رہیں گے۔

قرآنِ مقدس کے معانی [meanings] میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ اِس کی بیان کردہ غیب کی تمام خبریں صد فی صد [hundred percent] صحیح ثابت ہوئی ہیں، ایسا نہیں ہوا کہ اِس کی بعض باتیں سچ اور بعض غلط ثابت ہوئی ہوں، کوئی کٹّر سے کٹّر دشمن دین بھی قرآن کریم کی کسی ایک بات کو بھی غلط ثابت نہ کر سکا، اِس نے ماضی [گزرے ہوئے زمانے] کی جو خبریں دی ہیں، حضراتِ انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور اُن کی امت کے جو احوال [Condition] بیان کیے ہیں۔

آج تک اُن کی صداقت [سچائی] تسلیم کی [مانی] جا رہی ہے، اِسی طرح قرآن مقدس نے جن عقائد، اَحکام اور نظریات [Beliefs & Ideas] کو بیان کیا ہے اُن میں بھی کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، اِس سے ثابت ہوا کہ قرآنِ مقدس کے معانی میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے، اگر کسی قسم کا کوئی تضاد ہوتا تو آج کا ترقی یافتہ انسان، فضاؤں [Atmosphere] کی سیر کرنے والا اور سیاروں [Planets] پر کمندیں [Loops] ڈالنے والا البشر، اُسے ظاہر کرنے کی قدرت پا لیتا؛ مگر ایسا نہ کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو سکے گا؛ کیوں کہ یہ انسان کا نہیں، رب تعالیٰ کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔

قرآنِ مجید کی ترتیب میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے، یعنی ایسا نہیں ہے کہ اُس کی آیتوں اور سورتوں میں کوئی ربط [Link]

اور باہمی تعلق نہ ہو؛ بلکہ ہر آیتِ کریمہ اور سورۂ مبارکہ جہاں ہے، وہی اُس کا سب سے موزوں اور مناسب مقام ہے، اُسے وہاں سے ہٹا کر کہیں اور فِٹ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خوبی دنیا کی کسی بھی کتاب میں نہیں پائی جا سکتی، یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ قرآنِ کریم ۲۳/ سالوں کی طویل مدت میں نازل ہوا، نئے نئے احوال و واقعات [squinted& Events] کے مطابق آیتیں نازل ہوئیں؛ بلکہ بہ یک وقت کئی کئی سورتوں کی آیتیں بھی نازل ہوئیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ ہر آیت کو اُس سے متعلق سورت میں لکھواتے رہے، اِسی انداز میں پورا قرآنِ پاک لکھا گیا، اِس کے باوجود اُس کی ترتیب [Order] میں کسی قسم کی کوئی خطا واقع نہ ہوئی۔

دشمنانِ دین اپنی پوری توانائی صرف کرنے کے باوجود یہ ثابت نہ کر سکے کہ قرآنِ کریم کی آیتیں اور اُس کے مضامین بے ترتیب ہیں، دنیا کی ہر کتاب میں خطا کا پایا جانا ممکن ہے، الفاظ، معانی یا ترتیب میں کہیں نہ کہیں ٹکراؤ یا تضاد ضرور پایا جاتا ہے؛ لیکن قرآنِ مقدس کا یہ زندہ و جاوید معجزہ ہے کہ اِس کے الفاظ، معانی اور ترتیب سب کچھ اختلافات و تضادات سے محفوظ ہیں۔

ثابت ہوا کہ یہ کلام، کسی انسان کا نہیں بلکہ پروردگارِ عالم اللہ رب العزت کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔

قرآنِ مقدس کے چیلینجز

دینِ اسلام کی بنیاد "قرآنِ مقدس" کے کلامِ الٰہی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دشمنانِ دین مِل کر بھی آج تک اُس کے چیلینجز کا جواب نہ دے سکے اور نہ آئندہ دے سکیں گے، اِس مختصر تحریر میں قرآنِ کریم کے ذریعے پیش کیے گئے چیلینجز کا احاطہ تو نہیں کیا جا سکتا، البتہ اِثباتِ مدعیٰ کے لیے اُن میں سے بعض کا ذکر کیا جا رہا ہے؛ تا کہ کج فکری کا شکار ہونے والے یا شکوک و شبہات کی تاریکی میں پھنس جانے والے حضرات اپنے باطل افکار و نظریات [false thoughts] پر نظرِ ثانی کرنے کی زحمت گوارا کر سکیں۔

قرآنِ کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ تمام انسان اور جنات اِس کلام کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں، وہ دونوں مل کر بھی اگر ایسا کلام لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے، اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا:

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ یعنی اے محبوب! آپ کہیے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اِس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔"

(سورۂ اسرا، آیت نمبر ۸۸)

اِس آیتِ کریمہ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تمام انسان و جنات ایک دوسرے کا تعاون کرنے کے باوجود، اِس جیسا کلام نہیں پیش کر سکتے، وہ تو عربی تھے، انھیں اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا، وہ اپنے بالمقابل دنیا کے تمام انسانوں کو گونگا اور زبان دانی میں بے حیثیت تصور کرتے تھے، ساتھ ہی وہ اسلام کے کٹر دشمن تھے، اسلام اور پیغمبر اسلام کو ختم کرنا اُن کا مشن تھا، اسلام کو ناحق [unjust] ثابت کرنا اُن کا مقصدِ زندگی تھا۔ وہ دینِ اسلام کو باطل ثابت کرنے کے لیے صبح و شام کوششیں کیا کرتے، سازشیں رچا کرتے اور اُس کی بیخ کنی کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کیا کرتے تھے۔

قرآنِ مقدس نے اِس آیتِ کریمہ کے ذریعے اُن کے لیے آسانی فراہم کر دی تھی، اسلام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے ایک سنہری موقع دے دیا تھا اور واضح لفظوں میں یہ فرما دیا تھا کہ "اگر تم اِس کلام کو کلامِ الٰہی نہیں مانتے اور اِس کے بتائے ہوئے راستے کو حق نہیں جانتے تو ایسا کرو کہ تم سب مل کر اِس جیسا کلام پیش کر دو! اگر تم کامیاب ہو گئے تو تمھارا مدعیٰ ثابت ہو جائے گا اور اسلام کا باطل و مردود ہونا سب پر روشن ہو جائے گا؛ لیکن سنو! قرآن نازل کرنے والا تمہارا رب تمہیں چیلینج کرتا ہے کہ اگر تم سب مل کر اپنی پوری توانائی [energy] صرف کر ڈالو اور اپنی مدد کے لیے سرکش جنّوں کو بھی بلا لو تب بھی تم ایسا بے نظیر [awesome] کلام پیش نہیں کر سکتے۔

انھوں نے ہر ممکن کوشش کی، اپنی پوری توانائی خرچ کی

اور قرآن کی مثل لانے کے لیے مسلسل شب بیداریاں کیں؛ مگر ناکام ونامراد رہے اور پھر ’’کھسیانی بلی کھنبا نوچے‘‘ کے بمصداق تلوار کے زور پر اسلام کو ختم کرنے اور قرآنی تعلیمات کو محو کرنے کے درپے ہوئے، جس کے نتیجے میں اہلِ توحید واہلِ شرک کے درمیان بدر، اُحد، خندق، خیبر اور حُنَین جیسی خون ریز جنگیں رونما ہوئیں، اگر قرآنِ کریم اللّٰہ کا کلام اور اسلام اُس کا منتخب دین نہ ہوتا تو اہلِ عرب اس چیلینج کا جواب دے کر اُسی زمانے میں اسلام کا خاتمہ کر چکے ہوتے اور آج نہ ہی اسلام کا نام ونشان ہوتا اور نہ ہی یہ تحریر معرضِ وجود میں آتی، مگر وہ چاہ کر بھی ایسا نہ کر سکے، ثابت ہوا کہ یہ قرآنِ مقدس پروردگارِ عالم کا نازل کیا ہوا کلام ہے، نہ حضور ﷺ کا بنایا ہوا ہے اور نہ کسی انسان کا گھڑا ہوا۔

قابلیت اور زبان دانی میں حیرت انگیز کمال رکھنے والے ’’کفارِ عرب‘‘ بالخصوص سردارانِ قریش اگرچہ کلامِ الٰہی کے جلال کے سامنے ٹک نہ سکے اور اپنی بے بسی کے باعث قرآن کی مثل لانے سے قاصر رہے؛ مگر ہٹ دھرمی کے سبب اُس کے کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کرتے رہے اور مسلسل یہ شور مچاتے رہے کہ محمد [فداہ ابی وامی] نے گھڑ کر یہ کلام پیش کیا ہے۔ تو اللّٰہ عزوجل نے اپنے چیلینج میں تخفیف کر کے ارشاد فرمایا:

’’اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ یعنی کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اِنھوں نے قرآن کو ازخود گھڑ لیا ہے، آپ کہیے کہ پھر تم اُس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور [اپنی مدد کے لیے] اللّٰہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔‘‘ (سورۂ ہود، آیت نمبر ۱۳)

اِس آیتِ کریمہ میں اللّٰہ عزوجل نے دشمنانِ دین کو قرآن جیسی صرف دس سورتیں پیش کرنے کا چیلینج دیا ہے اور اُن سے فرمایا ہے کہ تم پورے قرآن کی مثل لانے سے قاصر رہے، پھر بھی اپنے پروپیگنڈے سے باز نہیں آئے، اگر تمہارے عقیدے کے مطابق یہ کلام، اللّٰہ کا نہیں؛ بلکہ محمد ﷺ کا ہے تو اُن کی طرح تم بھی تو عربی اور انتہائی فصیح وبلیغ ہو، چلو تم قرآن جیسی دس سورتیں ہی بنا کر دکھا دو، تاکہ سب کو پتا چل جائے کہ محمدِ عربی نے جو کلام پیش کیا ہے وہ خود اُن کا ہے نہ کہ رب تعالیٰ کا، سادہ سی بات تھی، وہ دس سورتیں پیش کر دیتے دینِ اسلام کا باطل ہونا ثابت ہو جاتا؛ مگر انتہائی کوششوں کے باوجود وہ اِس چیلینج کا جواب نہ دے سکے، جب اُن کی بے بسی ظاہر ہو گئی تو اللّٰہ نے چیلینج میں مزید تخفیف کی اور فرمایا:

’’وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔ یعنی اور اگر تم کو اُس کتاب کے کلامِ الٰہی ہونے میں شک ہے جس کو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل کیا ہے تو اُس کی مانند کوئی ایک سورت بنا کر لے آؤ اور اللّٰہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو، سو اگر تم نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، جس کو کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔‘‘ (سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۲۳-۲۴)

اور جب ایک سورت بھی نہ لا سکے تو چیلینج میں مزید آسانی کرتے ہوئے فرمایا:

’’فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۔ یعنی یہ انکار کرنے والے قرآن کی مثل ایک آیت ہی لے آئیں، اگر اپنے دعوے میں سچے ہیں۔‘‘ (سورۂ طور، آیت نمبر ۳۴)

اِن آیات میں اللّٰہ رب العزت نے اسلام کے سخت مخالف ’’مشرکینِ عرب‘‘ کو قرآنِ مجید کی سورتوں جیسی ایک سورت؛ بلکہ ایک آیت لانے کا چیلینج دیا اور ساتھ ہی یہ پیش گوئی بھی فرما دی کہ ’’یہ نہیں لا سکیں گے‘‘ قرآنِ مقدس کا چیلینج لاجواب اور اُس کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی، واضح ہوا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں؛ بلکہ خالقِ کائنات اللّٰہ عزوجل کا نازل کیا ہوا کلام ہے، اِن آیاتِ کریمہ میں، اللّٰہ عزوجل کی توحید، رسولِ پاک ﷺ کی رسالت اور دینِ اسلام کی حقانیت پر ایسی روشن دلیلیں ہیں جن کا

اسلامیات

انکار کوئی متعصب[fanatic] ہی کر سکتا ہے، ثابت ہوا کہ اسلام ہی ''سچا دین'' ہے۔

قرآنِ مقدس کے چیلینجز کی تعداد

گزشتہ گفتگو میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرب کے کافروں کو براہِ راست اور دنیا کے مشرکوں کو بالواسطہ اوّلاً پورے قرآن کی مثل لانے کا چیلینج دیا، جب نہ لا سکے تو ثانیاً دس سورتیں پیش کرنے کی دعوت دی، جب عاجز رہے تو ثالثاً ایک سورت کی نظیر لانے کو کہا، اِس پر بھی قادر نہ ہو سکے تو رابعاً قرآن جیسی صرف ایک آیت بنانے کی بات کہی؛ مگر وہ اس سے بھی قاصر رہے۔ جس سے واضح ہوا کہ یہ کلام ''کلامِ الٰہی'' ہے، اِس کی ہر آیت مُعجِز ہے جو کہ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت و رسالت کی کھلی دلیل ہے۔

قرآنِ کریم میں ۶۶۶۶ر آیاتِ کریمہ ہیں، ہر آیت ایک چیلینج ہے جو آج بھی عالم کفر اور دنیائے شرک کو اپنی مثل لانے کی دعوت بھی دے رہی ہے اور اُن کے عاجز و قاصر ہونے کا اعلان بھی کر رہی ہے، اِس لحاظ سے دیکھیں تو اب تک کی گفتگو سے قرآنِ مقدس کے چھ ہزار چھ سَو چھیاسٹھ چیلینجز ثابت ہوئے، صدیاں گزر جانے کے بعد بھی یہ چیلینجز اپنی جگہ قائم ہیں اور سخت ترین دشمنانِ دین، انتہائی کوششوں کے باوجود آج تک اِن کا جواب نہ دے سکے اور نہ ہی آئندہ دے سکیں گے، اب آگے بڑھتے ہیں۔

قرآن نازل فرمانے والے ہمارے رب، اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ اُس کا کلام ہمیشہ محفوظ رہے گا، اُس میں ایک لفظ کو بھی، کبھی بھی کم نہیں کیا جا سکے گا، چناں چہ سورۂ حجر میں ارشاد فرمایا:

''اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ یعنی بے شک ہم نے ہی قرآنِ پاک کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' [سورۂ حجر، آیت نمبر ۹]

یہ آیتِ عظیمہ کس قدر زور دار اور کتنی زبردست تاکیدوں پر مشتمل ہے اُس کا اندازہ آپ نے ترجمے سے ہی لگا لیا ہوگا، اس میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا ہے کہ اِس میں کسی ایک حرف کی بھی کمی نہیں کی جا سکتی، صدیاں گزر چکی ہیں؛ مگر یہ چیلینج آج بھی برقرار ہے، کٹر دشمنِ اسلام بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ قرآنِ پاک میں پہلے فلاں آیت تھی یا فلاں کلمہ تھا بعد میں اُسے نکال دیا گیا، ماضی کا انسان تو خیر بڑا کمزور تھا، مادی ترقیوں سے نا آشنا تھا، اُس کے پاس اسباب و وسائل نہ تھے؛ مگر عقل دنگ ہے کہ جدید ٹکنالوجی اور حیرت انگیز آلات سے آراستہ، خود کو سب کچھ سمجھنے والا آج کا برقی انسان بھی عاجز ہے اور وہ بھی قرآن کریم کے کسی حرف کو حذف کرنے کی نہ کوشش کر سکتا ہے نہ ہی جرأت و جسارت، آخر کیوں؟ اِسی لیے کہ اُسے معلوم ہے کہ اِس چیلینج کا جواب دینا اُس پُر خار وادی میں داخل ہونے جیسا ہے جس میں دنیا کا بڑے سے بڑا انسان اور مادی توانائی سے لیس سائنٹسٹ بھی قدم رکھنے کی بھی ہمت و طاقت نہیں رکھتا، اُسے عبور کرنا تو بہت بڑی بات ہے، اس خوبی اور کمال سے کیا دنیا کی کوئی اور کتاب متصف ہے؟ کیا دنیا کا بڑے سے بڑا مصنف اپنی کسی کتاب کے بارے میں یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ''میری کتاب میں کوئی کمی نہیں کی جا سکتی'' عقل و شعور رکھنے والا کوئی بھی شخص اپنی کسی کتاب کے بارے میں اِس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا؛ کیوں کہ اُسے پتہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں، یہ دعویٰ صرف قرآنِ مقدس نے پیش کیا ہے۔

آج آباد دنیا کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں مسلمان نہ ہوں، اسلام کے نام لیوا اور قرآنِ مقدس کے لاتعداد نسخے موجود نہ ہوں، دنیا میں اربوں نسخے ہیں؛ مگر اُن میں کسی ایک کلمے اور ایک لفظ کا بھی فرق نہیں ہے، جو قرآن انڈیا میں ہے وہی پاکستان میں، جو قرآن سعودی عرب میں ہے وہی امریکہ اور برطانیہ میں، کہیں بھی کچھ بھی فرق نہیں ہے، یہ قرآنِ کریم کی حقانیت و صداقت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ کلام ''کلامِ الٰہی'' ہے اور دینِ اسلام ''دینِ برحق'' ہے۔ چوں کہ ہر آیتِ کریمہ یہ چیلینج پیش کر رہی ہے کہ ''اُس کو گھٹایا نہیں جا سکتا، اُس میں کمی نہیں کی جا سکتی'' اِس لحاظ

سے ۶۶۶۶ ر چیلینجز اور ہوئے، اب قرآنِ کریم کے چیلینجز کی کل تعداد "تیرہ ہزار تین سو بتیس" ہوگئی، اللہ رب العزت نے فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ. لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ، تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ یعنی بے شک جن لوگوں نے قرآن کا اُس وقت انکار کیا جب وہ اُن کے پاس پہنچ چکا تھا (انھیں عذاب دیا جائے گا) بے شک یہ (قرآن) بہت معزّز کتاب ہے، اِس میں باطل (غیرِ قرآن) کہیں سے بھی نہیں آسکتا، نہ سامنے سے، نہ پیچھے سے۔ یہ کتاب بہت حکمت والے، حمد کیے ہوئے (اللہ عزوجل) کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔" [سورۂ فصلت، آیت نمبر ۴۱-۴۲]

اللہ رب العزت نے اِن دونوں آیتوں سے قبل اُن بد بختوں کو عذابِ دوزخ کی وعیدِ شدید سنائی ہے جو قرآنِ پاک کے کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کرتے ہیں، پھر یہ فرمایا کہ یہ قرآن "کتابِ عزیز" ہے، یعنی یہ کتاب، تمام کتابوں پر غالب ہے، کوئی بھی اِس کی مثل نہیں لا سکتا، اس کے بعد یہ چیلینج کیا کہ اِس کلام میں کوئی بھی انسان کسی ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں کر سکتا، نہ شروع میں نہ آخر میں۔

یہ چیلینج ایسا مضبوط ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی برقرار ہے، بڑے سے بڑا منکرِ اسلام اور دشمنِ رسول بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ قرآنِ کریم میں پہلے فلاں آیت نہیں تھی، یا اُس میں فلاں کلمہ یا فلاں حرف نہیں تھا، بعد میں ملایا گیا ہے، کوئی بھی انسان اپنے کلام کے بارے میں یہ چیلینج نہیں کر سکتا کہ اُس میں زیادتی نہیں کی جا سکتی، اگر کوئی شخص اپنی کتاب کے سلسلے میں ایسا دعویٰ کرتا ہے تو اسے کسی مجنون کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں دی جائے گی اور فوراً اُس کا بطلان واضح کر دیا جائے گا۔

یہ قرآنِ کریم کا اعجاز ہے کہ اُس نے نہ صرف یہ کہ دعویٰ کیا؛ بلکہ اس شان کے ساتھ کیا کہ آج تک کوئی بھی دشمنِ اسلام اسے رد نہیں کر سکا، اور نہ آئندہ کر سکے گا، چوں کہ قرآنِ مجید میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیاتِ کریمہ ہیں اور یہ دعویٰ ہر آیت پیش کر رہی ہے، اس لحاظ سے چیلینجز کی تعداد اتنی ہی اور بڑھ گئی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ہر آیت تین چیلینج پیش کر رہی ہے۔ [۱] اس کی مثل نہیں لائی جا سکتی [۲] اس میں کمی نہیں کی جا سکتی [۳] اس میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

تمام آیاتِ مبارکہ کو تین سے ضرب دینے سے قرآنِ مقدس کے کل چیلینجز کی تعداد بنتی ہے "انیس ہزار نو سو اٹھانوے" دنیا والے آج تک کسی ایک چیلینج کا بھی جواب نہ دے سکے، اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا تو اب تک اس کا چیلینج ٹوٹ چکا ہوتا اور اسلام کا باطل ہونا واضح ہو چکا ہوتا، ثابت ہوا کہ یہ کلام "کلامِ الٰہی" ہے، دینِ اسلام ہی "دینِ برحق" ہے اور جنھوں نے دنیا میں کسی سے تعلیم حاصل کیے بغیر برجستگی کے ساتھ ایسا بے مثال کلام پیش فرمایا، یعنی ہمارے آقا حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ وہ "اللہ کے سچے پیغمبر" ہیں۔

.... جاری

ص ۲۶ ر کا بقیہ

ریا کاری کی پہچان چار باتوں سے

ارشادِ مولیٰ علی

(امیر المؤمنین) سیدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ریا کاری، چار علامات ہیں:

① جب اکیلا ہوتا ہے تو عملِ خیر میں ڈھیلا (سست) رہتا ہے۔

② اور جب لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو خوب نشاط اور چستی دکھاتا ہے۔

③ اور جب عمل پر اسکی تعریف و تحسین کی جاتی ہے تو اور زیادہ کرتا ہے۔

④ اور جب لوگ اس کی مذمت کرتے (یعنی عمل میں خامی نکالتے) ہیں تو اس کے عمل میں کمی آنے لگتی ہے۔

.... جاری

ماہِ صیام

اس کا استقبال کیجیے مومنو! سنت ہے یہ
تحفۂ نیکی لیے پھر آ گیا ماہِ صیام

اسلامیات

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

تیسری قسط

تربیت

گزشتہ سے پیوستہ

محاسبۂ قیامت کا منظر

حدیث شریف:

فقیہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: مجھ سے فقہائے کرام کی ایک جماعت نے اپنی اسنادوں کے ساتھ بتوسط عقبہ ابن مسلم، حضرت سمیر اَصبحی سے روایت کیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ گئے وہاں دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں کا اجتماع ہے کہ وہ لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ جواب ملا حضرت ابوہریرہ ہیں، تو میں ان کے نزدیک جا پہنچا جب انہوں نے اپنی بات ختم کرلی (مجلس برخاست ہوگئی) اور وہ تنہا رہ گئے تو میں نے (تعلّم حدیث کا موقع غنیمت جان کر) ان سے عرض کیا: حضرت! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر گذارش کرتا ہوں کہ مجھے آپ کوئی ایسی حدیث شریف سنائیے جو آپ نے (براہ راست خود) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہو اور وہ حضور نے خود آپ ہی کے لئے بیان فرمائی ہو اور وہ آپ نے (اپنے دل ودماغ میں) محفوظ بھی کرلی اور اس کا معنی ومطلب بھی جان لیا، سمجھ لیا ہو، تو حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ سے ارشاد فرمایا بیٹھ جا، تاکہ تجھ سے وہ حدیث شریف بیان کروں جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ہی اس حال میں بیان فرمائی تھی کہ ہمارے ساتھ کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا، پھر (اتنا فرما کر) آپ نے ایک سسکی لی (یعنی ٹھنڈی سانس بھری) اور پھر آپ کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش ہوکر گر پڑے اور کچھ دیر اسی کیفیت میں رہے پھر ہوش میں آئے اور منہ پونچھ کر فرمایا: میں تم کو ضرور ضرور وہ حدیث سناؤں گا جو حضور نے مجھ ہی سے ارشاد فرمائی تھی (یہ کہہ کر) پھر آپ نے سسکی لی اور بے ہوش ہو گئے اور اب کی بار زیادہ دیر تک بے ہوش رہے پھر جب افاقہ ہوا تو منہ پونچھ کر ارشاد فرمایا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک بار) ارشاد فرمایا تھا:

"انّ اللہ تبارك و تعالیٰ اذا کان یوم القیامة یقضی بین خلقه -الحدیث یعنی جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ خلق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔"

اس وقت ہر امت (مارے شدت خوف کے اس کے حضور) گھٹنوں اور پنجوں کے بل پڑی ہوگی تو (فیصلہ سنائے جانے کے لئے) سب سے پہلے جن کا نام پکارا جائے گا وہ (تین آدمی ہیں)

○ ایک وہ ہوگا جس نے (اپنے سینہ میں) قرآن مجید جمع کر لیا تھا یعنی قرآن شریف کا حافظ وعالم تھا، ایک وہ ہوگا جو راہ خدا میں قتل کیا گیا اور ایک وہ ہوگا جو (دنیا میں) بڑا مالدار تھا، تو حامل قران سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھے اپنی نازل فرمودہ کتاب کا علم نہیں دیا تھا؟ وہ رب تعالیٰ سے عرض کرے گا: بلیٰ یا ربِّ! اے میرے رب! کیوں نہیں؟ (تو نے مجھے بے شک قرآن کریم کا علم دیا تھا) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں قرآن پڑھتے ہوئے رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا تھا (یعنی نمازوں میں دن رات قرآن شریف پڑھتا تھا)۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ بول رہا ہے (اللہ فرمائے گا) بلکہ تیرا مقصود تو (اس پڑھنے سے) یہ تھا کہ کہا جائے فلاں شخص اچھا قاری ہے (حامل قرآن ہے) تو وہ کہا جاچکا۔(۱)

[۱] یعنی تو نے اپنا مقصود دنیا میں پالیا، اب یہاں تیرے لئے اس پر کچھ ثواب نہیں ہے، ۱۲ مترجم غفرلہ

❍ اور مالدار سے فرمایا جائے گا: جو مال میں نے تجھے دیا تھا، اس میں تیرا کیا طریقۂ کار رہا؟ وہ عرض کرے گا: میں اسے صلۂ رحمی میں اور صدقہ، خیرات میں خرچ کرتا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے، بلکہ (اس انفاق مال سے) تیرا مطلوب تو یہ تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بڑا سخی (۱) ہے، تو وہ کہا جا چکا۔ (یعنی تجھے اپنی تعریف کرانی مقصود تھی وہ مل گئی، اب اس پر یہاں کچھ اجر نہیں)

❍ اور اس شخص کو (پیشی کے لئے) لایا جائے گا جو راہ خدا میں مقتول ہوا تھا، اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تجھے کس لئے قتل کیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے تیری راہ میں (تیرے دین کے فروغ کے لئے) قتال کیا تھا، یہاں تک کہ (دشمن سے لڑتے لڑتے) میں مقتول ہوا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹا ہے، بلکہ تیری نیت تو یہ تھی کہ کہا جائے فلاں شخص بہادر ہے تو وہ کہا جا چکا...(۲)

دوزخ میں جھونکنے کے لئے سب سے پہلا جھونک

...پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے گھٹنے پر دست اقدس سے تھپکی ماری اور ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! یہ تینوں وہ لوگ ہیں جن سے روز قیامت دوزخ سلگائی، بھڑکائی جائے گی۔ (۳)

[حدیث نبوی پوری ہوئی]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث سن کر رو پڑے:

...جب یہ خبر (یعنی حدیث مذکور) حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پہنچی تو سن کر آپ رو پڑے اور بہت زیادہ روئے اور کہا "صدق اللہ و رسولہ" اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور پھر یہ آیت کریمہ پڑھی:

"مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (ترجمہ) جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش (وزیبائش) کا طالب ہو ہم (دنیا میں ایسوں کو) ان کے اعمال (کا پھل) پورا دیدیں (اگر چاہیں) اور ان میں ان کو نقصان نہیں دیا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش جہنم کے سوا کچھ (حصہ) نہیں، انہوں نے دنیا میں جو کچھ کیا، بنایا، سب برباد گیا اور ان کے سب اعمال نابود ہوئے۔" [سورۂ ہود—۱۶]

دینی وجاہت سے دنیوی فائدوں کا حصول موجب خسران

حضرت عبداللہ ابن حنیف انطاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندہ جب اپنے عمل کا ثواب طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا ہم نے تجھے تیرا ثواب دنیا میں نہیں دے دیا؟ کیا ہم نے تیرے لئے مجالس میں کشادگی نہیں کرادی تھی؟ کیا تو دنیا میں سردار بنا ہوا نہیں تھا؟ کیا ہم نے تجھے خرید و فروخت میں خصوصی رعایتیں نہیں دلائی تھیں؟ کیا تو ایسا ایسا نہیں تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔

مخلص کی ایک اچھی شناخت

حکیمانہ قول

بعض دانشور بزرگوں سے دریافت کیا گیا حضرت! مخلص کون ہے؟ فرمایا: مخلص وہ ہے جو اپنی حسنات، سیئات کی طرح چھپاتا ہو۔

اخلاص کا انتہائی اثر ونشان

کسی اور بزرگ سے عرض کیا گیا: حضرت! ما غایۃ الاخلاص؟ اخلاص کی انتہائی حد کیا ہے؟ فرمایا: یہ ہے کہ آدمی کو اچھا نہ لگے کہ لوگ اسکی تعریف وستائش کریں۔ (۴)

میں اچھا چنیدہ بندہ ہوں یا نہیں، یہ کیسے جانوں؟

حضرت ذوالنون مصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا: حضرت! آدمی کو یہ کب معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندوں میں سے ہے یعنی اس کے ان خاص

---

[۱] مصنف نے کہا: سخی وجوّاد اُسے کہتے ہیں جو بخیل نہ ہو، ۱۲/مترجم غفرلہ

[۲] یعنی تجھے اپنی بہادری کا چرچا مطلوب تھا، اب یہاں تیرے لئے کچھ ثواب نہیں، ۱۲/مترجم غفرلہ

[۳] یعنی عاصیوں میں سب سے پہلے دوزخ میں وہی جائیں گے، پہل انہیں سے ہوگی، واللہ اعلم بمراد رسولہ علیہ الصلاۃ والسلام، ۱۲/مترجم غفرلہ

[۱] بلکہ اسے اپنی سچی تعریف، اپنی جھوٹی مذمت کی طرح بری لگے، ۱۲/مترجم غفرلہ

مخلص بندوں میں سے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا ہے؟

فرمایا: یہ بات وہ چار چیزوں سے جان سکتا ہے:

① جب اس نے راحت کا پٹہ گلے سے نکال ڈالا ہو، (یعنی اللہ کے حکم کی موافقت میں، نفس کی مخالفت کے لئے) راحت ترک کردی ہو۔

② اور موجود میں سے عطا کرتا ہو، یعنی اگر اس کے پاس پلّے زیادہ مال نہیں تھوڑا سا ہو تو اسی تھوڑے میں سے وہ راہ خدا میں خرچ کرتا ہو۔

③ اور اپنی منزلت گرنے، قدر گھٹنے کو محبوب رکھتا ہو۔ (۱)

④ اور اس کی نگاہ میں اپنی ستائش اور مذمت دونوں یکساں ہوں۔ (۲)

ریاکاری کی ایک سزا---خِداع (۳)

حدیث شریف

حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی (بزرگ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حدیث شریف بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یُؤمر بأناس من الناس یوم القیامة الی الجنة... .... الحدیث۔ یعنی روز قیامت کچھ لوگوں کو حکم ہوگا کہ جنت کو جائیں، جب وہ جنت کے بالکل قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور جنت کے محلوں اور اس کی نعمتوں پر ان کی نظر پڑے گی تو فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں وہاں سے واپس پھیر لاؤ کیوں کہ ان کے لئے جنت میں کچھ حصہ نہیں ہے، تو وہ وہاں سے ایسی بڑی حسرت وندامت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اس جیسی حسرت وندامت کے ساتھ اولین وآخرین میں سے کوئی نہیں لوٹے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے: کاش تو اے ہمارے رب! ہمیں وہ نعمتیں دکھائے بغیر دوزخ میں بھیج دیتا جو تو نے اپنے اولیا کے لئے تیار فرمائی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: میں نے چاہا کہ تمہارے ساتھ ویسا کروں (جیسا تم نے کیا تھا تا کہ تم اپنی ریاکاری کا مزہ چکھو) جب تم تنہائی میں ہوتے تھے تو عظیم عظیم گناہوں کے ساتھ میرے قانون کا مقابلہ کرتے تھے اور اگر لوگوں سے ملاقات کو جاتے تو ان سے ایسے ملتے جیسے بڑے مُخْبِت (یعنی متقی ومتواضع) ہو، تو تم اپنے دلوں کی کیفیت کے برخلاف، لوگوں کو اپنے اعمال دکھاتے تھے، تمہارے دلوں میں لوگوں کی ہیبت تھی اور مجھ سے ہیبت زدہ نہیں ہوتے تھے، لوگوں کا اجلال کرتے، میری جلالت وعزت تمہارے دلوں میں نہیں تھی، معاصی (۴) کا یا مباحات (۵) کا ترک میرے لئے نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے کرتے تھے تو آج تمہیں اپنا عذاب چکھاؤں گا جو نہایت دکھ دینے والا ہے ساتھ ہی میں نے اپنے بڑے بڑے ثوابوں سے بھی تمہیں محروم کردیا ہے۔ (تا کہ اس محرومی کا بھی تمہیں دکھ ہو اور حسرت وندامت میں مبتلا رہو۔)

بخیل ومنافق اور ریاکار پر جنت حرام

حدیث شریف

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لما خلق اللہ تعالی جنة عدن...... الحدیث۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن بنائی تو اس میں ایسی ایسی نعمتیں خلق فرمائیں جو کبھی نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی انسان کے دل پر انکا خیال گزرا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کلام فرمایا: بول! (کیا بولنا چاہتی ہے؟) بولی: ''قد افلح المؤمنون'' مسلمان کامیاب ہوئے، یہ جملہ اس نے تین بار ادا کیا پھر کہا: بے شک میں، ہر کنجوس، منافق اور ریاکار پر حرام ہوں۔''

[۱] یعنی دنیوی قدر ومنزلت کو اپنے لئے خطرناک مانتا ہو اور تواضع وسقوط پسند ہو، تعلّی تفوّق سے کوسوں دور رہتا ہو، ۱۲ مترجم غفرلہ

[۲] یعنی اس کے دل کو نہ اپنی تعریف وتحسین اچھی لگتی ہو نہ مذمت وتحقیر بری لگتی ہو، یا یہ مراد ہے اسے اپنی تعریف، مثل مذمت ناگوار ہوتی ہو، ۱۲ مترجم غفرلہ

[۳] خداع = فریب دہی، یہاں مراد دھوکہ نما معاملہ، ۱۲ مترجم غفرلہ

[۴] معاصی = نافرمانیاں، گناہ والے کام، ۱۲ مترجم غفرلہ

[۵] مباحات = جائز کام—وہ کام جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہوتا ہے یعنی دونوں صورتوں میں نہ گناہ ہوگا نہ ثواب ملے گا، ۱۲ مترجم غفرلہ

بقیہ ص ۲۳ پر

از: ڈاکٹر فیض احمد چشتی*

بدمذہبوں کے عقائد اور ان کا رد

محترم قارئینِ کرام! بدمذہبوں کی برائی لوگوں کو بتانا اور ان کے کفریہ عقائد سے لوگوں کو باخبر کرنا لازم و ضروری ہے تاکہ لوگ اس کے شر و فتنہ سے بچ سکیں، حدیثِ مبارکہ میں ہے:

''عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اهل البدع کلاب النار۔ یعنی حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔''

(انوار الحدیث صفحہ 47 مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

''عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا رائیتم صاحب البدعة فاکفهروا فی وجه فان الله یبغض کل مبتدع۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ اس لیے کہ خدائے تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔'' (ایضاً)

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''بدمذہب کا رد فرض اعظم ہے، حدیث میں فرمایا: اذا ظهرت الفتن اوقال البدع فلم یظهر العالم علمه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله صرفاً ولا عدلاً۔ (کنز العمال جلد 1 صفحہ 193) یعنی جب فتنے ظاہر ہوں یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہوں تو جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔''

(فتاویٰ شارح بخاری، جلد اوّل، صفحہ 422)

لوگوں کو بدمذہب کے جال میں پھنسنے سے بچانے کے لیے بدمذہب کی برائی بیان کرنے کی تاکید خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے حدیث پاک ملاحظہ کریں:

''عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اترغبون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذر الناس۔ (سنن بیہقی، جلد 10، صفحہ 354) یعنی حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو آخر اسے لوگ کیوں کر پہچانیں گے فاجر کی برائیاں بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں۔''

امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''ان یکون مجاهرا بفسقه او بدعته کالمجاهر بشرب الخمر ومصادرة الناس واخذ المکس و جبایة الاموال ظلما وتولی الامور الباطلة فیجوز ذکره۔ یعنی سرعام فسق و بدعت کا اظہار کرتا ہو جیسا کہ شراب پینا لوگوں پر ظلم کرنا تاوان لینا یا ظلماً مال لینا اور دیگر باطل کام کرتا ہو تو اس کے علانیہ گناہوں کا ذکر جائز ہے۔''

(ریاض الصالحین مترجم، جلد دوم، صفحہ 282، مطبوعہ ادبی دنیا دہلی)

صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اب سمجھنا چاہئے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا، وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے، فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین وایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لئے نماز وروزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے تا کہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے، ان کا پورا اثر ہوگا لہٰذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے، اس کے بیان کرنے میں دریغ نہ کریں آج کل بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہئے یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوقِ خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔"

(بہار شریعت، جلد سوم، حصہ شانزدہم، صفحہ 149-150 ر مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہو گیا کہ ہر بدمذہب کی برائی اور اس کے کفری عقائد کو لوگوں سے بیان کرنا جائز وضروری ہے تا کہ لوگ ان ایمان کے چٹوں (چوروں) سے چوکنا وآگاہ رہیں اور گمراہ ہونے سے بچیں:

ہر سنی مسلمان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دیوبندی مذہب کے بانی مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور پیشوائے وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی ومولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم مقدس کو شیطان ملعون کے علم سے کم قرار دیا اور مبلغ وہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو ہر خاص وعام انسان بچوں پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب کی طرح بتایا، چوکہ یہ باتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی نہ ماننا یا حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتانا یا حضور کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب کی طرح قرار دینا تمام مسلمانوں نانوتوی، مولوی گنگوہی، مولوی انبیٹھوی اور مولوی تھانوی بحکم شریعت اسلامیہ کافر ومرتد ہو گئے، فتاوٰی حسام الحرمین میں ہے:

"وبالجملة هولاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال فی البزازیه والدر والغرر والفتاوی الخيريه و مجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار فی مثل هولاء الكفار من شك فی كفره و عذاب فقد كفر۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے (یعنی مرزا غلام قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد، اشرف علی تھانوی اور اس کے ہم عقیدے چیلے) سب کے سب کافر ومرتد ہیں، باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیہ، درغرر، فتاویٰ خیویہ، مجمع الانہار اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو شخص ان کے عقائد کفریہ پر آگاہ ہو کر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے تو خود کافر ہے، مکہ شریف کے عالم جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل علیہ الرحمۃ الرضوان اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"امابعد اقول ان هولاء الفرق الواقصين فی السوال غلام احمد قاديانی و رشيد احمد ومن تبعه كخليل انبیٹهی واشرف علی وغيرهم لا شبهة فی كفرهم بلا مجال بل لا شبهة فيمن شك بل فيمن توقف فی كفرهم بحال من الاحوال۔ میں حمد وصلوٰۃ کے بعد کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی اور جو اس کے پیرو ہیں جیسے خلیل احمد اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔" (حسام الحرمین)

غیر منقسم ہندوستان کے علمائے کرام کے فتاویٰ "الصوارم الهندیہ" میں ہے:

"ان لوگوں (یعنی قادیانیوں، وہابیوں، دیوبندیوں) کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کی جنازہ کی نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانے ان کے پاس بیٹھے ان سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے، یعنی یہ تمام باتیں سخت حرام اشد گناہ ہیں۔"

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وماینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آجائے پر بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھ، خود سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: وان مرضوا فلا تعودھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا علیھم۔ (رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ و ابو داؤد عن ابی عمر وابن ماجۃ عن جابر والعقیلی وابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم، چشتی)

یعنی اگر بدمذہب بددین بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہو اور ان کا سامنا ہو تو سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔"

پھر چونکہ قادیانی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، ندوی، مودودی تبلیغی یہ سب کے سب حکم شریعت اسلامیہ گمراہ، بدعقیدہ بددین، بدمذہب ہیں اس لئے حدیث وفقہ کے ارشاد کے مطابق اس شرعی دینی مسئلہ سے سب کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ قادیانیوں، غیر مقلدوں، وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں وغیرہ بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے، ان سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا اشد حرام ہے، ان کے ساتھ نماز پڑھنا سخت گناہ کبیرہ ہے، ان سے اسلامی تعلقات قائم کرنا اپنے دین کو ہلاک اور ایمان کو برباد کرنا ہے جو ان باتوں کو مان کر ان پر عمل کرے گا، اس کے لئے نور ہے اور جو نہیں مانے گا اس کے لئے نار ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جھوٹے مکار، دغاباز بدمذہب، بددین خدا اور رسول کی شان میں توہین کرنے والے مرتدین براہِ مکروفریب اتحاد واتفاق کا جھوٹا منافقانہ نعرہ بہت لگاتے ہیں اور بہت زور سے لگاتے ہیں اور جو متصلب مسلمان اپنے دین وایمان کو بچانے کیلئے ان سے الگ رہے، ان کے سر اختلاف وافتراق کا الزام تھوپتے ہیں جو مخلص مسلمان شرع کے روکنے کی وجہ سے ان بدمذہبوں کے پیچھے نماز نہ پڑھے، اس کو فسادی اور جھگڑالو بتاتے ہیں جو صحیح العقیدہ مسلمان فتاویٰ حسام الحرمین کے مطابق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کافر ومرتد کہے اس کو گالی بکنے والا قرار دیتے ہیں ایسے تمام صلح کلی منافقوں سے میرا مطالبہ ہے کہ اگر واقعی تم لوگ سنی مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق چاہتے ہو تو سب سے پہلے بارگاہ الٰہی میں اپنے عقائد کفریہ وخیالات باطلہ سے سچی توبہ کرڈالو۔

خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے باز آجاؤ اور گستاخی کرنے والوں کی طرفداری کی حمایت سے الگ ہوجاؤ اور سچا سنی مذہب قبول کرلو اور اگر ایسا کرلو تو ہمارے تمہارے درمیان بالکل اتحاد واتفاق ہوجائے گا، اور اگر خدانخواستہ تم اپنے اعتقادات کفریہ سے توبہ کرنے پر تیار نہیں، تم گستاخی کرنے اور لکھنے والے مولویوں سے رشتہ ختم نہیں کرسکتے، سنی مذہب قبول کرنا تمہیں گوارا نہیں تو ہم قرآن و حدیث کی تعلیمات حقہ کو چھوڑ کر بددینوں، بدمذہبوں سے اتحاد نہیں کرسکتے رہا، متصلب سنی مسلمان کو جھگڑالو، فسادی گالی بکنے والا کہنا تو یہ پرانی دھاندلی اور زیادتی ہے، گالی تو وہ بک رہا ہے جس نے تقویۃ الایمان لکھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا بھائی بنایا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیائے کرام کو بارگاہ الٰہی میں ذرہ ناچیز سے بھی کم تر اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا، گالی تو وہ بک رہا ہے

جس نے حفظ الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں اور جانوروں، چوپایوں کے علم غیب کی طرح ٹھہرایا بدزبانی تو وہ کررہا ہے جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم مقدس کو شیطان کے علم سے کم قراردیا، اصل جھگڑالو تو وہ ہے جس نے تحذیر الناس میں مسئلہ ختم نبوت کا انکار کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی ماننا عوام جاہلوں کا خیال بتایا، واقعی فسادی تو وہ ہے جس نے براہین قاطعہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بول سکنے کا نیا عقیدہ گڑھا اور جس نے اردو زبان میں سرکار رسالت علیہ السلام کو علماء دیوبند کا شاگرد بتایا۔

سنی مسلمان نہ جھگڑالو اور فسادی ہے نہ گالی بکنے والا وہ تو شریعت اسلامیہ کے حکم کے مطابق ان گستاخ مولویوں کو کافر و مرتد کہتا ہے جو بارگاہ احدیت اور سرکار رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے اور ضروریات دین کے منکر ہیں عقائد ضروریہ دینیہ کی مخالفت کرنے والوں کو کافر و مرتد کہنا ان کے حق میں منافق کا لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز گالی نہیں ہے، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کافر، کفار، مشرکین، منافقین وغیرہ کلمات مخالفین اسلام کے حق میں ارشاد فرمائے تو کیا کوئی بدنصیب یہ کہنے کی جرأت کوسکتا ہے کہ قرآن عظیم نے گالی دی ہے، معاذ اللہ تعالیٰ منہ۔

مسلمانو گستاخوں سے آپ کو نہ حجت کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ان کا زق زق بق بق سننے کی حاجت ہے، آپ ان سے گالی گلوچ اور جھگڑا نہ کرو، بس آپ ان کی صحبت سے دور رہو، اپنے سے ان کو دور رکھو، تمہارے آقائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے تمہیں یہی تعلیم دی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتونکم۔ (مسلم شریف) یعنی مسلمانو! تم بدمذہبوں کی صحبت سے بچو، اپنے کو ان سے دور رکھو نہیں تو وہ تمہیں سچے راستے سے بہکا دیں گے اور تمہیں بے دین بنادیں گے۔''

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سچی ہدایت پر قائم رکھے، آمین۔

ایسا بدمذہب گستاخ جس کی گستاخی حد کفر کو پہنچ چکی ہو، یا ضروریات دین کا منکر ہو وہ کافر ہے، اور ایسا بدمذہب کہ کفریہ عقائد خود نہیں رکھتا مگر ایسے کفریہ وگستاخانہ عقائد والوں کو اپنا امام یا پیشوا بتاتا ہے یا انہیں مسلمان گردانتا ہے تو وہ بھی یقیناً اجماعاً کافر ہے، کیونکہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے، وجیز امام کردری و درمختار و شفائے امام قاضی عیاض وغیرہ میں ہے:

''اللفظ للشفاء مختصرا اجمع العلماء ان من شك فی کفرہ و عذابه فقد کفر۔ یعنی شفا کے الفاظ اختصارا یہ ہیں، علماء کا اجماع ہے کہ جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔'' (کتاب الشفاء، ۲/۲۰۸، چشتی)

ایسے بدمذہبوں، گستاخوں سے دوستی، محبت، میل جول، ان کے یہاں جانا، انہیں اپنے یہاں بلانا، اہل سنت کی مسجد میں آنے دینا، درس وتبلیغ کی اجازت دینا، ان کے ساتھ صحبت رکھنا، ان کی طرف جھکاؤ اور مائل ہونا، الغرض ہر وہ کام جس سے بدمذہبوں سے انسیت وتعلق ووابستگی یا میلان کا اظہار ہو بدمذہبی وسخت حرام اور شادی بیاہ کرنا ناجائز، نکاح باطل محض وزنا کما صرح به الامام المجدد البریلوی فی ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، قرآن کریم کی نصوص صریحہ واحادیث شریفہ سے ان تمام کی ممانعت ثابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''و لاتر کنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (سورۂ ہود، آیت ۱۱۳) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔'' (کنزالایمان)

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ ومرتدین ہیں اور ان سے ملنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا۔'' (تفسیر نورالعرفان)

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''و اما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری

مع القوم الظالمین۔(الانعام:٦٨)اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔" (کنزالایمان)

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"ومن یتولھم منکم فانه منھم ۔(سورۃالمائدہ:٥١) اور تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔" (کنزالایمان)

اور بد مذہبوں کی نسبت حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ولا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم ولا تخالطوھم ولا تعودوا مرضاھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم۔اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو اور بیاہ شادی نہ کرو اور میل جول نہ کرو اور ان کے بیماروں کی عیادت نہ کرو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور مرجائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھو۔" (صحیح ابن حبان،١/٢٧٧،سنن البیہقی الکبری،١٠/٢٠٥،چشتی)

نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم۔ گمراہوں سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔" (صحیح مسلم،١/١٢،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اصحاب البدع کلاب اھل النار۔ بد مذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں۔" (التدوین فی اخبار قزوین ٢/٤٥٨)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بد مذہب سے شادی کرنے کے بارے میں فرمایا:

"ایحب احدکم ان تکون کریمته فراش کلب فکرھتموہ۔ کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے! تم اسے بہت برا جانو گے۔" (سنن ابن ماجہ،ابواب النکاح ص،١٣٩،چشتی)

یعنی بد مذہب جہنمیوں کے کتے ہیں اور انہیں بیٹی یا بہن دینا ایسا ہے جیسے کتے کے تصرف میں دیا، بہرحال ان عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بدمذہب سے میل جول، ان کے یہاں جانا، انہیں بلانا، اہل سنت و جماعت کی مسجد میں درس و تبلیغ کی اجازت دینا، شادی کرنا جائز نہیں ہے نیز وہ وہابی، دیوبندی لوگ جن کی گمراہی و بدمذہبی حد کفر کو پہنچ چکی ہے، ان کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، نیز ایسا شخص جو خود تو کفریہ عقائد نہیں رکھتا مگر جن لوگوں نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں انہیں مسلمان جانتا ہے وہ بھی یقیناً اجماعاً کافر ہے، جیسے رئیس الوہابیہ اسماعیل دہلوی (م ١٢٤٦ھ) نے لکھا معاذ اللہ کہ:

"اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص/٢٣ مطبوعہ دہلی،١٣٥٦ھ/١٩٤٧ء،مطبوعہ مطبع علیمی،لاہور)

"یقین مانو کہ ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلہ پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص ٢٢،مطبوعہ دار الاشاعت،اردو بازار،کراچی)

دیوبند کے حجۃ الاسلام، بانی مدرسۂ دیوبند، محمد قاسم نانوتوی (م ١٢٩٧ھ) نے لکھا معاذ اللہ کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس،ص ٢٤،مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ،دیوبند،چشتی)

دیوبند کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی (م ١٣٢٣ھ) نے لکھا معاذ اللہ کہ:

"کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ، مبوب بطرز جدید، کتاب العقائد ص/٢٣٧،مطبوعہ،دار اشاعت،کراچی)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) جھوٹ بولنے پر قادر ہے، دیوبند کے محدث خلیل احمد انبیٹھوی (١٣٤٦ھ) نے لکھا معاذ اللہ کہ:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل

تعزیرات قلم

محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے، کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

(براہین قاطعہ، ص/ ۵۵، مطبوعہ، دارالاشاعت، کراچی)

دیوبند کے حکیم الامت، اشرفعلی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) نے لکھا معاذ اللہ کہ:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان، ص/ ۱۳، مطبوعہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان مذکورہ بالا نام نہاد گستاخ علمائے (سو) دیوبند اپنی گستاخانہ عبارات کی روشنی میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ایسے کافر ہیں کہ جو انہیں کافر نہ مانے، یا ان کے کفر و عذاب میں شک کرے کافر ہے (کما مر فیما سبق) تفصیل، امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف حسام الحرمین و تمہید ایمان وغیرہما میں ملاحظہ فرمائیں اور عقائد اہل سنت و جماعت کی معلومات و دلائل کے لیے حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

◆◆◆

ص ۳۸ / کا بقیہ...

اپنے لئے عمل کرنے کے لئے اُس کو قولِ ضعیف پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے اور قولِ ضعیف پر اور مذہبِ غیر پر کب عمل ہوتا ہے یہ سب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی تحقیقات سے رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے فتاویٰ رضویہ کو آدمی سمجھ کر پڑھے تو اُس میں ہر مسئلے کا حل ہے۔

عرض...۲: آج کل بہت سے مسائل کو فقہی اختلاف کا نام دے کر یہ حدیث پیش کر دی جاتی ہے کہ علما کا اختلاف اُمت کے لئے برکت ہے حضرت سے گزارش ہے کہ حدیث میں جس اختلاف کا ذکر ہوا اُس کی تشریح فرما دیں؟

ارشاد...: حدیث میں جس اختلاف کا ذکر ہوا ہے میری سابقہ تقریر سے روشن ہو گیا ہوگا یہ فروعی مسائل میں ہے اور مسائلِ اعتقادیہ میں اہل سنت و جماعت کا جو مسلک ہے اُس پر آدمی کو گامزن ہونا ضروری ہے اور اُس سے مخالفت کی کسی کو اجازت نہیں ہے اور بد مذہبوں کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے فروعی مسائل میں بھی جو اختلاف ہے وہ منصب ائمۂ مجتہدین کا ہے جن کو اجتہادی صلاحیت ہے اور اُن کے اصحاب کا ہے اور مجتہدین کے جو طبقات ہیں مجتہد مطلق، مجتہد فی المذہب اور مجتہد فی المسائل اور پھر اصحابِ تخریج اور اصحابِ ترجیح یہ جو صلاحیت رکھتا ہے اُس کا یہ منصب ہے کہ وہ نصوص شرعیہ میں غور کرکے قرآن وسنت میں اپنی اجتہادی طاقت اُس کے مفاہیم میں صرف کر کے مسائل استنباط کرے یا کسی مذہب کے امام جس مذہب کا وہ مقلد ہے اپنے امام کے مذہب میں وہ اجتہاد کرے یا مجتہد فی المذہب کے بعد جو علما مجتہد فی المسائل ہیں جیسے کرخی علیہ الرحمۃ وغیرہ یا جو اصحابِ تخریج ہیں وہ لوگ نصوص شرع کے بعد ائمۂ مجتہدین جو امام اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب اور ان کے مذہب کے جو علما ہیں ان کے مسئلے میں غور کرکے کوئی جواب نکالیں یہ کام اُن لوگوں کا ہے۔

.........جاری ■◄

قارئین توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کرکے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کرکے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

از: عالمہ اسے رضویہ*

ہندوستانی قوانین اور ہمارے حقوق

معلومات

ہندوستان کو 15/اگست 1947ء کو آزادی ملی، جس کے بعد 26/جنوری 1950ء کو ہندوستان جمہوری ملک میں بدلا اور ملک میں آئین نافذ ہوا، یہی وجہ ہے کہ ہر سال 26/جنوری کو یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے۔

آج ہی کے دن 1950ء میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (1935) کو ہٹا کر ہندوستان کا آئین نافذ کیا گیا تھا، قابل ذکر بات یہ ہے کہ 26/نومبر 1949ء کو دستور ساز اسمبلی کی طرف سے آئین کو اپنایا گیا اور 26/جنوری 1950ء کو اس کو ایک جمہوری نظام کے ساتھ نافذ کیا گیا، ایسے میں یہ ایک سوال ہے کہ آخر 26/جنوری کو ہی آئین کیوں نافذ ہوا، دراصل اس کے لیے 26/جنوری کو اس لئے چنا گیا کہ 1930ء میں اسی دن انڈین نیشنل کانگریس نے ہندوستان کی مکمل خودمختاریت کا اعلان کیا تھا، اسی مناسبت سے 26/جنوری کو یوم جمہوریہ کی تقریب پر صدر جمہوریہ کے ذریعے ترنگا لہرایا جاتا ہے۔

جمہوریت کا لفظ جمہور سے بنا ہے جو اکثر کا معنی دیتا ہے اور جمہوریت سے اکثریتی رائے مراد لی جاتی ہے، جمہوری حکومت میں بھی کہیں نہ کہیں یہ معنی پنہاں ہیں یعنی اس کی تشکیل میں بھی اکثریتی رائے کا اعتبار کیا جاتا ہے، جمہوریت کو انگریزی زبان میں Democracy کہا جاتا ہے جو یونانی زبان کے دو الفاظ سے مل کر بنا ہے جس کے معنی عوام اور طاقت کے ہیں، اس لحاظ سے جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں اقتدار عوام کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ان کی منشا کے مطابق حکومت فرائض انجام دیتی ہے۔

ماہرین نے جمہوریت کی مختلف انداز میں تعریفیں کی ہیں چند مشہور تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں، سیلے seeley نے جمہوریت کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

"جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت ہے جس میں ہر ایک شریک ہوتا ہے۔"

لارڈ برائسس کے خیال میں:

"جمہوریت وہ طرز حکومت ہے جس میں اختیارات ایک فرد واحد یا افراد کے ایک مخصوص طبقہ یا طبقات کی بجائے معاشرے کے تمام افراد کو بحیثیت مجموعی حاصل ہوتا ہے۔"

ابرہم لنکن نے جمہوریت کی تعریف یوں کی ہے:

"جمہوریت عوام کی حکومت عوام کے ذریعے اور عوام کی خاطر۔"

واضح رہے کہ سب سے جامع تعریف ابراہم لنکن کی ہی مانی جاتی ہے، جمہوریت کا نظام لچکدار ہوتا ہے ناپسندیدہ عناصر کو انتخابات کے ذریعے مسترد کیا جا سکتا ہے، افکار و خیالات کی مکمل آزادی کے باعث عوام اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں، حکومت رائے عامہ کو نظر انداز نہیں کرتی، اگر حکومت عوام کے مشوروں اور ان کی منشا کو نظر انداز کر دے تو آئندہ انتخاب میں عوام ایسی حکومت کو پرامن طور پر اپنے ووٹ کے ذریعے تبدیل کر سکتے ہیں، اس طرح عوام کو حکومت تبدیل کرنے کے لئے تشدد کا راستہ اختیار نہیں کرنا پڑتا اور ملک انقلابات سے محفوظ رہتا ہے۔

26/جنوری یوم جمہوریہ بھارت کی ایک قومی تعطیل کا دن ہے جسے ملک بھر میں بڑے ہی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے، بھارت کی سرکاری تعطیلات تین ہے ایک یوم جمہوریہ دیگر دو تعطیلات یوم آزادی بھارت اور گاندھی جینتی ہے، اگر چہ ہندوستان،

15/ اگست 1947ء کو برطانوی تسلط سے آزاد ہو گیا تھا، لیکن 26/ جنوری 1950ء کو ہندوستانی تاریخ میں اہمیت اس لیے حاصل ہے کہ اس دن ہندوستان کے آئین کا نفاذ کیا گیا اور ہندوستان ایک خودمختار ملک اور ایک مکمل طور پر ریپبلکن یونٹ بن گیا، جس کا خواب ہمارے رہنماؤں نے دیکھا تھا، اپنے خون جگر سے گلستاں کی آبیاری کی تھی اور اپنے ملک کی خودمختاری کی حفاظت کے لیے جام شہادت بھی نوش کیا تھا، چنانچہ آئینی نفاذ کے دن کے طور پر 26/ جنوری کو بطور یادگار منانے کے لیے طے کیا گیا، یہ دن آزاد اور جمہوریۂ ہند کی حقیقی روح کی نمائندگی کرتا ہے، لہٰذا اس دن ہمارا ملک ''ایک جمہوریہ'' ہونے کے ناطے اسے بطور تقریب مناتے ہیں۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ انگریزوں کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز 1857ء سے ہوا، یہ ایک غلط مفروضہ ہے جو جان بوجھ کر عام کیا گیا، تاکہ 1857ء سے سو برس پہلے جس تحریک کا آغاز ہوا تھا، جس کے نتیجے میں بنگال کے سراج الدولہ نے 1757ء میں، حیدر علی نے 1767ء میں، مجنوں شاہ نے 1776ء سے 1780ء تک اور ٹیپو سلطان نے 1791ء میں، مولوی شریعت اللہ اپنے بیٹے کے ہمراہ 1812ء میں انگریزوں کے خلاف جو باقاعدہ جنگیں لڑیں تھیں وہ سب تاریخ کے غبار میں دب جائیں اور اہل وطن آزادی کی خشت اوّل رکھنے والے مجاہدین کو جان بھی نہ سکیں۔

یوم جمہوریہ اور یوم آزادی کے جشن کے حوالہ سے مدارس کے خلاف ایک بے اصل بیان کے ذریعہ مسلسل طوفان برپا کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، حالانکہ تاریخ کا ادنی سے ادنی طالب علم بھی واقف ہے کہ جنگ آزادی میں مدارس کا کردار ایک سنہرے باب کی حیثیت رکھتا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے آر ایس ایس اور اس کی ہمنوا سیاسی پارٹی نے ان مدارس کے خلاف انتہائی غیر ذمہ دارانہ بیان بازی کر کے ایک سوالیہ نشان قائم کرنے کی کوشش کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ یوم جمہوریہ اور یوم آزادی کے موقع پر مدارس میں ترنگا نہیں لہرایا جاتا اور نہ ہی جشن منایا جاتا ہے جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ ملک کے طول وعرض میں پھیلے ان مدارس میں ان دونوں دنوں میں چھٹی رہتی ہے اور بڑے ہی شان وشوکت سے جشن بھی منایا جاتا ہے، وطن عزیز کی آزادی میں مسلمانوں کا کردار کسی سے مخفی نہیں ہے، خاص طور پر علمائے کرام کا، اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود ہم پر شک کرنا ہمیں مشکوک قرار دینا انتہائی شرمناک اور بے ہودہ حرکت ہے۔

خدائے عظیم ہمارے اس ملک کو دشمنوں کے شر وفساد سے محفوظ رکھے، ہمارے وطن عزیز کو امن وآشتی کا گہوارہ بنائے اور اسے مزید ترقیوں سے نوازے تاکہ وہ ہر میدان میں بلند مقام پر فائز ہو، آمین ثم آمین۔

◆◆◆

ص ۴۴/ کا بقیہ......

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکۂ معظّمہ بھیجا تھا، یہاں انہیں دیر لگی، کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے ہیں۔

میرے آنے سے پہلے ہی لوگوں نے مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [مہاجر مکی] کو استفسارِ واقعات کے خطوط لکھے، جن کے جواب انہوں نے وہ دیئے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ، والحمد للہ رب العالمین، ان میں سے بعض جوابات میرے دیکھنے میں بھی آئے، جن میں فرمایا کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے، اس [اعلیٰ حضرت] کو تو مکہ معظّمہ میں وہ اعزاز ملا، جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا، وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ پورے اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔'' [الملفوظ، طبع بریلی، ۲/ ۴۲]

......جاری



پینتیسویں قسط

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات و فرمودات کو ''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات و فرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تا کہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کر سکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات و فرمودات اگر چہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال و جواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲ر سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری و ساری رہا، اس دوران آپ نے کم و بیش ۷۰۰۰ر ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات و جوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم و دانش سے التماس کرتا ہے کہ ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل و مرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح کی جا سکے، راقم اس کی پینتیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کر رہا ہے۔

احقر محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

عرض... ۲۸: دورانِ نماز سامنے کی دیوار پر نگاہ پڑی اور اُس دیوار کی لکھاوٹ (لکھائی) پڑھ لی تو اُس پر کیا حکم ہوگا؟

ارشاد...: نماز بدستور ہوگئی اگر چہ یہ سخت معیوب ہے کہ نماز میں کسی اور طرف توجہ کرے یا وہ نگاہ وغیرہ سے کوئی چیز دیکھے یا پڑھے۔

عرض... ۲۹: تراویح سنت مؤکدہ کے حکم میں ہے یا نفل نماز کے؟

ارشاد... : تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

عرض... ۳۰: میرے والد صاحب پسند نہیں کرتے کہ میں کرتا پاجامہ پہنوں اور وہ مجھے پینٹ شرٹ پہننے پر مجبور کرتے ہیں کیا مجھے ان کی اطاعت کرتے ہوئے پینٹ شرٹ پہن لینا چاہئے؟ کیا مجھے ان کی اطاعت کا ثواب ہوگا؟

ارشاد...: اس صورت میں والد کا کہنا ماننے پر ثواب نہیں ملے گا بلکہ بیٹا شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا شریعت نے حکم یہ دیا ہے کہ صلحا کی وضع اختیار کرو قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

''خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ اے لوگوں ہر نماز کے وقت وہ لباس پہنو جو تمہاری اپنی زینت ہے جو تمہارے ساتھ خاص ہے۔'' (سورۃ الاعراف، جز آیت ۳۱)

پینٹ شرٹ اگر چہ اب کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں لیکن اپنی وضع کے اعتبار سے یہ انگریزوں کی ایجاد ہے اور اب بھی یہ

کفار، فساق، فجار، نصاریٰ وغیرہ کی وضع ہے اور ایسی وضع بھی مسلمان کو اپنانا جائز نہیں ہے جو فاسقوں کی، فاجروں کی اور بُرے لوگوں کی وضع ہو بلکہ عالمگیری میں فرمایا:

”وانما یتمسك بافعال اهل الدین۔ دین داروں کے افعال سے تمسک اور ان کی پیروی لازم ہے۔“ (۵/۳۵۲)

عرض... ۳۱: ایک ہندو کہتا ہے کہ مسلمان ہونا چاہتا ہوں مگر اس سے پہلے مجھے قرآن میں کیا لکھا ہے وہ سمجھاؤ اور وہ مسجد میں آکر مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہے کیا اسے قرآن شریف یا اس کا ترجمہ سُنا سکتے ہیں اور کیا اُسے مسجد میں لے جا کر ساتھ نماز پڑھا سکتے ہیں؟

ارشاد...: جب تک وہ اسلام نہیں لاتا اس کو مسجد میں نماز کے لئے لے جانے کی اجازت نہیں اور جب تک وہ کلمہ نہیں پڑھتا اس کا نماز پڑھ لینا مسجد میں آنا اس پر مفید نہیں قرآن کریم کا ترجمہ جس میں قرآن کریم شرک سے روکتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا بیان فرماتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک ہونے پر اس میں دلائل ہیں اُن باتوں کو اس کو بیان کرے یا اس کا ترجمہ اس کو سنائے تاکہ وہ متأثر ہو کر ایمان لائے۔

عرض... ۳۲: دیّوث کس شخص کو کہتے ہیں؟

ارشاد...: الدیوث من لایغار علی محرمہ۔ (درمختار، ۴/۷۰)

دیوث وہ ہے جس کو اپنے محارم، محرم رشتہ داروں پر غیرت نہیں آتی اور وہ ان کو خلافِ شرع اور بے حیائی کے کام کرتے دیکھے اور اس پر انکار نہ کرے۔

عرض... ۳۳: موبائل فون پر نجاستِ غلیظہ لگ جائے تو کس طرح پاک کیا جائے؟ پانی کے استعمال سے موبائل خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

ارشاد...: جس طرح تلوار وغیرہ اور آئینہ وغیرہ کی طہارت کا حکم ہے اسی طور پر اس کی طہارت کی جائے گی۔

عرض... ۳۴: میں سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دستِ اقدس پر مرید ہونا چاہتا ہوں، ان شاء اللہ! لیکن میرا دل کہتا ہے کہ ابھی میرا ایمان مضبوط نہیں کیا یہ میرے لئے بہتر ہے کہ مرید ہونے سے پہلے میں اپنے ایمان کو نماز باجماعت کی پابندی، روزہ اور ذکر اور درود شریف سے تقویت دوں یا یہ بہتر ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو مرید ہو جاؤں کہ کل کے حالات کا پتا نہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بیعت کا مطلب گناہوں سے توبہ اور بزرگان دین کے سلاسل میں تعلق قائم کرنا ہے، آپ کو چاہیے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں، نماز کی اور شریعت کی پابندی کریں اور آپ مُرید ہو جائیں۔

۱۹ر ستمبر ۲۰۱۰ء، بریلی شریف، ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شبِ دس شوال مطابق ۱۹ر ستمبر کا یہ سیشن الحمدللہ محلہ سوداگران بریلی سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوارِ مقدس میں میرے گھر سے ہو رہا ہے، کل ۱۰ر شوال حضور اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نائب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونائبِ سیدنا غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی سُنّی حنفی قدس سرہٗ کا یومِ ولادت ہے۔

اس دن ہم اہل سنت و جماعت کو امام اہل سنت کا یومِ ولادت اس طور پر منانا چاہئے کہ ہم سب عہد کریں کہ مسلکِ اہل سنت و جماعت جس کو پہچان کے لئے مسلکِ اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے اُس پر سختی سے قائم رہیں گے، یہ اس دن کے منانے کا اصل فائدہ ہے اور اسی ضمن میں میں یہ جواب بھی دے دوں کہ بزرگانِ دین کے ایام کی یاد منانے کا اصل فائدہ یہی ہے کہ جس دین کے لئے انہوں نے اپنی عمرِ عزیز صرف کی اور اس دنیا سے جس دین پر وہ گئے اہل سنت و جماعت کا وہ دین ہر سُنّی مضبوطی سے اُس پر قائم رہے اور نہ صرف یہ کہ خود قائم رہے بلکہ اپنے اہل وعیال کو اور رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کو اور اپنے عزیز و اقارب کو اور اس کے گرد و پیش جو لوگ ہیں جن پر وہ اثر رکھتا ہے، ان سب کو اس پر سختی سے قائم رہنے کی وہ تلقین کرے مسلک اہل سنت و جماعت پر سختی سے قائم رہنا ہم سنیوں کے لئے دستور

حیات بھی ہے اور یہ ہم سنیوں کے لئے سرمایۂ نجات بھی ہے اور دنیا کی بھلائی اور دنیا آنی جانی ہے دار القرار اور آخرت کی بھلائی سب مسلکِ اہل سنت و جماعت پر استقامت پر موقوف ہے اور مسلکِ اہل سنت و جماعت جس کو پہچان کے لئے مسلکِ اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔

سچے عقائد کا تو نام ہے ہی اُس کے ساتھ ساتھ معمولات اہل سنت و جماعت جن میں بدمذہب اختلاف کرتے ہیں، اُن معمولات اہل سنت و جماعت کا جیسے قیام، میلاد، نذر و نیاز بزرگانِ دین اور بزرگانِ دین کے مزارات کی حاضری اور آستانہ بوسی ان تمام معمولاتِ اہل سنت و جماعت کا بھی نام مسلکِ اہل سنت ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ مسلکِ اہل سنت ائمہ مجتہدین کی تقلید کا نام ہے اور ان کی تقلید کا یہ فائدہ ہے کہ آدمی کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے احکامِ شریعت کی صحیح رہنمائی ہوتی ہے اور اس پر وہ صحیح طور پر اُن کو جاننے کے بعد عمل پیرا ہوتا ہے اور دین میں تلاعب اور تشاہی اور اتباعِ ہوا اور اپنی مرضی سے جس حکم کو چاہا جس حدیث کو چاہا اپنی مرضی سے لے لیا، جس حدیث کو چاہا اپنی مرضی سے چھوڑ دیا اور جس احکامِ شرعیہ میں جس پر چاہا عمل کیا اور جس پر نہ چاہا نہ عمل کیا جو اپنے آپ کو سلفی کہلاتے ہیں اور اپنے اس فعل پر ناز کرتے ہیں کہ ہم تقلیدِ ائمہ نہیں کرتے، ایسے غیر مقلد وہ حقیقتاً جو تقلیدِ مذموم ہے کہ کسی کا قول یا کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا اس کے وہ مرتکب ہیں مسلکِ اہل سنت و جماعت ان کے اس مذموم رَوِش سے دور رہنے کا اور ائمۂ مجتہدین اور فقہائے مذہب اور علمائے امت کے دامن سے وابستہ ہونے کا نام مسلکِ اہل سنت ہے اور ان ائمہ کے ساتھ ادب اور نیازمندی کا نام مسلکِ اہل سنت ہے، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے یہ فرمایا کہ:

''التادب مع الائمه خیرا کلها۔ ائمۂ مجتہدین کے ساتھ ادب کی رَوِش پوری خیر ہے اور یہ تمام خیر ہے۔''

تو یہ مسلک اہل سنت ہوا اور اس مسلک اہل سنت کا دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم)

عقائد میں اور دین میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا مسلک یہ ہے اور معمولاتِ اہل سنت و جماعت جن کے وہابیہ سخت مخالف ہیں اُن کی دلیل مہیا کرنا اور عوام اہل سنت کو سختی سے قائم رہنا یہ مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی کا کام ہے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت اس لحاظ سے معمولاتِ اہل سنت کا نام ہے اور سچی حنفیت اور نہ صرف سچی حنفیت بلکہ تقلید ائمہ پر سختی سے گامزن کرنا اور ائمۂ مجتہدین کے دامن کرم سے ہم جیسے مقلدین کو وابستہ رکھنا یہ سب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کارنامے اور اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نام عقائد اہل سنت کے لئے، معمولاتِ اہل سنت کے لئے اور سچی حنفیت کے لئے اور تقلید ائمۂ مجتہدین کی نیازمندی اور ان کے ادب کے لئے ان سب باتوں کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نام پہچان ہے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت ان سب باتوں کا نشان ہے، یہاں جو مجھ سے کہا گیا تھا، میں نے الحمد للہ تھوڑی تفصیل سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مسلک پر اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات پر کچھ اپنی بساط کے مطابق آپ کو بتا دیا اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ کو مسلکِ اہل سنت پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے دین پر اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے سچے دین پر، اہلِ بیت اطہار (رضی اللہ عنہم) کے سچے دین پر اُن کے اہل سنت کے معمولات پر اور سچی حنفیت پر اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور ہر حنفی کو اور تمام اہلسنت و جماعت کو جو کسی بھی امامِ مذہب کے مقلد ہیں مالکی ہوں، حنفی ہوں، حنبلی ہوں، شافعی ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو مسلکِ اہل سنت پر قائم رکھے، آمین۔

عرض... ۱: معترض (جو خود کو سُنّی بتاتا ہے اور بہت سے مسائل میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر سُنّی علما سے اختلاف کرتا ہے) نے یہ اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے سے قبل کے اکابر علما سے فقہی اختلاف کیا ہے، کیا یہ درست ہے؟ اگر اختلاف فرمایا تو وہ کس نوعیت کا ہے؟

ارشاد.....: معترض اگر طالب شہرت ہے اور ائمۂ مجتہدین سے اور نہ صرف ائمۂ مجتہدین سے بلکہ ائمۂ مجتہدین سے نیچے جو کسی مذہب کے مذہب حنفی کے علمائے مقلدین ہیں اگر اُن سے اختلاف کی کوئی صحیح توجیہ رکھتا ہے اور اس کا اختلاف صحیح سمت میں ہے جب تو خیر ہے اور اگر اختلاف برائے اختلاف ہے اور اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی سند پیش کرتا ہے تو یہ اس کے لئے خیر کا پیغام نہیں ہے: **الامور بمقاصدھا**۔

اختلاف چاہنا یہ اور ہے اور اختلاف ہوجانا یہ اور ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کا اختلاف امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب جو مجتہد فی المذہب تھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے اختلاف نہیں کیا اور ائمۂ معتمدین سے اگر کسی مسئلے میں اختلاف واقع ہوا ہے تو وہ انہی کے اقوال کی روشنی میں واقع ہوا ہے اور اگر اُس پر غور کیا جائے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کو منصف، ناظر منصف حنفیت سے ہرگز خارج نہیں پائے گا بلکہ یہ دیکھے گا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ حنفیت کے اس دور میں سچے ترجمان ہیں اور وہ تشاہی کے طور پر اور تلاعب کے طور پر کسی قول کو چھوڑنے والے یا کسی قول کو پکڑنے والے نہیں ہیں بلکہ ائمۂ مذاہب کے ارشادات کا جو تقاضا ہے اُس کو پورا کرتے ہیں اور ان کا قول یا تو قول صوری کسی نہ کسی امام کا ہوگا، مذہب کے ائمۂ مذہب میں کسی کا وہ آئینہ دار ہوگا اور امام اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کا یا اُن کے اصحاب کا یا ان کے مذہب پر اُن کے مسائل پر تخریج کرنے والے ائمہ کا وہ قول صوری ہوگا یا وہ قول ضروری ہوگا۔

اختلاف کرنے کی ہمت جو صاحب رکھتے ہیں پہلے وہ قول صوری اور قول ضروری کا فرق سمجھیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کا رسالہ **اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول الامام** جس میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے یہ تحقیق فرمائی کہ فتویٰ مطلقاً امامِ اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ہی کے مذہب پر ہوگا اور امامِ اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ہر حال میں امامِ اعظم ہیں اور ان کے مذہب سے عدول جائز نہیں۔

اس میں احناف کرام نے جو تحقیقیں فرمائی ہیں اور جو انہوں نے تنقیحات کی ہیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب کی سب اقوالِ امام اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ہیں کوئی قول صوری ہے تو کوئی قول ضروری ہے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے اختلاف کو دلیل بنانا یہ سخت جسارت ہے اور مجھ کو لگتا ہے کہ جو لوگ رخصتوں کے پیچھے پڑتے ہیں اور تشاہی کے ذریعے سے اپنا قد اونچا کرنا چاہتے ہیں اور تشاہی کے ذریعے سے کسی قول کو چھوڑتے ہیں اور کسی قول کو پکڑتے ہیں وہی یہ جرأت کرسکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ اس دور میں سچے ترجمانِ حنفیت ہیں اور ہم کو کیا معلوم تھا کہ کون سا قول صحیح ہے اور کون سا قول رجیح ہے اور کون سا قول احوط ہے اور کون سا قول ارفق ہے، یہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضلِ بریلوی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی تزکیہات کا ثمرہ ہے کہ ہم آج ان کے خوشہ چیں مذہب کی ان باتوں سے واقف ہیں اور ہمارے اوپر یہی ضروری ہے کہ جو جو ہمارے ائمۂ مذہب نے اور ائمۂ مذہب کی ترجمانی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے ہم کو بتادیا اور ان کی ترجمانی کرتے ہوئے جس مسئلے کو صحیح کہا اور جس مسئلے کو راجح کہا ہم اُس کی پیروی کریں اور اُن سے اختلاف کی جسارت نہ کریں دُرِّمختار میں فرمایا:

"**اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتو فی حیاتھم**۔(۱/۷۷) ہم لوگ ہمارا تو وظیفہ صرف اتنا ہے کہ ہمارے پیش رو علمانے جس مسئلے کو صحیح کہہ دیا ہم اس کو مانیں اور اُس کی پیروی کریں اور جس مسئلے کو راجح کہا اُس کی پیروی کریں جیسے کہ اُن کی زندگی میں اگر ہوتے اور وہ ہم کو فتویٰ دیتے تو ہمارے اوپر اُس کی اتباع ضروری تھی۔"

اور قولِ ضعیف پر عمل آدمی کو حرام ہے بقیہ ص ۳۲/ پر

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

سازشیں اور قومی تقاضے

دشمنانِ اسلام کی سازشوں سے ہوشیار رہ کر مشرکین کے رسم و رواج سے احتیاط میں عافیت

”عزیزانِ وطن! پاک مذہب اسلام جس کی ساری تعلیمات کا جوہر توحید و خدا پرستی ہے اُس کا دشمن تم صرف انگریزوں کو کیوں قرار دیتے ہو؛ ہر وہ مذہبِ باطل جو دُنیا میں موجود ہے؛ یا کسی وقت اختراع کیا جا سکتا ہے، وہ اس دین قویم اور صراطِ مستقیم کا دشمن جانی ہے؛ کفر و اسلام میں جب کہ تضاد ذاتی ہے؛ پس یہ محالِ عقلی ہے کہ کوئی مذہبِ کفر ٹھنڈی آنکھوں سے اسلام کو دیکھنا گوارا کرے؛ ہاں! مجبوری معذوری کی اور بات ہے، قرآن کریم نے سیکڑوں جگہ اسی کی خبر دی ہے، پس مسلمانوں کو خود اپنے آپ میں قوت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، نہ کہ غیر قوم میں جذب و مدغم ہونا، یہی شریعت کا فتویٰ ہے اور یہی عقلِ سلیم کا حکم۔“

(النور، ص ۲۰۹، مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

مذکورہ تمہیدی اقتباس ایک صدی پیش تر مفکر اسلام پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (خلیفۂ اعلیٰ حضرت و سابق صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے ارشاد فرمائے، جنھوں نے اسی زمانے میں ہندوؤں کی اسلام دُشمنی کو بھانپ لیا تھا، اور ہندو مسلم اتحاد کی اس وجہ سے مخالفت کی تھی کہ اس سے اسلامی شعائر رفتہ رفتہ زَد میں لائے جا رہے تھے، اسلامی تشخص مٹانے کی کوششیں کی جا رہی تھیں۔

اسلام سب سے بڑی سچائی ہے، تمام مذاہب باطل؛ اسلام کے دُشمن ہیں، اسلام کے مقابل انگریز نے سازشوں کے جال بنے، مسلمان! انگریز کے خلاف تھے لیکن ہندوؤں سے اشتراک و اتحاد کر لیا جس کا مقصد ظاہری ملک کو انگریزی استبداد سے آزاد کرانا تھا، جب کہ انگریز بھی دُشمن تھے اور ہنود بھی، پھر ہنود سے اتحاد کی مہم جو ایک صدی قبل چلائی گئی اُس کے منفی اثرات اُسی زمانے میں ظاہر ہونے شروع ہوئے۔

نتائج

[۱] آزادی کے وقت حکومت بجائے مسلمانوں کو لوٹانے کے مشرک لیڈران کو دی گئی تا کہ مسلمان دوبارہ اقتدار نہ پا سکیں، جب کہ انگریز نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی۔

[۲] ادغام و اشتراک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں کے کئی مراسم مسلم معاشرے میں اپنے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہوئے، مذہبی روح اس سے متاثر ہوئی، جن مراسم سے نفرت کرنی تھی؛ ان سے انسیت بڑھی؛ آج جو بعض افراد ہولی، دیوالی، گنپتی جیسے شرکیہ معاملات میں شامل ہو جاتے ہیں یہ اسی ادغام و اشتراک کا نتیجہ ہے۔

[۳] حالات کے زیر اثر جہاں جہاں مسلمانوں نے مشرکین سے مل کر تحریکیں چلائیں وہیں ہماری ترقی کا گراف زوال پذیر ہوا، نان کوآپریشن کے نتیجے میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مدرسہ عالیہ کلکتہ اور اسلامیہ کالج لاہور تعلیمی دھارے میں پیچھے رہ گئے، اس خلا کے اثرات آج بھی محسوس کیے جا رہے ہیں۔

[۴] موجودہ حالات میں تحریکیں بے اثر ہو کر رہ گئیں، کہیں کوئی اثر مسلمانوں کے نہیں ظاہر ہو رہے جس کا سبب یہی ہے کہ ادغام و اشتراک نے مسلمانوں کی کمزوری ظاہر کی ہے جس کا فائدہ فرقہ پرست قوتیں پورا اُٹھا رہی ہیں، نمازیں انھیں کھٹک رہی ہیں، اذانوں سے وہ جَل رہے ہیں، نمازِ جمعہ کے خلاف وہ کھل کر سامنے آ رہے ہیں، کہیں کہیں قیادت دَر پردہ مشرکین سے متحد ہے یا کم از کم مرعوبیت کا شکار ہے۔

[۵] انگریز کو ہم نے دُشمن جانا، مشرکین کو دوست سمجھا، جب کہ دونوں ہی دُشمن ہیں، آج یہی وجہ ہے کہ فرقہ پرست قیادت کہیں اسرائیل سے معاہدے کر رہی، کہیں امریکہ سے دفاعی اشیا کے سودے کر رہی، ان کے اتحاد کا میدان تمام دُشمنانِ اسلام ہیں، پھر کیوں یہ ہمارے ہمدرد ہو سکتے ہیں؟

[۶] جب کہ ان مسلم مخالف طاقتوں سے اشتراک کا ہی نتیجہ ہے کہ آج بعض مسلم مراکز کی حکومتیں اسرائیل و امریکہ کے آگے جھکی ہوئی ہیں؛ لیکن اپنوں سے ملنے کا شعور نہیں آرہا ہے۔

ہماری ذمہ داری

ہمیں جو تکالیف پہنچ رہی ہیں وہ ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے، ہماری ہی غفلت کے سبب وارد ہوئی ہیں، قرآن پاک کا ارشادِ گرامی ہے:

’’وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ۔ (سورۂ شوریٰ:۳۰) اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔‘‘ (کنز الایمان)

جو مصائب و آلام ہیں یہ ایک صدی پیش تر غلط قیادت یا قیادت کے غلط فیصلوں کے تسلیم و قبول کے نتائج ہیں، مشرکین سے مذہبی بنیادوں پر محبت کی جو کوششیں ہوئیں ان سے مسلمان اپنے اسلامی فیصلوں سے دور جا پڑے، اپنے ہی ہاتھوں مشرکین کو مسلط کرنے میں مدد دی، اپنے ہی ہاتھوں اپنے شعائر سے دوری بنائی، ذبح، معمولات، حرمتِ منبر کو تج دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی دور میں چاہے آزادی سے قبل کا دور ہو یا بعد کا مشرکین نے کوئی رو رعایت نہیں کی، مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اور مسلمان اس امید پر کہ اتحاد نہ ٹوٹے؛ سب برداشت کیا، جس کے خوف ناک اثرات آج جھیل رہے ہیں، ہم نے مشرکین کو مسلط کیا اب وہ جو غالب آئے اس پر چیخ رہے ہیں، اس کا حل صرف یہ ہے کہ:

[۱] ہم احکامِ الٰہی و قوانینِ اسلام کے پابند ہو جائیں، مشرکین سے اتحاد سے بچیں جس سے مذہبی امور میں مداخلت کا اندیشہ ہو۔

[۲] شرعی فیصلوں کی پابندی کریں تو کسی خلافِ شرع قانون کی حیثیت باقی نہیں رہ سکے گی۔

[۳] غیر شرعی کورٹوں میں اپنے مقدمات نہ لے جائیں بلکہ شرعی اصولوں کی پیروی کریں۔

[۴] طلاق سے گریز کریں، نوبت آجائے تو شریعت کی پاس داری لازم جانیں۔

[۵] اپنے شعائر کی پاسداری کریں۔

[۶] دینی تعلیم سے رغبت پیدا کریں، بچوں میں دین داری کو رواج دیں، پھر دنیوی تعلیم کے منفی اثرات سے بچ سکیں گے۔

[۷] ملک سے وفاداری کریں لیکن شرکیہ مراسم کو ہرگز قبول نہ کریں بلکہ ان سے نفرت کریں، بچوں کو مراسمِ شرک سے نفرت دلائیں۔

[۸] مشرکین یا مذاہب باطل کے تہواروں میں شرکت اور مبارک و تہنیت سے بچیں اور بچائیں۔

[۹] علم دین سیکھنے سکھانے میں مدد دیں، مدارسِ اسلامیہ سے رشتے بحال کریں، علما کا احترام لازم جانیں۔

[۱۰] ایسی قیادت سے گریز کریں جو مشرک قائدین سے اتحاد برتے اور مشرکین کی تکریم کر کے مسلمانوں کو غلط روی کی دعوت دے۔

[۱۱] اسلامی احکام کی ساختہ تاویل، معذرت خواہانہ توجیہ سے بچیں۔

اسلام پر استقامت اختیار کریں، یاد رکھیں! اللہ کی رحمتوں کا نزول اللہ و رسول کی رضا میں ہے، جو مشرکین کو خوش کرنے کو کوشاں ہیں ان سے ہمیں کوئی عزت نہیں مل سکتی، ہمیں سرخروئی احکامِ الٰہی و قوانینِ اسلام کی اطاعت و پیروی میں ملنی ہے، اس لیے اپنے مذہبی تشخص کی سلامتی کے لیے بیدار رہ کر جئیں۔

◆◆◆



دوسری قسط

از: ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی*

بمبئی میں اعلیٰ حضرت کی علمی مجلسیں

گزشتہ سے پیوستہ

بمبئی کے مستفدین

شہر بمبئی کے استفتا کرنے والوں اور سوال کرنے والوں میں علما و مشائخ، تجار و دانشور اور عوام الناس بھی ہیں، فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں ایسے اسما کثرت سے موجود ہیں، ہم چند اہم علما و مشائخ کے اسمائے گرامی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں، حضرت علامہ سید شاہ حامد حسین صاحب خطیب و امام قصائی محلہ مسجد بمبئی، حضرت مفتی محمد عمر الدین ہزاروی صاحب خطیب و واعظ و مفتی و مدرس مدرسہ محمدیہ بمبئی، حضرت علامہ عبد الواحد خان صاحب خطیب و واعظ شہر بمبئی، حضرت مولانا محمد جہانگیر صاحب خطیب و امام جامع مسجد باندرہ بمبئی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

۱۳۱۳ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے رسالہ "منیر العین" تصنیف فرمایا، اس کے خاتمہ میں رقم فرماتے ہیں:

"یہ چند جملے لوحِ دل پر نقش کر لینے ہیں کہ بعونہ تعالیٰ اس تحریر نفیس کے ساتھ شاید اور جگہ نہ ملیں، وباللہ التوفیق ولہ الحمد، الحمد للہ القادر القوی علم اما علم وصلی اللہ تعالیٰ علی ناصر الضعیف وآلہ وسلم۔ قبول ضعیف فی فضائلِ الاعمال کا مسئلہ جلیلہ ابتداً مسودۂ فقیر میں صرف دو افادۂ مختصر ہیں، بارگاہِ مفیض علوم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بحمد اللہ تعالیٰ نفائسِ جلیلہ کا اضافہ ہوا، افادہ شانزدہم [۱۶] سے یہاں تک آٹھ افاداتِ نافعہ اسی مسئلہ کی تحقیق میں القا ہوئے، قلم روکتے روکتے اتنے اوراق املا ہوئے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تسجیل جلیل و تفصیل جزیل اس تحریر کے سوا کہیں نہ ملے، مناسب ہے کہ یہ افادے اس مسئلہ خاص میں جدا رسالہ قرار دیے جائیں اور بلحاظِ تاریخ "الھادی الکاف فی حکم الضعاف" لقب پائیں۔" [فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی، ۴۸۱/۲]

۱۳۱۶ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے رسالہ "الوفاق المتین" تصنیف فرمایا، اس رسالہ کے خاتمہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس فقیر حقیر اور مولانا مولوی عمر الدین صاحب کو کہ اس نفیسہ جلیلہ کے محرکِ تالیف اور "الدال کفاعلہ" کے مصداق منیف ہوئے اور عالی ہمتانِ زمن محبانِ دین و سنن حاجی اسحاق آدم صاحب صباغ پلندری و حاجی ابو، حاجی حبیب صاحب میمن ایمن حفظھما اللہ تعالیٰ عن الفتن و المحن کو، جن کی ہمت بلند سے اصل کتاب اور جامعِ فضائل قامعِ رزائل مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب قادری نقشبندی شاذلی سلمہ العلی والولی کو، جن کی سعی جمیل سے یہا جزا تذئیل جلیل منطبع اور اہل سنت ان جواہر دینیہ سے منتفع ہوئے، دعائے عفو و عافیت و خیر و برکات دنیا و آخرت سے یاد فرمائیں۔" [فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی، ۳۷۶/۴]

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

"۱۳۱۷ھ میں فتاویٰ الحرمین لرجف ندوۃ المین بمبئی ہی سے شائع ہو کر عام ہوئی تھی، یہ کتاب ندوہ کی اعتقادی بے راہ روی پر ہے، جس میں علما و مشائخ حرمین کی تقریظیں ہیں۔" [الملفوظ، طبع بریلی، ۹/۲]

مفتی بمبئی

تاریخ بمبئی کے ان ایام میں، جس کا تذکرہ ہوا اور ہو رہا ہے،

بحیثیت عالم ربانی وخطیب لاثانی، باطل شکن مناظر ومصنف، مجاہد سنیت اور مفتی بمبئی حضرت مولانا شاہ محمد عمر الدین قادری رضوی ہزاروی قدس سرہ القوی کا اسم گرامی بہت نمایاں وروشن ہے، آپ کا وطن اصلی کاٹھیاوار، گجرات تھا، آپ کے آبا واجداد نقل مکانی کر کے قصبہ کوٹ نجیب اللہ، ہری پور، ضلع ہزارہ [جو تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں ہے] سکونت پذیر ہو گئے تھے، وہیں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، ہزارہ کے مشہور زمانہ عالم دین علامہ فیض عالم علیہ الرحمہ مصنف ''وجیز الصراط'' آپ کے عم زاد بھائی تھے، والد واجداد کے اسمائے گرامی یہ ہیں: محمد عمر الدین بن مولانا محمد قمر الدین بن علاء الدین بن مراد بخش بن گل محمد۔

ابتدائی تعلیم ہزارہ میں ہی پائی، اعلی تعلیم کے لیے بمبئی وارد ہوئے اور مشہور و بافیض درسگاہ جامعہ محمدیہ ملحق جامع مسجد بمبئی داخل درس ہوئے، اساتذۂ عظام میں مشہور خلائق بافیض عالم و بزرگ حضرت علامہ محمد عبید اللہ مکی صدر مدرس جامع محمدیہ بمبئی بطور خاص قابل ذکر ہیں، تکمیل تعلیم کے بعد آپ یہیں کے ہو کر رہ گئے، جامع محمدیہ میں مدرس ہوئے اور پھر صدر مدرس بھی ہوئے، دارالافتا کی ذمہ داری بھی انجام دیتے تھے، بے حد مقبول وہر دل عزیز خطیب وواعظ تھے، آپ کا خطاب ایمان افروز اور باطل سوز ہوا کرتا تھا، ٹھوس علمی مضامین بھی لکھتے تھے، تاریخ ساز ریکارڈ قائم کرنے والے ماہنامہ ''تحفہ حنفیہ'' پٹنہ میں آپ کے کئی مضامین نظر سے گزرے ہیں، صاحب تصانیف بھی تھے، نصف درجن سے زائد علمی ع تحقیقی وتردیدی کتب ومقالات آپ کے شاہکار قلم کی یاگار ہیں، میدان مناظرہ کے بھی آپ شہسوار تھے، بدمذہبوں کے ساتھ ساتھ آپ بے دینوں آریوں وعیسائیوں سے بھی برسر پیکار رہے، سیکڑوں بدعقیدہ اور بے دین غیر مسلم آپ کے ہاتھوں مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت مفتی محمد عمر الدین قادری رضوی ہزاروی تاج الفحول حضرت شاہ محمد عبد القادری بدایونی کے فیض یافتہ اور مرید وخلیفہ تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری سے والہانہ تعلق خاطر تھا، ان کے علم نافع، عمل صالح اور جاں باز دینی وعلمی کارناموں اور دلی و روحانی تعلق [جس کا محبت بھرا ذکر اعلیٰ حضرت کی متعدد تحریروں میں ہوا ہے۔] کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت نے بھی انہیں اجازت وخلافت سے مشرف کیا تھا، عمر کے آخر حصے میں اپنے وطن مراجعت فرمائی، ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ/ ۲/۱/۱۹۳۱ء کو عین شب برأت کی [رات] مبارک ومسعود ساعت میں وفات پائی، تفصیل دیکھیں:

[۱] تذکرہ علما ومشائخ سرحد، از امیر شاہ قادری، طبع پشاور، بحوالہ ''تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' از محقق صادق قصوری وڈاکٹر مجید اللہ قادری، طبع کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۲۶۹: ۲۷۰۔

[۲] تذکرہ علمائے اہل سنت، از مفتی محمود احمد رفاقتی، طبع لائل پور، باردوم ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۱:۔

حج وزیارات

پہلا حج اعلیٰ حضرت نے اپنے والدین کریمین اور متعلقین کے ساتھ ۱۲۹۶ھ میں کیا تھا، ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ دوسرے حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے، تو یہ سفر مبارک بمبئی ہی سے ہوا، جب بریلی سے بمبئی پہنچے، تو کیا کیا ہوا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہی کی زبان سے سنیے، واضح رہے کہ یہ سفر مبارک اعلیٰ حضرت کا بالکل اچانک حکمتِ الٰہیہ کے مطابق ہوا تھا، دونوں کی روداد اعلیٰ حضرت کے الفاظ میں یہ ہے:

طوفان شدید

''پہلی بار کی حاضری حضراتِ والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہِ رکاب تھی، اس وقت مجھے تئیسواں [۲۳] سال تھا، واپسی تین دن طوفانِ شدید رہا تھا، اس کی تفصیل میں بہت طول ہے، لوگوں نے کفن پہن لیے تھے، حضرتِ والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ:

آپ اطمینان رکھیں، خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا، یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی، جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے، میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی، لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ

پر مطمئن تھا، پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی: مَن یَتَاَلَّ عَلَی اللہِ یُکَذِّبْہُ، حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکارِ رسالت سے مدد مانگی، الحمدللہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی، دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی، ماں کی محبت، وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی، مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ: حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا، اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا، ان کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں، یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔

لکھنؤ سے روانگی

یہاں سے ننھے میاں [برادرِ خورد] اور حامد رضا خان [خلفِ اکبر] مع متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے، لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر واپس آ گیا، لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا، ایک ہفتہ یہاں رہا، طبیعت سخت پریشان رہی، ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بے چین ہوا، بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سکنڈ کلاس رزرو کروالیں کہ نمازوں کا آرام رہے، انھوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی، اس نے پوچھا، کس ٹرین سے ارادہ ہے، انہوں نے کہا، اسی شب کے دس بجے والی سے، وہ بولا، یہ گاڑی نہیں مل سکتی، اگر آپ کو اس سے جانا تھا، تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیتے، بے چارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک [ٹکٹ کلکٹر] جو قریب رہتا تھا، مل گیا، اس نے کہا، تم گھبراؤ مت، میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے، میں آپ سے کہنا بھول گیا، اس نے ایک سو تریسٹھ روپے پانچ آنے لے کر سکنڈ کلاس کا کمرہ رزرو کر دیا۔

ماں کی اجازت

عشا کی نماز سے اولِ وقت فارغ ہولیا، شکرم بھی آ گئی، صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی، جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی، کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازتِ والدہ حج نفل کو جانا حرام، آخر کا اندر مکان میں گیا، دیکھا کہ والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں، میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا: کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! مجھے حج کی اجازت دے دیجیے، پہلا لفظ جو فرمایا: یہ تھا کہ ”خدا حافظ“ یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا، میں الٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا، بعد واپسی کے معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا، انہوں نے فرمایا: میں اجازت نہیں دیتی، اسے بلا لو، مگر میں جا چکا تھا، کون بلاتا، چلتے وقت جس لگن میں مَیں نے وضو کیا تھا، اس کا پانی میری واپسی نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔

بمبئی تار

بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا، وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں [اعلیٰ حضرت مدظلہ کے منجھلے بھائی] تشریف لا رہے ہیں، اس واسطے کہ ان کا سالِ آئندہ میں ارادہ تھا، میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا، غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا۔

آگرہ میں تاخیر

اِدھر مجھے راستے میں ایک دن کی دیر ہوگئی کہ آگرہ پر میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا، مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کاٹ کر کیوں جدا کر لی، کہا، میل رزرو نہ تھا، آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا، یہاں تک کہ وہ دن آ گیا، جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت تک نہ پہنچ سکا، اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے اور میں رہ گیا، اب جانا کیوں کر ہوگا، یہ دن پنج شنبہ کا ہے، تار آ چکا تھا کہ پنج شنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں۔

بمبئی میں استقبال

اڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا، اسٹیشن پر دیکھا، بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے، حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لیے موجود ہیں، سلام ومصافحہ کے بعد پہلا لفظ، جو انہوں نے کہا، یہ تھا کہ شہر کو نہ چلیے، سیدھے قرنطینہ چلیے، ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں، میں شکر الٰہی بجالایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا، یہ حدیث کی انہیں دعاؤں کی برکت تھی کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی، میں نے واقعہ پوچھا، وہاں کے لوگوں نے کہا، عجب ہے اور سخت عجب، ایسا کبھی نہ ہوا تھا، پنج شنبہ کو روزِ موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعۃً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا، یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے۔

ٹکٹ کی تبدیلی

اب ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہوچکا تھا، جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے، بہ مجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا، جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں، ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیوں کر حاضر ہوؤں گا، تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں، جو اکیلے جانے والے ہوں، جنہیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں، مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بہیڑی کے ساکن مل گئے، جنہوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا، وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا۔

سرکار کا کرم

رکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لیے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے، جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا، ان سے تبدیل میں مالی نقصان نہ ہو، بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپے داخل کر کے اوّل درجے کا ٹکٹ تبدیل کرالیا۔

عدن میں سمت قبلہ

جب عدن کے قرب جہاز پہنچا، میں نمازِ عصر پڑھ رہا تھا، نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمتِ قبلہ یہ نہیں ہے، میں نے کچھ خیال نہ کیا، اس لیے کہ میں مؤامرہ ہندسیہ سے عدن اور کامران کی سمتِ قبلہ نکال چکا تھا، وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی، وظیفہ پڑھا، بیٹھے رہے، جب میں فارغ ہوا، تو ان سے پوچھا، اس وقت بتائیے، سمتِ قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمتِ قبلہ ہی پر نماز ہوئی، جس کو انہوں نے بھی تسلیم کرلیا۔'' [الملفوظ، طبع بریلی، ج۲، ص۲ تا ۵]

بمبئی واپسی

اعلیٰ حضرت قدس سرہ سفر حرمین طیبین سے جدہ کراچی ہوتے ہوئے بمبئی واپس تشریف لائے، تو اب فرماتے ہیں:

''بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے، وہاں جانا پڑا، مولوی حکیم عبد الرحیم وغیرہ احبابِ احمد آباد خبر ہوئی، آدمی بھیجے، باصرار احمد آباد لے گئے، زنانہ سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خان اور حامد رضا خان کے ساتھ روانہ کر دیا تھا، میں کراچی میں اترنے کے ایک مہینہ بعد مکان پر پہنچا، وہاں [مکۂ مکرمہ] وہابیوں خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں، المرجوفون فی المدینہ کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہوگیا ہے، بمبئی آکر یہ خبر سنی۔''

تہنیتی اجلاس

''احباب نے ایک مجلس منعقد کی اور چاہا کہ ان لوگوں کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے، واحدِ قہار نے ان کا کذب [جھوٹ] خود ہی سب روشن کر دیا تھا، مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی، ہاں! اتنا ہوا کہ آیۂ کریمہ ''انا فتحنا لك فتحا مبينا'' کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ معظّمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی، اس میں کہا کہ حضور اقدس بقیہ ص۴۳/ پر

ص ۵۱ رکا بقیہ......................................

ایوارڈ یافتگان

(1) پیر طریقت حضرت سید شاہ محمد بادشاہ میاں صاحب قبلہ واسطی بلگرامی (2) علمبردار اہل سنت حضرت مفتی غلام محمد یٰسین صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ الجامعۃ النظامیہ ملک پور (3) فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب قبلہ (4) مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سجاد صاحب مصباحی، کلکتہ (5) ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حافظ وقاری مولانا محمد مشتاق جیلانی منظری جنرل سکریٹری جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ سب ڈویژن بائسی (6) فاضل جلیل حضرت مولانا محمد فیاض احمد اشرفی صاحب، بنگال۔

اخیر میں صلاۃ وسلام کے بعد حضرت مولانا مرغوب صاحب قبلہ (خطیب وامام جامع مسجد بازبیریا) کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا، اجلاس میں شریک مذکورہ شخصیات کے علاوہ ادیب شہیر حضرت مولانا احمد رضا صاحب قبلہ (پرنسپل الجامعۃ الرضویہ کلیان ممبئی) ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، معمار ملت حضرت مولانا غلام ناصر صاحب قبلہ، شاعر اسلام حضرت، مولانا عسجد رضا پورنوی ثم بنارسی صاحب قبلہ، حضرت مولانا محمد اخلاق احمد نعیمی صاحب قبلہ عالی جناب، ماسٹر محمد سالم قادری صاحب قبلہ وغیرہم موجود رہے۔ ◆◆◆

مولانا محمد معراج عالم مرکزی، جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ بائسی

ص ۵۵ رکا بقیہ......................................

سراج العلوم سیوان کے وہابی استاذ و مفتی بیٹھے ہیں مولانا لال پیلے ہو گئے، وہیں برس پڑے اور گھر والے سے کہا اس کو ابھی فوراً اسٹیج سے نیچے اتارو، بے غیرت وہابی اتر نہیں رہے تھے لیکن گھر والے نے زبردستی نیچے اتارا، اسی طرح کا ایک واقعہ آبروئے فکر وقلم، مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت علامہ رحمت اللہ صدیقی ممبئی نے بیان فرمایا کہ آپ کی سسرال میں وہابی مولوی عبد الحنان آ گیا، آپ اس منحوس کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے، پہلے فوراً وہاں اسے بھگایا، پھر سسرال والوں کی خوب خبر لی۔

اس طرح کے بیشمار واقعات قادری صاحب علیہ الرحمہ کے حوالے سے مل جائیں گے لیکن اس مختصر سی میں تحریر اس کی گنجائش کہاں؟ بہر حال! سارب کے سنیوں پر خاص کر اہل سیوان پر معمار ملت حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب علیہ الرحمہ کے بے شمار احسانات ہیں، اللہ ربّ العزت ان کے درجات بلند فرمائے، آمین، میں اپنی گفتگو حضرت کے لکھے منقبت کے ان چار مصرعوں پر ختم کرتا ہوں: ؎

ہمیں حسن عمل بس مفتی اعظم پسند آیا
انہیں میں انما یخشیٰ کا بھی عالم پسند آیا
یہ قسمت تھی اسی کی مفتی اعظم کی نظروں میں
شبیہ القادری ناچیز تھا تاہم پسند آیا

◆◆◆

معمار ملت کو مفتی اعظم نے خوب نوازا تھا

یہ خبر نہایت رنج وملال کے ساتھ سننے کو ملی کہ پوکھریرا شریف کا بطل جلیل، عالم ربانی، حضرت علامہ شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ دار فانی کو چھوڑ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علامہ شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم ہند کے سچے پکے شیدائی وعاشق صادق تھے، مرشد گرامی نے بھی نوازنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سرکار مفتی اعظم ہند ایک مرتبہ اپنے سر کا عمامہ شریف اتار کر آپ کے سر پر سجا دیا جو بڑی سعادت مندی کی بات ہے۔

سیوان اور اس کے اطراف میں سنیت ورضویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی جو شمع روشن ہے اس میں آپ کا اہل حصہ تھا، اللہ کرے آپ کے لگائے دینی وعلمی باغ مدرسہ محی العلوم اور غوث الوری عربک کالج سیوان کے ساتھ آسی جامع مسجد اور بلال مسجد کو شاد وآباد رہیں، دعا ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کی تربت پر بے شمار رحمت وغفران کی بارش فرمائے اور اہل خانہ کے ساتھ تلامذہ، معتقدین ومریدین کو صبر پر اجر بخشے، آمین، مدیر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف قابل مبارکباد ہیں جنھوں نے معمار ملت کی حیات وخدمات پر ایک علمی گلدستہ سجایا ہے۔

فقیر محمد حامد رضا رحمانی
دار العلوم رحمانیہ حامدیہ پوکھریرا شریف، سیتامڑھی، بہار

اسلامیات

سارے مضامین عمدہ اور متنوع ہیں

(از: مولانا انصار احمد مصباحی
رکن جماعت رضائے مصطفے، شاخ اتر دیناج پور

ماہ نامہ سنی دنیا بریلی شریف، ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، کنز الایمان دہلی، ماہ نامہ اعلی حضرت بریلی شریف جیسے موقر اور معیاری اردو مذہبی ماہ نامے اپنی پرانی ساکھ اور شناخت قائم رکھتے ہوئے مکمل آب و تاب کے ساتھ تسلسل سے شائع ہو رہے ہیں، اردو ادبی رسائل کی بات کریں تو اس کا دامن اب بھی بہت کشادہ ہے۔

دنیا بھر میں اردو پڑھنے والوں کی تعداد 20 / کروڑ سے زائد ہے، یہ تعداد جرمنی، فرانس اور ایران کی مجموعی آبادی سے بھی زائد ہے، بھارت میں اردو بولنے والوں کی سب سے بڑی تعداد (لگ بھگ 100 / ملین) بستی ہے، اردو پاکستان کی دفتری اور سرکاری زبان ہے، برصغیر کے علاوہ متحدہ عرب امارات میں 13٪ / بحرین میں 11٪ / افغانستان میں 8٪ / ماریشس میں 6٪ / لوگ اردو بولتے اور لکھتے ہیں۔

حیرت ہے اردو بولنے والوں کا تناسب ہندو پاک کے بجائے خلیجی عرب مما لک (یو اے ای، عمان، سعودی، بحرین وغیرہ) میں زیادہ ہے، امریکہ، برطانیہ، انڈونیشیا، فرانس، اسپین اور جرمنی میں اردو والوں کا حلقہ روز افزوں بڑھ رہا ہے، دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں اردو کا نمبر دسواں ہے، دوسرے نمبر پر موجود ہندی بھاشا بھی کئی معنوں میں اردو کی سگی بہن ہے؛ بلکہ کئی معنوں میں اردو اس کی ماں ہے، چوتھے نمبر پر عربی ہے، جو اردو کا ہم رسم زبان ہے، مطلب یہ کہ اردو کا مستقبل بہت روشن ہے، اردو خواں طبقہ کی تعداد دوسری کئی زبانوں کی بہ نسبت بڑھ رہی ہے۔

اس کے باوجود عالمی پیمانے پر پرکھا جائے تو پھر بھی اردو کا اشاعتی تناسب بہت پیچھے دکھائی دے رہا ہے، تعداد کے اعتبار سے اشاعت، معیار اور تنوع میں کئی گنا اضافے کی ضرورت ہے۔

تنہا ایران میں پندرہ سو سے زائد رسائل فارسی زبان میں ہر ماہ شائع ہوتے ہیں اور پڑھے جاتے ہیں، فرانسیسی (فرینچ) میں یہ تعداد دو ہزار سے آگے جاتی ہے، دنیا میں پڑھنے کا رجحان کم ضرور ہوا ہے، رُکا نہیں، دیگر زبانوں کی طرح اردو کا دامن ظاہری اسباب سے مالا مال نہیں، مطلب نہ سرکاری سرمایہ ڈھنگ سے مل پاتا ہے، نہ ہی یہ زبان کاروبار اور معاش سے جڑ پائی ہے، نتیجتاً فروغ و اشاعت مذہبی حلقوں اور علمائے اسلام پر منحصر ہوگئی؛ پر یہاں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اردو زبان برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ پروان چڑھتی جائے گی اور "الاسلام یعلو ولا یعلی" اسلام بڑھتا رہے گا، گھٹے گا نہیں۔۔

نا امید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

خوشی اور فخر کی بات ہے کہ بھارت میں پچھلے چند سالوں سے اہل سنت و جماعت کا، رسائل و جرائد کی اشاعتی میدان میں غلبہ رہا ہے، ماہ نامہ پیغام شریعت دہلی، ماہ نامہ جام میر بلگرام شریف، ماہ نامہ ارشدیہ ممبئی، دو ماہی الرضا پٹنہ، سہ ماہی پیغام مصطفے ﷺ اتر دیناج پور، سہ ماہی پیام بصیرت سیتا مڑھی، سہ ماہی مسلک اعلی حضرت مظفر پور، سہ ماہی ہماری آواز مظفر پور، سہ ماہی عرفان رضا مراد آباد، سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف، سہ ماہی المختار کلیان سمیت دو درجن سے زائد رسائل جاری ہو کر دنیا بھر میں پڑھے گئے اور ابھی ابھی سہ ماہی شعیب الاولیاء کی رسم اجرا ہوئی، ملک کے طول و عرض میں پھیلے ارباب علم و ادب نے اپنی علمی فراخ دلی کا مظاہرہ کیا اور سینئر اساتذہ کے ساتھ ساتھ جونیئر اور نو آموز فن کاروں نے بھی اپنے فن پاروں اور لطائف روسناش کرائے۔

(اپنے ایک طویل مضمون کا اقتباس)

قارئین! اس وقت ماہ نامہ سنی دنیا بریلی شریف کا تازہ شمارہ (فروری، مارچ ۲۰۲۲ء) موبائل اسکرین پر جلوہ بار ہے، اس ماہ نامہ کی سرپرستی اور نگرانی قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری نوری صاحب قبلہ فرماتے ہیں، سارے مضامین عمدہ ہیں، ایڈیٹر محترم ادیب شہیر حضرت مولانا محمد عبد الرحیم نشتر

چہ می گوئیاں

فاروقی صاحب نے انتخاب مضامین میں بہت جگر سوزی سے کام لیا ہے، موصوف نے جہانِ علم وادب میں ایک عرصہ بِتایا ہے، جس کا اثر رسالے کے صفحہ صفحہ سے جھلکتا ہے۔

102 رصفحات پر مشتمل شمارے میں تیس سے زائد بیش قیمتی متنوع تحریریں شامل ہیں، مطالعہ کے بعد ایڈیٹر اور ادارتی ٹیم کو اپنے تأثرات ضرور لکھیں۔

◆◆◆

رسالہ صحافتی، شرعی اور سماجی تقاضوں کو پورا کر رہا ہے

(از: مفتی جمیل احمد رضوی
بانی وسرپرست جامع رضا پٹنہ، بہار)

جناب مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب
ایڈیٹر ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف

سلام مسنون! اِدھر چند ماہ سے ماہنامہ سنی دنیا کے تین چار شمارے دیکھنے کو ملے، ماشاء اللہ بڑی آسودگی ہوئی، رسالہ صحافتی تقاضوں اور مسائل ضروریہ پر محیط نظر آیا، شرعی، سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل سے اس کا دامن بھرا بھرا پایا، مولیٰ تعالیٰ اسے مزید شہرت وقبولیت بخشے۔

نئے شمارے کا اداریہ پڑھ کر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا، آپ کا یہ رنگ تحریر میں نے پہلی بار دیکھا ہے، سنجیدگی، تحقیق اور مسائل پر سیر حاصل گفتگو آپ کی تحریر کے نمایاں اوصاف تھے، مگر اس بار جو شگفتگی اور شوخی دیکھی، خوشگوار حیرت ہوئی۔

کچھ برسوں سے میں خود بھی محسوس کر رہا تھا کہ مجدد اسلام حضور اعلیٰ حضرت کو بعض ''سنی'' کہلانے والے لوگ "صافی" اور "جوشاندہ" کی طرح مجبوراً برداشت کرتے ہیں، سلام رضا، مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ، امام کا نعتیہ کلام اور جلسوں میں ذکر رضا کے لہراتے پھریرے، ان کے دلوں میں کسی خار سے کم نہیں کھٹکتے، بعض دفعہ وہ منہ سے کچھ نہ بھی بولیں تو ان کا دھواں دھواں چہرہ اور بگڑی صورت سب کچھ سمجھا دیتی ہے۔

میں توڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں ہیں کہ بریلی نے برصغیر کے مسلمانوں کا کچھ بگاڑا نہیں بلکہ ہمیشہ بنایا ہی ہے، اسی لیے اکثریت کا دل بریلی اور بریلی والوں کی طرف جھکتا ہے۔

بریلی والوں نے نہ اپنی شہرت کے لئے مجسمے بنوائے نہ کوئی جدید تحریک چلائی اور نہ ہی ایجنٹ بحال کئے، بس عشق رسالت میں مخمور ہو کر خدمت دینی انجام دیتے رہے، ادھر دنیا کا یہ حال رہا کہ مسلمان پروانہ وار ان پر نثار ہوتے چلے گئے، اس میں امام اہلسنت یا ان کے خانوادے کا کیا قصور ہے۔

ہمارے یہاں ایک صاحب ہیں جو اپنے نام کے ساتھ "رضوی" لگاتے ہیں، مگر دل میں رضویت کے خلاف ایسا زہر رکھتے ہیں کہ خدا کی پناہ! برسوں پہلے ایک جگہ انہوں نے بریلی کی شہرت ومقبولیت کے خاتمے کے لیے ایک مخصوص میٹنگ بھی کی، منصوبے بنائے، مگر آج تک بریلی والوں کا بال بانکا نہیں کر سکے، سچ فرمایا امام نے:ـ

توگھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ادھر لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کو رضوی جان کر انھیں اپنے سروں پر بٹھایا، تعظیم کی، موٹے موٹے لفافے دیئے، جس سے ان کی دال روٹی خوب چلی، مطلب یہ کہ بریلی شریف اور "رضویت" کے نام پر لوگ اپنا پیٹ تو بھرتے ہیں، مگر موقع ملتے ہی اس "تھالی" میں "چھید" کرنے سے نہیں بھی چوکتے، مولا تعالیٰ سب کو ہدایت بخشے، آمین۔

◆◆◆

منظومات

ہمیں خدا سے ملانا حضور جانتے ہیں

(از: مولانا سلمان رضا فریدی، مسقط عمان

خدا کے قرب میں جانا حضور جانتے ہیں
وصالِ رب کا ٹھکانا حضور جانتے ہیں

یہ شان ہے کہ فرشتوں کی حد سے بھی آگے
سفر کے نقش جمانا حضور جانتے ہیں

درِ الٰہی سے لاکر نماز کا تحفہ
ہمیں خدا سے ملانا حضور جانتے ہیں

بتا رہی ہے یہ مازاغ کی حسیں آیت
اصولِ دید نبھانا حضور جانتے ہیں

کلیم دور سے بھی اک جھلک نہ دیکھ سکے
"دَنٰی" کا لطف اٹھانا حضور جانتے ہیں

خدا کو موسیٰ نے دیکھا نبی کی آنکھوں میں
کہ رب کی دید کرانا حضور جانتے ہیں

اِسی یقیں پہ تمنائی تھا براق اُن کا
کہ غمزدوں کو ہنسانا حضور جانتے ہیں

نبی نے یاد رکھا بزمِ لامکاں میں ہمیں
بدوں کی لاج بچانا حضور جانتے ہیں

چلو حضور کے در سے بلندیاں لے لو
گرے ہوؤں کو اٹھانا حضور جانتے ہیں

رضائے رب کے لیے دامن نبی تھامو
کریم رب کو منانا حضور جانتے ہیں

نبی سے دور نہیں کوئی عاشق و شیدا
کہاں ہے میرا دوانہ، حضور جانتے ہیں

غموں میں والیِٔ امت کو دیجئے آواز
کہ ہر اَلم سے چھڑانا حضور جانتے ہیں

نبی کے غیب کی منکر ہے، عقلِ بے توفیق
سب اہلِ عشق نے مانا، حضور جانتے ہیں

فریدؔی اُن کے سوا یہ کسی میں تاب نہیں
خدا کو دیکھ کے آنا حضور جانتے ہیں

واقف ہر این و آں شانِ عجم شاہِ عرب

(از: مولانا رحمت اللہ صدیقی، پیغام رضا ممبئی

بے زبانوں کی زباں شانِ عجم شاہِ عرب
دھوپ میں ہیں سائباں شانِ عجم شاہِ عرب

حق نما معجز بیاں شانِ عجم شاہِ عرب
ناخدائے کل جہاں شانِ عجم شاہِ عرب

تیرگی میں ضوفشاں شانِ عجم شاہِ عرب
بے نشانوں کا نشاں شانِ عجم شاہِ عرب

ان کی عظمت کو کوئی کیسے سمجھ پائے بھلا
ہیں الٰہی راز داں شانِ عجم شاہِ عرب

رب اکبر نے کیا بے سایہ ان کو اس لیے
سب پہ ہوں سایہ کناں شانِ عجم شاہِ عرب

لاکھ کوئی کچھ کہے سچ ہے یہی حق ہے یہی
ہیں وہی تسکین جاں شانِ عجم شاہِ عرب

ان کے اوصاف حمیدہ کا کہاں تک ذکر ہو
واقف ہر این و آں شانِ عجم شاہِ عرب

ان کے دست ناز میں ہیں نعمتیں کونین کی
ہیں عطائے بے کراں شانِ عجم شاہِ عرب

شدتِ محشر کا کھٹکا روز رہتا ہے مگر
ہیں پناہ عاصیاں شانِ عجم شاہِ عرب

کشتی انسانیت کو امن کا ساحل دیا
سرور کون و مکاں شانِ عجم شاہِ عرب

لطف مجھ کو دے گئی ان کے خیالوں کی ردا
بحرِ غم میں بادباں شانِ عجم شاہِ عرب

ان کے اوصاف حمیدہ کا کہاں تک ذکر ہو
واقف ہر این و آں شانِ عجم شاہِ عرب

ان کی عظمت کو کوئی کیسے سمجھ پائے بھلا
ہیں الٰہی راز داں شانِ عجم شاہِ عرب

کر دیا زیر و زبر لمحوں میں جبر و ظلم کو
خُلق کی نہر رواں شانِ عجم شاہِ عرب

منظومات

ایمان کی یوں جان ہے معراج کا دولھا

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک، اڑیسہ

اس دہر میں ذیشان ہے معراج کا دولھا
اور عرش کی بھی جان ہے معراج کا دولھا
اس واسطے قدسی کی قطاریں ہیں فلک پر
اللہ کا مہمان ہے معراج کا دولھا
خاکی ہوں کہ نوری ہوں زمینی ہوں کہ عرشی
سب خلق کا ارمان ہے معراج کا دولھا
صدیق بنا مان کے کوئی بنا فاروق
ایمان کی یوں جان ہے معراج کا دولھا
جبریل کے کافوری لبوں نے دیئے بوسے
ہاں نور کا انسان ہے معراج کا دولھا
تم چاند گئے گر وہ گیا عرش سے آگے
پرواز کا سلطان ہے معراج کا دولھا
تحفے میں عبادت دی جو آنکھوں کی ہے ٹھنڈک
تسکین کا عنوان ہے معراج کا دولھا
عینؔی ہے ہر اک شخص پہ سرکار کا احسان
یوں مظہرِ منان ہے معراج کا دولھا

◆◆◆

اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ

از: مولانا سلمان رضا فریدی، مسقط عمان

اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
ہیں آسمانِ رُشد کے تارے معاویہ
تاجِ صحابیت نے بڑھائی ہے اُن کی شان
سونپی حَسَن نے اُن کو خلافت کی آن بان
ہوگا نہ کم کسی سے وقارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
اصحابی کالنجوم ہے اعلانِ مصطفیٰ
سب سے وفا کرو یہ ہے فرمانِ مصطفیٰ
ہیں اِس لئے ہمارے تمہارے معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
بزمِ صحابیت کے وہ دونوں سراج ہیں
ان کے نشانِ پا، سرِ مومن کے تاج ہیں
بیشک علی ہمارے، ہمارے معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
مانے گا ہر صحابی کو جو بااصول ہے
ان سے دغا تو حُبِّ علی بھی فضول ہے
سچوں کے جان و دل ہیں نثارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
اُن کی برائی چھوڑ، اے باغی، اے کم نظر
دائم کلاہِ وعدۂ حُسنیٰ ہے ان کے سر
سرمہ ہے چشمِ دل کا غبارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
گلزارِ جاں میں قربِ نبوت کے پھول ہیں
ان کی بہن ضیائے مکانِ رسول ہیں
ہیں لازوال نقش و نگارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
قرآن میں خدا نے اتاری ہیں آیتیں
جن سے عیاں ہیں بزمِ صحابہ کی عظمتیں
مہکی اسی چمن سے بہارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
اُس آنکھ نے زیارتِ سرکار پائی ہے
سب رفعتوں سے بڑھ کے یہ ان کی اونچائی ہے
لبریز ہو گلوں سے مزارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ
آقا نے ان کو مہدی و ہادی کی دی دعا
تا حشر جگمگائے گا وہ جلوۂ ہدیٰ
ہے رہبری پہ اب بھی منارِ معاویہ
اللہ اور رسول کے پیارے معاویہ

بقیہ ص ۱۱ پر

اسباب ستہ کا موبائل ایپ لانچ

فقیہ اہل سنت حضرت مفتی آل مصطفےٰ مصباحی کے عرس چہلم کے موقع پر آپ کی مشہور ترین تصنیف ''اسباب ستہ'' کا موبائل ایپ لانچ ہوا، آئیے کچھ اس کتاب اور اس کے موبائل ایپ کے بارے میں جانتے ہیں۔

دور جدید میں نت نئے مسائل کا وجود کوئی نئی بات نہیں تاہم ہر دور میں پیش آمدہ حوادث و واقعات کا حکم جاننے کے لیے کچھ اصول متعین و مشخص ہیں جو کتب فقہ و اصول فقہ میں متفرق مقامات پر بیان کیے گیے، یہ وہ اسباب وعلل ہیں جن کے سبب قول امام بھی بدل جاتا ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مقتضی ہے، امام اہل سنت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''چھ باتیں ہیں جن کے سبب قولِ امام بدل جاتا ہے، لہٰذا قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے اور چھ باتیں (1) ضرورت (2) دفع (3) عرف (4) تعامل (5) دینی ضرورت مصلحت کی تحصیل (6) کسی حرج موجود یا مظنون بہ بظن غالب کا ازالہ، ان سب میں بھی حقیقۃً قول امام ہی پر عمل ہے۔''

(ج 1،ص 385)

ان اسباب وعوامل کی نزاکت کے سبب مجلس شرعی مبارک پور میں اسے موضوع سخن بنایا گیا اور مندوبین کو اس عنوان پر تحقیقی مقالات لکھنے کی دعوت پیش کی گئی، جس پر بہت سے مندوبین نے تحقیقی مقالات مرتب فرمائے، مگر تمام مقالوں میں فقیہ اہل سنت حضرت مفتی آل مصطفےٰ کا مقالہ وقیع ترین مقالوں میں سے ایک تھا، ممتاز الفقہا محدث کبیر دام ظلہ رقم طراز ہیں:

"ان مجلس (مجلس شرعی مبارک پور) کی طرف سے جب اس موضوع کی منظوری دیدی گئی تو بہت سے اصحاب علم نے پرزور مقالے قلمبند فرمائے، جن میں محب گرامی قدر مولانا مفتی آل مصطفےٰ صاحب کا مقالہ وقیع ترین مقالوں میں سے ایک تھا۔"

آپ نے پوری محنت و کوشش سے مختلف مطول کتب فقہ و فتاویٰ خصوصاً چودہویں صدی ہجری کی فقہی شاہکار ''فتاویٰ رضویہ'' سے ان اسباب وعلل اور اصول وضوابط کا تعارف، ان کا درجہ استناد اور وقت تعارض ان کی ترجیحات جیسے امور پر بھر پور روشنی ڈالی ہے۔

اس مقالہ کی غیر معمولی اہمیت وافادیت اور بھر پور معنویت کی وجہ سے مولانا سید ابوالحسن ازہری کی فرمائش پر 2006 میں سب سے پہلی بار ہندوستان سے شائع ہوئی دیکھتے دیکھتے سارے نسخے ہاتھوں ہاتھ ختم ہوگئے، پھر پڑوسی ملک پاکستان سے بھی اس کی ایک بار طبع ہوئی۔

آپ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ کے شاگرد وتلمیذ مولانا عبدالرحیم ثمر مصباحی نے اپنے سینئر اہل فن حضرت مولانا غلام ربانی فدا کی شراکت کے ساتھ پوری محنت ولگن سے اس کتاب کا موبائل اپلیکیشن تیار کر کے آپ کی بارگاہ میں بطور خراج پیش کیا ہے اور اہل علم کو ایک گراں قدر تحفہ دیا ہے۔

اس ایپ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ایپ اَیڈ فری ہے یعنی دوران مطالعہ کسی قسم کا کوئی پرچار نظر نہیں آئے گا، یہ ایک وقت طلب اور مشکل کام تھا مگر ان لوگوں کا اخلاص اور حضرت فقیہ اہل سنت کا باطنی تصرف کہ بہت جلد یہ ایپ تیار ہوکر حاضر خدمت ہے، اسے ضرور لوڈ کر کے مطالعہ کریں اور اپنے گراں قدر تاثرات اور مفید مشوروں سے نوازیں تاکہ اگلی اپڈیٹ میں اسے اور بہتر اور دلکش بنایا جاسکے۔

رپورٹ: محبان فقیہ اہل سنت، پورنیہ بہار

◆◆◆

۱۵ رواں سالانہ عرس عظمتی اختتام پذیر

ہر سال کی طرح امسال بھی ۲۰ ر رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۲ رفروری ۲۰۲۲ء کو قطب سیمانچل، مردِ درویش، شیخ کامل، عطائے رسول، گلشن چشت کے مہکتے پھول، مظہر مخدوم علاء الحق پنڈوی، حضور مخدوم سید شاہ عظمت اللہ حسینی چشتی نور اللہ

مرقدہ کی ذات پاک سے منسوب عرس عظمتی اور سنی عظمتی کانفرنس کا انعقاد آستانہ عالیہ عظمتیہ بازبیریا، بائسی بلاک، ضلع پورنیہ میں علما و مشائخ کی موجودگی میں ہوا۔

بلا شبہ خطہ سیمانچل میں حضور مخدوم سید شاہ عظمت اللہ چشتی علیہ الرحمہ کی دینی و ملی خدمات اور روحانی فیضان جگ ظاہر ہے، انہوں نے اپنی حیات میں تصوف کو کافی فروغ دیا اور روحانیت کا درس عام کیا، جس کی بدولت آج ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند بہار، بنگال اور نیپال کے دور دراز علاقوں سے حاضر بارگاہ ہوتے ہیں اور فیضان مخدوم سے مالا مال ہو کر لوٹتے ہیں۔ ؎

واللہ تجھ کو حضرت مخدوم نے کیا
آماجگاہِ خلقِ خدا بازبیریا

[شہزاد حسین مرکزی]

سنی عظمتی کانفرنس

سنی عظمتی کانفرنس کی سرپرستی صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت الحاج الشاہ سید قیام الدین حسینی عظمتی صاحب قبلہ نے فرمائی، جبکہ کانفرنس کی صدارت کا فریضہ خانوادہ عظمتیہ کے چشم و چراغ پیر طریقت حضرت مولانا سید احمد کبیر حسینی واسطی مرکزی (ولی عہد خانقاہ عظمتیہ) نے انجام دیا اور اسٹیج کی ساری ذمہ داری حضرت مولانا محمد اخلاق احمد نعیمی صاحب نے نبھائی، اجلاس کی کاروائی کو آگے بڑھانے کے لیے ناظم اجلاس حضرت حافظ و قاری مولانا مشتاق احمد جیلانی منظری نے تلاوت قرآن کریم کے لیے حافظ و قاری محمد شعیب رضا صاحب قبلہ کو مدعو کیا۔

بعدہ نعت و منقبت کے لیے بہترین آواز و سخن کے مالک مشہور شعرا یکے بعد دیگرے مدعو ہوتے رہے، جبکہ عاشقوں کے اس امنڈتے سیلاب سے خطاب کرنے کے لیے زبان و ادب کے ماہر، علوم دینیہ و عصریہ کے نکتہ داں، فاضل محقق حضرت علامہ و مولانا غلام حیدر مصباحی صاحب کو مدعو فرمایا، موصوف نے عشق رسول ﷺ پر بڑی عمدہ گفتگو کی، ان کے علاوہ ملک کے جید خطبا سرفہرست حضرت مولانا ذاکر حسین گیاوی (گیا، بہار) اور آل رسول، شہزادہ حضور فاتح بلگرام، حضور سید بادشاہ حسین واسطی بلگرامی دامت برکاتہم العالیہ المعروف حضور بادشاہ میاں (بلگرام شریف، یوپی) وغیرہم کے عمدہ بیانات بھی ہوئے۔

حضور سید شاہ عظمت اللہ! حیات و خدمات

یوں تو حضور سید شاہ عظمت اللہ چشتی علیہ الرحمہ کی تفصیلی حیات و خدمات صفحۂ تاریخ میں محفوظ نہ ہو سکیں کہ جس سے قوم بھرپور استفادہ کر سکے مگر امسال بڑی انتھک محنت اور تلاش و جستجو کے بعد ایک محرک شخصیت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت حافظ و قاری مولانا مشتاق احمد جیلانی منظری (جنرل سیکرٹری جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ سب ڈویژن بائسی) نے آپ کی حیات و خدمات پر عمدہ معلومات کتابی شکل میں قوم کے سامنے پیش کیا، جس کا رسم اجراء پیر طریقت حضرت الحاج الشاہ سید قیام الدین حسینی عظمتی صاحب قبلہ کے ہاتھوں اسی اجلاس میں زیر عمل آیا، اسٹیج میں بیٹھے علما و مشائخ نے ان کے اس کام کو کافی سراہا اور موصوف کے دینی و ملی خدمات کے اعتراف میں ان کو ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

تحریک پسند علما و فضلا کو مختلف انعامات

جس طرح دنیا بھر میں عصری علوم کے درس گاہوں اور اداروں کے سالانہ اجلاس اور مقابلہ جاتی پروگراموں میں اچھی کارکردگی اور نمایاں خدمات انجام دینے والوں کو مختلف انعامات سے نوازا جاتا ہے تاکہ ان میں کام کرنے کی مزید دلچسپی پیدا ہو، ٹھیک اسی طرح ہماری جماعت میں بھی اس عمل میں تیزی لانے کی ضرورت ہے تاکہ متحرک علمائے کرام میں دینی و ملی کام کرنے کا شعور بیدار ہو سکے اور لوگ اس کی طرف راغب ہوں۔

الحمد للہ کافی خوشی ہوئی کہ عرس عظمتی کے اس اجلاس میں مندرجہ ذیل شخصیات کو ان کی دینی و ملی خدمات کے اعتراف میں صدر کانفرنس حضرت مولانا سید احمد کبیر حسینی واسطی مرکزی صاحب قبلہ نے انعامات سے نوازنے کا اعلان فرمایا اور مذکورہ حضرات کو آل رسول پیر طریقت حضرت الحاج سید قیام الدین حسینی عظمتی صاحب قبلہ و دیگر علمائے کرام کے مقدس ہاتھوں سے انعامات تقسیم کئے گئے۔

بقیہ ص ۴۵/ پر

معمار ملت

حضرت علامہ شبیہ القادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

کی حیات و خدمات ایک

خصوصی ضمیمہ

از: مولانا انیس عالم سیوانی*

شبیہ القادری ناچیز تھا تاہم پسند آیا

دنیائے سنیت کی مشہور و معروف شخصیت، صوبۂ بہار کے آفاقی عالم دین، رضویت کے عظیم ناشر، مذہب امام اعظم کے نہایت فعال مبلغ، مسلک اعلی حضرت کے بیباک نقیب، معمار ملت، خلیفۂ سرکار مفتی اعظم، جماعت اہلسنت کے بزرگ رہنما، اہل سیوان کے خصوصی محسن، دردمندان مذہب و مسلک کے قائد و پیشوا حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ کے ایک مصرع سے میں نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا ہے، اس تحریر کا داعیہ ہمارے کرم فرما، ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم نشتؔر فاروقی صاحب کا حکم تھا کہ معمار قوم وملت علامہ شبیہ القادری صاحب کا فاتحہ چہلم ۹ ؍مارچ کو غوث الوری عربی کالج سیوان کے زیر اہتمام منایا جارہا ہے، لہٰذا حالیہ شمارہ سنی دنیا بریلی شریف میں معمار قوم وملت کے تعلق سے کچھ آنا چاہیے، نشتؔر صاحب کے حکم پر بہت عجلت میں چند سطریں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں:

مولانا شبیہ القادری صاحب کا اصلی نام مطلوب عالم تھا، مولانا شبیہ القادری صاحب کی پیدائش موضع کٹائی ضلع مظفر پور بہار میں ہوئی، آپ کی تاریخ پیدائش ۱۵؍جولائی ۱۹۳۸ء دن دو شنبہ صبح پانچ بجے کے قریب، موضع کٹائی مولانا علیہ الرحمہ کا نانیہال ہے، وہیں پیدائش ہوئی، آپ کے والد محمد منظور عالم صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخیر، نیک طبیعت کے انسان تھے، اس دور کے لحاظ سے پڑھے لکھوں میں شمار ہوتا تھا، فارسی کی تعلیم تھی، گھر کے اعتبار سے متمول اور مضبوط لوگوں میں شمار تھا، کاشتکاری پیشہ تھا، چونکہ مولانا شبیہ القادری صاحب کے جدامجد مرحوم شتاب علی صاحب علاقہ کے گنے چنے زمینداروں میں تھے، اس دور میں انہوں نے مدرسہ نورالہدی پوکھریرا کے لیے بھی زمین وقف کی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا خاندان آبا واجداد کے زمانہ ہی سے صاحب حیثیت، پڑھا لکھا اور متمدن تھا، حضرت مولانا شبیہ القادری صاحب چار بھائیوں میں سب سے بڑے تھے، آپ کے دوسرے بھائی جو چھوٹے صاحب سے مشہور ہیں وہ کولکاتا پانی والے جہاز میں ملازم تھے، وہ کولکاتا ہی میں مقیم ہیں، تیسرے بھائی جان عالم صاحب مرحوم یہ ورسینئر تھے، چوتھے بھائی پروفیسر مشاہد عالم صاحب پہلے غالباً جامعہ جواہر لعل دہلی میں تھے ابھی جامعہ ملیہ میں ہیں، اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا علیہ الرحمہ کے گھریلو اور خاندانی حالات کیسے ہیں۔

بہر حال! شبیہ القادری صاحب کی عمر جب پانچ برس کی ہوئی تو آپ کے نانا جان منشی عبدالحمید صاحب نے رسم بسم اللہ خوانی کرائی، محلے کے لوگوں کی دعوت ہوئی اور ایک خوبصورت مذہبی تقریب کے ذریعہ مولانا کی تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا، ابتدائی تعلیم نانا جان سے حاصل کی، ناظرہ قرآن مولوی حافظ حمیدالرحمن صاحب سے مدرسہ نور الہدی پوکھریرا میں پڑھی، اردو اور فارسی کی پہلی وغیرہ مولانا محمد عثمان مرحوم سے پڑھی، دوسری فارسی، گلستاں، بوستاں، یوسف زلیخا، بہار دانش، اخلاق محسنی، واخلاق جلالی مولانا غفران احمد صاحب مرحوم سے، درس نظامیہ کی تعلیم دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ بہار میں حاصل کی، دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ کے علاوہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں محدث احسان علی مظفر پوری سے استفادہ کیا، آپ کے اساتذہ میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فاضل بہار علامہ سید ظفر الدین بہاری، محدث احسان علی مظفر پوری، علامہ مقبول احمد صدیقی، علامہ مقبول احمد خان کے نام قابل ذکر ہیں، واضح رہے کہ علامہ مقبول احمد صدیقی اور علامہ مقبول احمد خان معقولات کے مقبول ومعروف استاذ شمار کیے جاتے تھے، یہ

* مضمون نگار امام احمد رضا فاؤنڈیشن کے سکریٹری اور نائب قاضی شہر لکھنؤ ہیں۔

حضرات حمیدیہ قلعہ گھاٹ میں مدرس تھے، علامہ مقبول احمد صدیقی صاحب نے اعلی حضرت کا دور پایا تھا، مولانا شبیہ القادری صاحب جن دنوں حمیدیہ قلعہ گھاٹ میں زیر تعلیم تھے ان کے آبائی گاؤں پوکھریرا ضلع سیتامڑھی کے معروف عالم دین حضرت علامہ رضوان احمد علیہ الرحمہ سابق استاذ مدرسہ جامع العلوم شریف جلال پور ضلع سیوان بھی زیر تعلیم تھے۔

واضح رہے کہ حضرت علامہ رضوان احمد صاحب جوانی ہی کے دنوں میں جبکہ وہ جلاپور میں مدرس تھے سانپ کے کاٹنے سے شہید ہو گئے تھے، ان کا مزار جلاپور قبرستان میں ہے، ان کے علم وفضل کے وارث وامین استاذ گرامی حضرت علامہ فیضان احمد صاحب رضوی جلاپور میں درجات عالیہ کے سنیئر استاذ ہیں، پوکھریرا علمی اعتبار سے اور بالخصوص رضویت کے لحاظ سے کافی اہمیت کا حامل رہا ہے، آج بھی کثیر تعداد میں علما، شعرا وہاں پائے جاتے ہیں، پوکھریرا کے مشہور حضرات میں حضرت سرکار مجبی، حضرت مولانا مطیع الرحمن صاحب اور حضرت علامہ الحاج ظفر الحسین حامدی، حضرت علامہ رضوان احمد ابراہیمی (مفسر اعظم ہند کی نسبت سے) اور حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب نوری، یہ تمام لوگ بریلی کے کٹر حامی، مسلک اعلی حضرت کے پر جوش داعیوں میں تھے، انہیں حضرات کے سبب یہ علاقہ بریلوی مکتبۂ فکر کا گڑھ مانا جاتا رہا ہے، اس گڑھ کو اب توڑنے کی ناپاک کوشش شروع ہو گئی ہیں، مظفر پور، سیتامڑھی، دربھنگہ، مدھوبنی کے علاقوں میں کئی بابا، کچھ تو جاہل مداری، پھر سید سراواں الہ آبادی بابا اور ان سب کے کسی نہ کسی طور پہ معاون مصباحی علما اہلسنت کے ان علاقوں کو منتشر کرنے اور بریلی مخالف ماحول بنانے کی انتھک سعی کر رہے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ ان میں سے بہت سارے بریلی کا نام بھی لیتے ہیں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے۔

پوکھریرا سے تعلق رکھنے والے مولانا الحاج ظفر الحسین حامدی صاحب اور مولانا رضوان احمد صاحب آپس میں پھوپھیرے ممیرے بھائی ہوتے تھے اور الحاج ظفر الحسین صاحب رشتے میں مولانا شبیہ القادری صاحب کے چچا کے داماد تھے، بات کہاں سے چلی اور کہاں پہنچ گئی، مولانا شبیہ القادری صاحب نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف ۱۹۵۱ء میں پڑھنے کے زمانہ میں حضور مفتی اعظم کے دست حق پرست پر شرف غلامی حاصل کر لیا تھا اور ۲۳ر رجب ۱۳۹۴ھ کو پیر و مرشد حضور مفتی اعظم نے سلاسل طریقت کی اجازت عطا فرمائی، مولانا شبیہ القادری صاحب نے درس نظامیہ کے علاوہ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ کے امتحانات مولوی، عالم، فاضل نیز بہار یونیورسٹی مظفر پور سے میٹرک، تا ایم اے فارسی سے کیا۔

فارسی زبان پہ آپ کو اچھی قدرت حاصل تھی، معروف قلمکار، عالم علوم حدیث حضرت علامہ کوثر امام صاحب قادری نے بتایا کہ ایک مرتبہ نیا قلعہ سیوان کے ایک جلسہ میں تقریر کے دوران رومی کا ایک شعر زبان پہ آ گیا، اس کے بعد آپ کو یہ یاد ہی نہ رہا کہ تقریر اردو میں کرنی ہے معمار قوم وملت نے پوری تقریر فارسی میں کر دی، آپ کے ہیبت وجلال کے سبب کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی کہ تقریر اردو میں کریں، جلسہ ختم ہو گیا پھر کسی نے کہا کہ تقریر بہت اچھی ہوئی اگر اردو میں ہوئی رہتی تو ہم لوگ بھی سمجھتے، آپ ہی کا بیان ہے کہ جب مدرسہ بورڈ پٹنہ کا نصاب بن رہا تھا تو آپ نے کہا کہ مدرسہ بورڈ کے نصاب میں سنیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے، سنیوں کی کوئی کتاب نہیں شامل کی گئی ہے، اس پر کمیٹی نے کہا کہ اصول حدیث میں آپ کی جماعت کی کوئی کتاب ہو تو بتائیں ہم اسے شامل نصاب کر لیں گے، مولانا شبیہ القادری صاحب نے چند گھنٹوں میں اصول حدیث پر ایک مختصر کتاب لکھ کر پیش کر دیا، اس سے آپ کی سریع القلمی اور زود نویسی کا پتہ چلتا ہے، آپ نے ایک درجن علمی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

اس کے علاوہ معمار قوم وملت کی ایک تقریر اور نعتیہ کلام کا مجموعہ" سبد نور" یعنی نور کی ڈالی اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا علیہ الرحمہ درس وتدریس، تحریر وتقریر ہر فن مولی تھے، مولانا کوثر امام صاحب نے بتایا کہ علامہ شبیہ القادری صاحب کی تصنیفات پر سرکار مفتی اعظم، حضور مجاہد ملت، علامہ مشتاق احمد نظامی جیسے اکابر کی تصدیقات وتقریظات ہیں۔

فراغت کے بعد بقول حضرت علامہ فیضان احمد صاحب

رضوی مولانا شبیہ القادری صاحب علامہ ارشد القادری صاحب علیہ الرحمہ کے مدرسہ جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں کچھ دن تدریسی فرائض انجام دیے، وہاں سے دار العلوم نعیمیہ چھپرہ بہار آئے، نعیمیہ میں مولانا الحاج ظفر الحسین حامدی صاحب، مولانا رضوان احمد صاحب اور مولانا شبیہ القادری صاحب تینوں لوگ رہے، پھر یہاں سے یکے بعد دیگرے تینوں حضرات مدرسہ جامع العلوم شریف جلالپور ضلع سیوان میں مدرس ہوئے، جلالپور سے قریب مادھو پور گاؤں ضلع سیوان کے ہائی اسکول میں اردو فارسی کے لیے تقرری ہوئی، اسی درمیان سیوان شہر کے مشہور ڈی اے وی انٹر کالج میں اردو فارسی کی ویکنسی نکلی، اس کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے، پھر آپ سیوان شہر میں آگئے، یہیں آپ کا ڈی اے وی کالج بھی تھا، اسکول کی ذمہ داریوں کے بعد مذہبی فرائض کی ادائیگی میں لگے رہتے تھے۔

جنوری ۱۹۶۰ء میں سیوان آگئے تھے، ۱۹۶۶ء میں مدرسہ محی العلوم شکل ٹولی ضلع سیوان قائم کیا، اس مدرسہ کو مدرسہ بورڈ پٹنہ سے منظور کرایا، یہ مدرسہ فاضل تک منظور ہے، اس مدرسے میں حضرت مفتی ریاض احمد صاحب سیوانی، حضرت مولانا سہیل صاحب پیغمبر پوری اور حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مدرسین ہوئے، مولانا محمد اسلم صاحب ابھی بھی بورڈ سے منظور مدرس ہیں، آپ حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب کے ساتھ ۱۹۷۷ء سے ہیں، ۱۹۷۷ء میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئے تھے، ۱۹۷۹ء میں بحیثیت مدرس تقرری ہوئی، فی الحال فاضل کے پوسٹ پہ خدمت انجام دے رہے ہیں، حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب کی فراغت ۱۹۵۹ء میں ہوئی، ۱۹۶۰ء میں رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے، پہلی زوجہ سے مزاج نہ ملنے کے باعث ابتداہی میں طلاق ہوگئی تھی، پہلی زوجہ سے ایک بیٹی ہیں، دوسری شادی پوکھریراہی میں ہوئی، دوسری زوجہ سے ایک بیٹا محمد نقیب الغوث غوثی ہیں، انہوں نے بی ٹیک کیا ہے (انجینئرنگ) فی الحال مدرسہ محی العلوم شکل ٹولی سیوان میں مدرس ہیں۔

۱۹۷۸ء میں علامہ شبیہ القادری صاحب نے محلہ مخدوم سرائے سیوان میں غوث الوریٰ عربی کالج قائم کیا، یہ ادارہ مولوی تک مدرسہ بہار بورڈ سے منظور ہے، مذکورہ ادارہ سے منسلک ایک عظیم الشان آسی جامع مسجد کا سنگ بنیاد ۲۰۰۴ء میں رکھا، الحمد للہ یہ مسجد تعمیر ہوچکی ہے، بہر حال حضرت علامہ زندگی بھر خدمت دین وسنیت کرتے رہے، ان کی زندگی کا ایک خاص مقصد سنیت کا تحفظ اور رضویت کا فروغ رہا، وہ ہمیشہ اس ذمہ داری کو پوری لگن کے ساتھ نبھاتے رہے، بریلی کے سچے پکے وفادار اور علمبردار تھے، بریلی کے خلاف ایک لفظ سننا گوارہ نہ تھا، ان کے چہیتے مولانا محمد وسیم اکرم سیوانی نے بتایا کہ جن دنوں منبع فتنہ وفساد ماہ نامہ جامع شروفتور (جام نور) نے مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کچھ فتنہ خیزی شروع کی تھی جس کی پشت پناہی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بعض فتنہ پرور مولوی کررہے تھے۔

ان دنوں سیوان کے کسی پروگرام میں مولانا عبد المبین نعمانی صاحب آئے تھے، اس پروگرام میں علامہ شبیہ القادری صاحب کو بھی شریک ہونا تھا، حضرت نہیں پہنچے، نعمانی صاحب کو معلوم ہوا کہ قادری صاحب علالت طبع کی وجہ سے نہیں آئے ہیں تو انہوں نے ملنے کی خواہش ظاہر فرمائی، بہر کیف نعمانی صاحب کسی کے ذریعہ مولانا مظہر الحق کالونی قادری صاحب کی رہائش گاہ پہ آئے، اتفاقاً علامہ عبد العزیز خان حشمتی صاحب بھی آگئے تھے، اسی درمیان علامہ عبد العزیز خان صاحب نے نعمانی صاحب سے ماہنامہ جام نور کے بارے میں دریافت کیا، نعمانی صاحب کچھ جواب دینا شروع کیا، غالباً وہ اس کی صفائی دینے کی کوشش کررہے تھے کہ علامہ شبیہ القادری صاحب اتنا برہم ہوئے کہ مجلس میں سناٹا چھا گیا، نہایت سخت ترین الفاظ میں مخالفت کرنے والوں اور ان کے حامیوں کی خبر لی، سارے لوگوں نے بھلائی اسی میں سمجھی کہ خموشی اختیار کرلی جائے۔

مولانا کوثر امام صاحب نے اپنی طالب علمی کے دور کا ایک واقعہ بتایا کہ سیوان میں ایک گاؤں ہتھوڑا ہے، وہاں کسی نے قادری صاحب کو تقریر کے لیے دعوت دیدی، قادری صاحب جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسٹیج پر مدرسہ بقیہ ص ۴۵ / پر

معمار ملت پر ضمیمہ

(از: مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری*

آہ! معمار ملت علامہ شبیہ القادری نہ رہے

"لکل امۃ اجل۔ ہر ایک کے لئے موت کا وقت متعین ہے۔"

ہر ایک نے سفر آخرت پر روانہ ہونا ہے، لیکن جب بھی دنیا کے کسی بھی خطے سے اہل علم وفضل کے سفر آخرت پر روانہ ہونے کی خبر وحشت اثر سامنے آتی ہے تو ان کی جدائی میں قلب و جگر پر بے اختیار ایک آری سی چل جاتی ہے۔

27/جمادی الآخرہ 1443ھ/31/جنوری 2022ء بروز پیر کو نائب قاضی شہر لکھنؤ مولانا انیس عالم سیوانی زید مجدہ کی جانب سے یہ دل خراش خبر سوشل میڈیا پر گردش کرتی ہوئی نظر آئی کہ معمار قوم وملت خلیفۂ مفتی اعظم ہند، تلمیذ رشید ملک العلماء حضرت علامہ الحاج شبیہ القادری پٹنہ میں کئی روز سے زیر علاج تھے کہ آج دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام "محمد مطلوب عالم قادری" ہے لیکن جب آپ نے شعر وشاعری کے میدان میں قدم رکھا تو اپنا تخلص "شبیہ القادری" اپنایا، آپ کے تخلص کو اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ دنیائے سنیت ورضویت میں "شبیہ القادری" ہی سے آپ جانے اور پہچانے لگے۔

علامہ شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان شتاب علی مرحوم ومغفور پوکھریرا ضلع سیتا مڑھی کے ایک نہایت اچھے زمین دار تھے، تین سو ایکڑ اراضی آپ کی ملکیت تھی، آپ نہایت فیاض اور سخی تھے آپ نے اپنے علاقے کے قرب وجوار میں کئی مساجد تعمیر کروائیں اور عیدگاہیں بنوائیں، مدرسہ نور الہدیٰ جو کہ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کا معاصر ہے کے لئے بھی چند ایکڑ زمین آپ ہی نے وقف فرمائی تھی۔

آپ کے والد گرامی محمد منظور عالم مرحوم ومغفور بھی اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر گامزن رہے، انہوں نے بھی اپنی فیاضی اور سخاوت سے شہرت حاصل کی۔

علامہ شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 17/جمادی الاولیٰ 1357ھ/15/جولائی 1938ء کو ان کے ننہال موضع کٹائی ضلع مظفر پور بہار میں ہوئی۔

پانچ سال کی عمر میں آپ کے نانا جان منشی عبد الحمید مرحوم ومغفور کے مکان پر آپ کی بسم اللہ خوانی بڑی دھوم دھام سے ہوئی، فاتحہ کی شیرینی کے علاوہ سارے گاؤں کی نہایت پر تکلف دعوت کی گئی، اس میں غربا کی بھی کثرت تھی، آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت نانا جان مرحوم ومغفور نے فرمائی۔

مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا میں مولانا حمید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کی حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کی، مولانا محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے اردو فارسی کی تعلیم کی تکمیل کی۔

1378ھ/1959ء میں درس نظامی کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی، آپ کے مشاہیر اساتذہ کرام میں ملک العلما علامہ محمد ظفر الدین بہاری، مولانا مطیع الرحمن، مولانا محمد احسان علی رضوی مظفر پوری، مولانا مقبول احمد صدیقی، مولانا مقبول احمد خان، مولانا فیض الرحمن اور مولانا عبد الحفیظ قادری رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے آپ نے مولوی، عالم اور فاضل کے امتحانات پاس کئے، درس نظامی کی تکمیل کے بعد بہار یونیورسٹی مظفر پور سے میٹرک سے ایم اے فارسی کے

امتحانات پاس کیے اور یہاں ہی سے حضرت سیدنا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ کے حیات وخدمات کے حوالے سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔

2/رجب المرجب 1379ھ/یکم جنوری 1960ء تا 1382ھ/1962ء مدرسہ نعیمیہ چھپرہ میں تدریسی خدمات سر انجام دیں، 1382ھ/1962ء تا 1384ھ/1964ء جامع العلوم جلال پور سیوان میں صدر مدرس کی حیثیت سے تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔

رمضان المبارک 1384ھ/جنوری 1965ء سے دم آخریں تک غوث الورٰی عربی کالج علی گنج سیوان میں پرنسپل اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

1370ھ/1951ء میں آپ جب بریلی شریف پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے تو وہیں حضور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہو گئے۔

23/رجب المرجب 1394ھ/12/اگست 1974ء میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمادیا۔

1379ھ/1960ء میں آپ کا عقد مسنون ہوا اور ازدواجی کا آغاز ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دختر نیک اختر اور ایک فرزند ارجمند سے نوازا، آپ کی دختر نیک اختر کا نام راشدہ خاتون اور فرزند ارجمند کا نام محمد نقیب الغوث ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ہمیشہ شاد وآباد رکھے اور ان کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، آمین۔

1372ھ/1983ء میں آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا، حج بیت اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت سے مشرف ہوئے، حرمین شریفین کے دیگر مقدس مقامات کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

علامہ شبیہ القادری رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ نے درس وتدریس، وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس سے بھی گہرا تعلق رکھا اس پر آپ کی درج ذیل ایک درجن سے زائد کتابیں شاہد وناطق ہیں:

(1) الدراسۃ العربیہ (2) اصول حدیث (3) لمعات حدیث (4) تراجم کلام اللہ کا تقابلی جائزہ (5) اس کو یاد کرلو (6) عربی بولو (7) فسادی کون (8) دفاعی مورچہ (9) سید نور (نعتیہ مجموعہ) (10) ایک تقریر (11) خلاصہ النحو (12) میزان عدل (13) ترجمہ، الدرالثمین (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب)

آپ کی تمام کتابوں کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے اور ان میں سے اکثر درسیات میں بھی شامل ہیں، مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا حسنِ عقیدت دیدنی تھا، ان کی شان میں آپ کی منقبت کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے ؎

ہمیں حسن عمل بس مفتی اعظم پسند آیا
انہی میں انما یخشی کا بھی عالم پسند آیا

آپ کا حلقۂ اثر بہت وسیع ہے، آپ کے مشاہیر خلفا وتلامذہ میں مولانا علاء الدین رضوی، مولانا ابوالحسن، مولانا سہیل احمد قادری، مولانا ملک الظفر سہسرامی، مولانا وصی الحق رضوی، مولانا عزیز الرحمٰن، پروفیسر محمد اسلم، مولانا محمد شمشاد علی غوثی، مولانا عبدالباری اور مولانا رضاء المصطفیٰ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

علامہ شبیہ القادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے ہم اپنے ایک عظیم قائد ورہنما، مسلک رضا کے بے باک ترجمان، عالم باعمل اور مصنف تصانیف کثیرہ سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئے ہیں، ان کی رحلت سے ہمارا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے، ان کی وفات حسرت آیات پر آج سبھی سنجیدہ اہل علم وقلم نہایت رنجیدہ ہیں، آہ!

آتی رہے گی ترے انفاس کی خوشبو
گلشن تری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ ◆◆◆

(از: مولانا فیضان الرحمن سبحانی واجدی*

حضرت معمار ملت
دارالعلوم حمیدیہ کے روشن چراغ

شمالی بہار کا خطہ تہذیب وتمدن تعلیم وتعلم کے معاملہ میں ہمیشہ سے نمایاں رہا ہے، اس خطہ میں جس قدر علما، صلحا، ادبا کی بہتات نظر آتی ہے وہ دوسرے خطہ میں کثرت کے ساتھ نظر نہیں آتی ہے، صرف ترہت کے مضافات میں جو لعل و گہر موجود ہیں ان کو سمیٹتے ہوئے مشہور مؤرخ اور دربھنگہ راج کے اعلیٰ منصب پر فائز منشی بہاری لعل فطرت نے مشہور زمانہ تصنیف تواریخ الفطرت میں اور مرزا زبیر الدین گورکان نے موج سلطانی میں اور جناب الیاس رحمانی نے دربھنگہ عہد اسلامیہ میں جن جواہر پاروں کا ذکر کیا ہے وہ اس خطہ کے سنہرے ابواب کو اجاگر کرتا ہے۔

چوں کہ میرے مضمون میں حضرت معمار ملت حضرت علامہ مولانا مطلوب عالم المتخلص بہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات کو دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ کے زرین ادوار کے تذکرہ کے ساتھ ان بیان کرنا ہے لہٰذا بغیر کسی لمبی تمہید کے میں قارئین پر بوجھ بنتے ہوئے اس عظیم علمی قلعہ کی مختصر تاریخ اور اس کے جواہر پارے کو بھی ذکر کر دوں تاکہ اس دارالعلوم کی تاریخ ساز خدمات سے قارئین واقف ہوسکیں۔

سلطنت عثمانیہ کے آخری چشم و چراغ والی ترک خلیفۃ المسلمین شاہ عبدالحمید کو جب چوطرفہ مزاحمت اور یلغار کا سامنا کرنا پڑا تب انہوں نے پڑوسی ملکوں سے معاونت کی اپیل کی جس پر لبیک کہتے ہوئے ہندوستان میں ملک گیر پیمانہ پر علمائے اہل سنت نے اس مہم پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس تحریک کا ساتھ دیا اور فتح ونصرت کی دعا فرماتے رہے، اس تحریک کو بہار کے اندر بڑا فروغ ملا اور قرب سیوان ہی کے رہنے والے حضرت علامہ ومولانا حسن علی چھپراوی علیہ الرحمہ نے عوام المسلمین سے بڑھ چڑھ کر تعاون کی اپیل کی، بڑے پیمانے پر وصولیابی ہوئی، وصول شدہ آمدات کی پہلی قسط والی ترک کی معاونت کے لئے ارسال کر دیا گیا، لیکن دوسری قسط کو ارسال کرنے کا موقعہ نہ مل سکا کہ خبر آگئی کہ جنگ رُک چکی ہے۔

حضرت علامہ حسن علی چھپراوی علیہ الرحمہ نے اصحاب الرائے کے مشورہ پر وصول شدہ رقم سے دربھنگہ شہر کے وسط میں والئ ترک سلطان شاہ عبدالحمید کے نام سے موسوم ایک عظیم الشان اور فقید المثال علمی قلعہ بنام دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ کی داغ بیل ۱۸۸۲ء میں علمائے اہل سنت کی نگرانی میں ڈالی اور اس علمی قلعہ میں علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہرین اساتذہ کی خدمت لی جس سے پورے بہار ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے اکثر خطہ سے تشنگانِ علوم دینیہ کا ہجوم یہاں آکر اپنی پیاس بجھانے لگا، اس وقت جن اساتذہ کی خدمت لی گئی ان میں مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے لائق و فائق باصلاحیت مدرس حضرت علامہ ابو سعید محمد عبدالحمید صاحب راجوی علیہ الرحمہ اور سرائے میر کے رہنے والے حضرت علامہ قمر اعظمی رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔

دونوں حضرات نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک دارالعلوم کی خدمت کی اور بعد وصال شاہی جامع مسجد قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں بیرونی داخلی دروازہ کے دکھن جانب ایک چہاردیواری میں محو آرام ہیں) اس دور میں ایک معروف حافظ وقاری کی حیثیت سے حافظ سہیل احمد خاں بھی خدمت انجام دیا کرتے تھے، جن کی قبر شاہی قبرستان قلعہ گھاٹ میں شاہی جامع مسجد کے اتری جانب میں تھی جسے فقیر راقم الحروف نے دیکھی ہوئی ہے۔

* مضمون نگار خانقاہِ واجدیہ وجامعہ واجدیہ، دربھنگہ کے سجادہ نشین ہیں۔

رفتہ رفتہ دارالعلوم کی تعلیم وتربیت کا شہرا عام ہوتا گیا اور اس کے ترقیاتی منازل طے ہوتے رہے، طلبہ کی کثرت کے سبب تعمیراتی مراحل بھی عروج کی جانب رواں دواں تھے، ۱۹۲۵ء میں اس دارالعلوم کا الحاق بہار مدرسہ اکزامنیشن بورڈ سے ہوا اور ۱۹۲۸ء میں پندرہ کمروں پر مشتمل ایک عظیم الشان عمارت بہ تعاون سید مطیع الرحمن بیرسٹر اور مولوی محمد شفیع بیرسٹر معرض وجود میں آ گئی، یہ مولوی محمد شفیع بیرسٹر وہ ذات ہے جن کے عزائم اور قوم میں تعلیم عصری ودینی کو فروغ دینے کے حوصلے کے نتیجہ میں بہار کے اندر دجنوں اسکولوں اور مدرسوں کا وجود عمل میں آیا جن میں دربھنگہ کا مشہور اسکول شفیع مسلم ہائی اسکول بھی ہے۔ ۱۹۳۴ء کے دل سوز زلزلہ سے دارالعلوم کی عمارت پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا لیکن ۱۹۸۸ء کے زلزلہ سے مذکورہ عمارت مکمل طور پر زمین بوس ہو گئی، جس میں اس وقت کے صدر المدرسین حضرت مولانا سید محب رسول اور ان کے دو صاحب زادے سمیت کئی طلبہ اور محلہ کے لوگ شہید ہو گئے، ۱۹۹۰ء میں حکومت ہند کے مشترکہ تعاون سے ایک مستحکم عمارت پھر وجود میں آئی جو ہنوز دعوت نظارہ دے رہی ہے۔

دارالعلوم کے مختلف ادوار میں مختلف حضرات نے دارالعلوم کے منصب صدارت ونظامت پر متمکن رہ کر اپنے اپنے فرائض کو بحسن وخوبی انجام دیا، جن میں سب سے پہلے صدر مدرس اور سب سے پہلے منتظم کی حیثیت سے حضرت علامہ ابوالخیر ابوسعید محمد عبدالحمید صاحب راجوی رہے، کچھ لوگوں میں غلط طریقے سے یہ مشہور ہوا کہ دارالعلوم کے نام کے ساتھ حمیدیہ حضرت ہی کے نام کے سبب جوڑا گیا ہے جو کہ حقیت کے برعکس ہے، ان کے بعد اور بھی کئی حضرات نے یہاں کے کمان کو سنبھالا لیکن جن کے اسماء یہاں کے دستاویز میں آئے ہیں بحیثیت صدر مدرس یا کارگزار صدر مدرس وہ اس طرح ہیں:

مولانا مقبول احمد صاحب، چندن پٹی، مولانا مقبول احمد صاحب شکری (یہ دونوں حضرات نے دارالعلوم سے نظامیہ کی تکمیل فرمائی اور یک بعد دیگر یہیں مسند تدریس پر فائز ہوئے، بعدہ مولانا محمد نعمان صاحب، حضرت مولانا محمد عیسیٰ قادری چشتی ۱۹۳۴ء فاضل منظر اسلام بریلی شریف مسند تدریسی پر فائز ہوئے، بعدہ مولانا مقبول احمد صدیقی بردی پور، مولانا مقبول احمد خان گورا، فقیر راقم الحروف کے والد عزیز مفتی عبدالواجد قادری دربھنگہ، مفتی محبوب رضا روشن القادری پوکھریرا، مولانا عبداللہ بیل پکونا، مولانا نثار احمد صاحب سیدھولی، مولانا سید امیر الحسن شاہ سلطان پور، الحاج حافظ اجمیری صاحب دربھنگہ اور حالیہ میں انچارج پرنسپل حافظ نیاز احمد نوری، دربھنگہ ہیں۔

دارالعلوم ہذا میں بحال ہونے والے اکثر اساتذہ نے یہیں سے تکمیل تعلیم فرمائی جن کا ذکر سطور بالا میں گزرا، یا ایسا بھی ہوا کہ چند درجات یا کتب کو اس دارالعلوم میں پڑھا اور تکمیل کہیں اور سے کی، البتہ آسمان علم وفضل کے سینکڑوں ماہ ونجوم نے اسی دارالعلوم میں اپنی تشنگی علم کو بجھایا ہے سبھی کا نام درج کرنا تو بہت دشوار ہے البتہ چند نام یہ ہیں: حضرت امین شریعت اوّل مفتی رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور، حضرت علامہ نعیم الدین صاحب شیخ الحدیث مدرسہ سجانیہ الہ آباد، علامہ عبدالعلیم آسی دربھنگوی، علامہ سید الزماں حمدوی پوکھریروی، علامہ شمیم الرحمن پوکھریروی، آفتاب طریقت حضرت سید شاہ نور علی نقشبندی خانقاہِ سمرقندیہ دربھنگہ، حضرت مولانا شاہ نظام الدین صاحب بلیاوی ثم الہ آبادی، حضرت مولانا محمد عیسیٰ قادری چشتی حیات پور، دربھنگہ۔

دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ کے اندر ایک عظیم الشان لائبریری بھی موجود تھی جس میں صرف مخطوطہ کی تعداد اندازہ کے مطابق پانچ سو سے زائد رہی ہو گی اور مطبوعہ کتابوں کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی، فقیر راقم الحروف کے والد گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالواجد قادری علیہ الرحمہ ۱۹۷۴ء میں دارالعلوم میں بحیثیت صدر مفتی بحال ہوئے تو اس وقت کا دیکھا حال اس فقیر کو بتایا کہ یہاں کی لائبریری پورے بہار کی عظیم لائبریریوں میں سے ایک تھی، خدا بخش لائبریری میں بہت ساری ایسی نادر کتابیں موجود نہیں تھیں جو یہاں موجود تھیں، بلکہ یہاں کے قدیم استذہ نے قدیم ترین تراث کی کتابوں کو محفوظ کرنے کے لئے ایک مشن کے تحت ان کتابوں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی لکھا جو درجنوں کی تعداد میں بشکل مخطوطہ موجود تھیں،

معمار ملت پر ضمیمہ

لیکن ابھی کی صورت حال یہ ہے کہ اس میں ایک بھی مخطوطہ محفوظ نہیں ہے اور مطبوعات کی تعداد پانچ سو سے زائد نہیں ہے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں کے قدیم منتظمین نے اس بیش قیمتی دولت کی طرف تھوڑی بھی توجہ نہیں دی۔

دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ کی سرسری تاریخ کے بعد حضرت معمار ملت حضرت علامہ مولانا محمد مطلوب عالم المعروف بہ شبیہ القادری پوکھر یروی ثم سیوانی کا جو تعلق دارالعلوم سے رہا ہے وہ قابل ذکر ہے، حضرت نے اگرچہ ابتدائی تعلیم اور چند دیگر درجات نظامیہ کو مدرسہ نورالہدیٰ پوکھر یرا شریف میں حضرت علامہ شاہ حافظ حمیدالرحمن صاحب قادری رحمانی علیہ الرحمہ اور دیگر اساتذہ سے اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں رہ کر حضور مفسر اعظم ہند، حضور بحرالعلوم سید افضل حسین مونگیری وغیرہما سے پڑھا لیکن تکمیلِ درس نظامیہ اسی دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ سے کیا، حضرت کے سوانح نگار کی مانیں تو ۱۹۵۹ء میں ان کی فراغت دارالعلوم سے ہوئی، اگر وہ مبنی برحقیقت ہے تو ریکارڈ کے مطابق بہت سارے اکابر علما و فضلا اس وقت وہاں تعلیم حاصل کر رہے تھے مثلاً علامہ عبدالعظیم فانی پیغمبر پوری، علامہ محمد یٰسین شاکر پورنوی، علامہ عبدالعزیز روتہٹ وغیرہم، جب کہ کہیں ۱۹۵۳ء کا بھی ریکارڈ درج ہے جو کہ حضرت معمار ملت کے مضمون سے پتہ چلتا ہے۔

اور جن اساتذہ سے حضرت معمار ملت علیہ الرحمہ اکتساب علم فرما رہے تھے ان میں حضرت علامہ عبدالحفیظ، حضرت علامہ ناظم صاحب، حضرت علامہ مقبول احمد صدیقی، حضرت علامہ محمد فیض الرحمن، حضرت علامہ محمد نعمان صاحب، حضرت مولانا بدر عالم صاحب، حضرت حافظ محمد مظہر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خاص طور پر قابل ذکر ہیں، انہی اساتذہ کے زیر نگرانی رہ کر علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔

دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ اپنی بنیاد ہی سے مسلک اہل سنت حنفی المذہب کے طریق پر گامزن رہا ہے، لیکن جب سے بہار کی سرزمین پر گلابی سنیت کا اثر تیز ہونے لگا اس کے اثرات ہر مدرسہ اور دینی اداروں پر پڑنے لگا، خانقاہِ مجیبیہ جو کہ مسلک اہل سنت کا زمانۂ قدیم سے علمبردار رہی ہے اور صوفیانہ نظام کے طور طریقے پر گامزن رہی ہے وہ بھی بدمذہبوں کے دام تزویر میں پھنس کر ان کے عقائد و نظریات پر چشم پوشی کرتی رہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خانقاہِ مجیبیہ پھلواری شریف کے جہاں جہاں اثرات تھے وہاں گلابی سنیت کی فضا ہموار ہونے لگی۔

دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ پر بھی ایک زمانہ تک خانقاہِ مجیبیہ کا اثر رہا بلکہ اس کی نگرانی میں یہ چلتا رہا اور اسی کے ہمنوا اور خیر خواہ علما کی بحالی بھی ہوتی رہی اور چند عرصہ تک مخلوط مکتبۂ فکر کے طلبہ وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے، حضرت معمار ملت علیہ الرحمہ کے دور میں اس گلابی پن کے اثرات عروج پر تھے بایں ہمہ حضرت معمار ملت نے کبھی بھی اپنے عقائد و نظریات پر بال نہ آنے دیا، بلکہ ببانگِ دُہل عقائد خبیثہ کے حاملین طلبہ کے ساتھ علمی مباحثہ و مناظرہ کرتے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو اجاگر کرتے اور اس بنا پر انہوں نے دارالعلوم میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی اور اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اسی مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت کرتے رہے۔

دارالعلوم کے دوران قیام جن اساتذہ سے حضرت معمار ملت نے تعلیم حاصل کی وہ سبھی مسلک اہل سنت کے ہی علمبردار رہے ہیں ان میں چند حضرات خانقاہِ مجیبیہ سے منسلک ہونے کے باوجود بھی انحراف از عقائد اہل سنت نہ کیا، ہاں کچھ نرمی کا گوشہ ضرور اختیار کیا، حضرت علامہ مقبول احمد صدیق بردی پوری علیہ الرحمہ کی خاص شفقت و محبت حضرت معمار ملت پر رہا کرتی تھی، اس وجہ سے دارالعلوم کے طلبہ کے لیڈر کی حیثیت سے رہتے بلکہ طلبہ کی بزم کے سکریٹری بھی منتخب ہوئے، اس تعلق سے حضرت معمار ملت کی ایک تحریر کو یہاں پیش کرنا مناسب ہوگا تا کہ ان کے تصلب فی الدین کا گوشہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے:

"غالباً ۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ میں مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ ضلع دربھنگہ میں مشکوۃ شریف، قطبی، ہدیہ سعیدیہ وغیرہ پڑھ رہا تھا اور خالص بریلوی مسلک کے لڑکوں میں اپنے عقیدے

کے اعتبار سے سب سے زیادہ متحرک میں ہی تھا اور اپنے مسلک کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ لوگوں سے مناظرہ ومباحثہ کرنے میں بھی پیش پیش رہتا تھا، وہاں کے طلبہ کی ایک انجمن تھی جس کا نام "حديقة البيان" تھا، اس حدیقۃ البیان کو حضرت علامہ مولانا شاہ نظام الدین شاہ قبلہ بلیاوی ثم الہ آبادی وغیرہ نے اپنے طالب علمی کے دور میں مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں قائم کیا تھا، ہمارے زمانے میں طلبہ کی رائے عامہ سے اس کے صدر اور سکریٹری کا انتخاب عمل میں آتا تھا، اس سال اِس کا سکریٹری میں ہو گیا اور اس کا صدر ایک دیوبندی طالب علم۔

اب ظاہر ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے وہ دیوبندی زدہ رسالے اور ماہ نامے منگوانا چاہتا تھا اور میں سنیت کے ترجمان کو، مگر اساتذہ کی ہمنوائی ہم کو حاصل تھی، اس لئے اس کی ساری آرزوئیں اور تمنائیں خاکستر ہو جاتی تھیں اور میں ہندوستان کی ساری چوحدی کو اپنی آنکھوں میں لئے سراپا انتظار تھا کہ کوئی آواز دے کہ فلاں جگہ سے اپنے مسلک و عقیدہ کا ترجمان رسالہ بھی نکل رہا ہے، آستانۂ دہلی تھا بھی تو آدھا اِدھر آدھا اُدھر کی منزل میں، جو اس انجمن میں پہلے ہی سے آتا تھا، ایسی حالت میں میرے مسلکی یاس وسوز کا عالم مت پوچھئے، میری ہر آنے والی صبح کا آفتاب اسی امید میں طلوع ہوتا تھا کہ اب کسی نکلنے والے پرچہ کا پتہ چل جائے گا کہ اچانک ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میرے استاذ معظم شیخ الحدیث (مدرسہ حمیدیہ) قلعہ گھاٹ دربھنگہ حضرت مولانا مقبول احمد صدیقی مدظلہ العالی نے بلوایا اور "ماہنامہ پاسبان" الہ آباد کی دس کاپیاں دیتے ہوئے فرمایا کہ لو اور اس کے خریدار بنوا کر بھیج دو میں پرچے لے کر ٹائٹل پیج اور اندرون اوراق الٹ پلٹ کر یہ پتہ لگانے لگا کہ کس مسلک وعقیدہ کے پرچے ہیں؟ ویسے حضرت کا مجھے بلوا کر دینا ہی اس بات کا پتہ دے رہا تھا کہ یہ پرچے مسلک بریلوی کے ترجمان ہیں، تاہم اطمینان خاطر کے لئے دیکھ رہا تھا کہ حضرت میرے مزاج کو سمجھ گئے اور فرمایا کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ جس کی تم کو طلب تھی وہی ہے، میں نے دبی زبان میں عرض کیا، حضرت آپ مشاق احمد صاحب نظامی کو جانتے ہیں؟ فرمایا جانتا تو نہیں ہوں مگر مولانا نظام الدین بلیاوی ہمارے شاگردوں میں ہیں ان کے شاگرد معلوم ہوتے ہیں، جب ہی تو میرے نام پرچے آئے ہیں ورنہ الہ باد میں مجھے کون جانتا ہے، اتنا سنتے ہی کیف وخوشی کا عالم مجھ پر طاری ہو گیا اور بے ساختہ نظامی صاحب کے لئے میری زبان سے حافظ کا یہ شعر نکل پڑا۔

حماك الله عن شر النوائب
جزاك الله في الدارين خيرا

(ماخوذ ماہنامہ پاسبان الہ باد شمارہ نومبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۳۳-۳۴)

ماہنامہ پاسبان الہ باد میں حضرت معمار ملت نے علامہ مشاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے تعلق سے کافی عمدہ اور آنکھوں دیکھے احوال کو ذکر فرمایا، جس میں انہوں نے دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ میں رہتے ہوئے اپنے تصلب دینی اور پیروئ مسلک اعلیٰ حضرت کا کھل کر اظہار فرمایا، اس دارالعلوم کے گلابی ماحول ٹی ٹی ایس ماحول میں تبدیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور بحمد اللہ اس کا اثر اب دیکھا جا سکتا ہے کہ دارالعلوم ہذا میں جو گلابیت اس وقت رہی ہو گی اب تقریباً ناپید نظر آتی ہے۔

حضرت معمار ملت کی شخصیت جہاں ایک طرف تعلیم وتعلم کی طرف منہمک تھی وہیں آپ تنظیمی امور میں بھی بہت کارآمد ثابت ہوئے ہیں، سیوان کی سرزمین پر غوث الوریٰ عربک کالج کی بنیاد اس کی زندہ مثال ہے اور اس کے علاوہ درجنوں مدارس اور مساجد ان کے زیر نگرانی یا سرپرستی رہے ہیں، مرکزی ادارۂ شرعیہ بہار کے بانی وسربراہ اعلیٰ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ جب بھی ریاستی کاؤنسل کی میٹنگ طلب فرماتے تو اس میں اکثر معمار ملت کی شرکت ہوتی، حضرت معمار ملت کو فقیر راقم الحروف کے والد گرامی حضرت امین شریعت مفتی عبد الواجد قادری علیہ الرحمہ سے بہت ہی زیادہ انسیت اور عقیدت تھی، بہت ادب واحترام کے ساتھ پیش آتے، ایک دو بار فقیر کی ملاقات بھی آپ سے

ادارۂ شرعیہ کی میٹنگ میں ہوئی۔

۱۱/اپریل ۱۹۹۴ء کو جب مرکزی ادارہ شرعیہ بہار کا تیسرا ریاستی اجلاس علامہ علیہ الرحمہ نے بلوایا اور اجلاس زیر صدارت استاذ العلما خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب علیہ الرحمہ منعقد ہوئی اور تقریباً سو سے زائد مقتدر علما دانشوران کی شرکت ہوئی جن میں حضرت معمار ملت نے بھی شرکت فرمائی، آپ کی حسن کارکردگی اور انتظامی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے علامہ علیہ الرحمہ کے ایما پر اور شرکاء اجلاس نے آپ کو مرکزی ادارۂ شرعیہ بہار کے نائب صدر کے منصب پر بحال کیا، جسے آپ حتی المقدور نبھانے کی کوشش فرماتے رہے۔

ایک بار غوث الوریٰ عربک کالج میں ایک اجلاس عام ہوا اور دار القضا کے علاوہ وہاں کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا گیا، جس میں مولانا وسیم رضوی کافی متحرک نظر آئے اور وہاں کے مسائل کے حل پر غور کیا گیا، حضرت معمار ملت ان دونوں صاحب فراش تھے، ہم سب نے ارادہ کیا کہ پہلے حضرت امین شریعت ثانی حضرت علامہ مفتی انیس عالم سیوانی علیہ ارحمہ کے مزار پاک کی حاضری کے بعد حضرت کی رہائیش گاہ پر جائیں گے، حسب پروگرام ہم سب حضرت کی رہائش گاہ حاضر ہوئے جہاں حضرت کے نور نظر جناب محمد نقیب الغوث نے ہم سب کا والہانہ استقبال کی، ہم نے حضرت کی مزاج پُرسی کی اور حضرت کی صحت کے لئے دعا گو ہوئے، فقیر راقم الحروف کی وہ آخری ملاقات تھی۔

حضرت معمار ملت ہم سب کے لئے نمونۂ اسلاف تھے اور قابل بھی! اللہ رب العزت انھیں جنت الفردوس میں محبوب مکرم سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوار رحمت نصیب فرمائے، ان کے جملہ پسماندگان اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین آمین بجاہ سید المرسین علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ واذکی التسلیم۔

◆◆◆

معمار ملت مسلک اعلیٰ حضرت کے بیباک مبلغ

مولانا محمد رضا رحمانی

اس عالم دین پر قلم کیا لکھے جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ گستاخ رسول کی سرکوبی اور مسلک رضا کی ترویج میں گزرا ہو، وہ جہاں گئے کسی بھی حال میں بدعقیدوں سے سمجھوتہ کا تصور تو دور کی بات ہے بلکہ اس کی تضلیل کرنے پر فخر محسوس کرتے تھے اور یہ عمل ان کی پہچان بن گیا تھا، ہمارے والد گرامی حضور محبوب الاولیا سے محبت فرماتے تھے، سرکار مجبی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت محبت کا اندازہ آپ کے اس رسالہ سے لگایا جاسکتا ہے جو بنام، حضرت مجبی رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ حیات کا نقش اوّل جو 1984ء میں شائع ہوا تھا۔

اللہ کریم حضرت معمار ملت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور مدیر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کو جزائے خیر عطا فرمائے جو معمار ملت کی حیات وخدمات پر رسالہ کا خصوصی ضمیمہ شائع کر رہے ہیں۔ دعا گو: فقیر رضوی محمد رضا رحمانی

خادم آستانہ سرکار مجبی، پوکھریرا شریف

معمار ملت کی رحلت کا غم برسوں ستائے گا

مولانا ابوالحسن مصباحی رضوی

معمار ملت کے وصل کی خبر وحشت اثر سن کر دل پژمردہ ہو گیا، آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردار تھے، اپنے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم ہند کے سچے پکے شیدائی وفدائی تھے، آپ کے قائم کردہ دینی وعلمی ادارے مدرسہ محی العلوم شکل ٹولی، غوث الوری عربک کالج مخدوم سرائے اور آسی جامع مسجد آپ کی علمی اور دینی خدمات کی ادگار ہیں، آپ نے سیوان اور اطراف وجوانب میں دین وسنیت کی بےلوث خدمات انجام دی ہیں، یہی وجہ ہے کہ پورا علاقہ آپ کو ہر دل عزیز رکھتا تھا، آپ کی دینی خدمات کو قدر کی نگاہوں دیکھتا تھا، آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت ایک ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوگئی ہے، مولیٰ تعالیٰ انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ سوگوار: فقیر محمد ابوالحسن رضوی

ناظم اعلیٰ مدرسہ نوریہ حدیثیہ، مہولی، سارن

معمار ملت پر ضمیمہ

حضرت علامہ شبیہ القادری ! حیات وخدمات

(از: مولانا محمد رضا امجدی *)

علاقہ ترہت کمشنری بہار کا ایک مردم خیز علاقہ ہے، جہاں علم وفن کی نابغۂ روزگار شخصیات منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں ہیں اور دین متین کی ایسی خدمات انجام دیں ہیں جسے دنیا سنہرے حروف سے لکھے گی ، اسی علاقہ ترہت میں ایک تاریخی قصبہ پوکھریرا شریف ہے، پوکھریرا اپنی تاریخی قدامت اور علمی جاہ وجلال اور شان دار روایات کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام رکھتا ہے، جس کے روشن وتابناک ذرے علم وفضل کی دنیاں میں آفتاب و ماہ تاب کی طرح روشن وتاباں رہے ہیں، جس کی ضیابار کرنوں سے صرف علاقہ ترہت ہی نہیں بلکہ پورا بہار فیض یاب ہوا ہے۔

اس ذرخیز خاک سے اٹھنے والے علما وفضلا نے اتری بہار کا رشتہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے مضبوط و مستحکم کیا ہے، جس سے بہت حد تک بریلی شریف کی عقیدت ومحبت میں اضافہ ہوا ہے، اگر پوکھریرا شریف کا تذکرہ ہوا ان ستودہ صفات نفوس کے اسما شامل نہ ہوں تو پوکھریرا کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی، فخر المحدثین شیخ العلماء آفتاب بہار حضرت مولانا عبد الرحمن المعروف سرکار مجبی علیہ الرحمہ، غزالی دوراں حضرت مولانا حکیم عطا الرحمن علیہ الرحمہ، فخر العلماء حضرت مولانا ولی الرحمن علیہ الرحمہ، سعدی زماں حضرت مولانا مطیع الرحمن علیہ الرحمہ، جیسی عبقری شخصیات پوکھریرا کے افق پر نمودار ہوکر رشد وہدایت کا وہ فریضہ انجام دیا ہے جسے آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

اسی مردم خیز قصبہ میں ممدوح مکرم حضور معمار ملت حضرت مولانا شبیہ القادری علیہ الرحمہ کا آبائی وطن ہے، آپ کی ولادت باسعادت ۱۵/ جولائی ۱۹۳۸ء بروز دوشنبہ بوقت پانچ بجے صبح اپنے نانیہال موضع کٹائی میں ہوئی، متمول گھرانے سے تعلق کی بنا پر نگہ داشت و پرداخت ناز ونعم کے ساتھ ہوئی۔

تقریباً پانچ سال کی عمر میں نانا جان منشی عبد الحمید مرحوم و مغفور کے دولت کدہ پر رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی، جب نوشت و خواند کی عمر کو پہنچے تو والد گرامی محمد منظور عالم صاحب کی ایما پر مخلص اساتذہ کی نگاہ داشت میں تعلیم و تعلم کے مراحل کو مکمل کیا اور دار العلوم حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ سے سند دستار وفضیلت سے نوازے گئے، آپ نے مدرسہ ایجوکیشنل بورڈ پٹنہ سے فاضل کی سند حاصل کی، تارک السلطنت حضرت سیدنا مخدوش اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان کی ہمہ گیر شخصیت پر پی، ایچ، ڈی کی ڈگری بہار یونیورسیٹی مظفر پور سے حاصل کی۔

تعلیمی خدمات

اسلامی علوم وفنون کے مروجہ نصاب درس کی تکمیل کے بعد زندگی کے باب کا ایک نیا دور شروع ہوا، علم وفضل کے اس کوہ گراں نے اپنی تعلیمی خدمات کا آغاز مدرسہ نعیمیہ چھپرہ سے کیا، پھر جامع العلوم جلال پور سیوان میں صدر مدرس کے باوقار عہدے پر رہے، جنوری ۱۹۶۵ء میں غوث الوریٰ عربی کالج علی گنج سیوان میں شیخ الحدیث و پرنسپل کے باوقار عہدے پر فائز المرام ہوئے تو پھر وہیں کے ہوکر رہ گئے، کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ نے سب کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کیا اور نئے امنگوں اور حوصلوں کے ساتھ میدان عمل اپنے اخلاق ومحاسن کے ذریعے سنگلاخ زمین کو سبزہ زار بنایا، سلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت میں کلیدی رول ادا کیا، آج سیوان اور اطراف وجوانب میں مسلک اعلی حضرت کی جو بہاریں نظر آرہی ہے اس میں بہت حد تک آپ کی کدوکاوش کا ثمرہ ہے، غوث الوریٰ عربی کالج کو انھوں نے اپنا خون جگر دیکر سینچا اور پروان چڑھایا ہے۔

آپ کی کوشش سے درس نظامی شروع ہوا، عربی وفارسی کے متعدد درجات قائم ہوئے اور دیکھتے دیکھتے ادارہ عروج وارتقا کے منازل کو طے کرتے ہوئے علم وادب کی دنیا میں ایک مقام خاص حاصل کرلیا، آج غوث الوریٰ عربی کالج کی ایک خاص شناخت ہے اور اس کی پہچان حضرت شبیہ القادری علیہ الرحمہ کے

* مضمون نگار رضوی دار العلوم موتیہاری چمپارن بہار کے پرنسپل ہیں۔

نام کے ساتھ جوڑی ہوئی ہے، انھوں نے اس ادارہ کے لئے اپنی زیست کا بیشتر حصہ تقریباً نصف صدی سے زائد خرچ کیا ہے، وہ جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، فقہ، حدیث، تفسیر، عربی ادب، عروض معانی، کے علاوہ شعروشاعری میں انھیں ید طولیٰ حاصل تھا، عقائد وکلام کے مشکل مسائل، فقہ کی گتھیاں ہوں یا حدیث وقرآن کی تعبیر وتفسیر یا شعروادب کی باریکیاں ہوں وہ ان سب مقامات کی افہام وتفہیم سے اس طرح عہدہ برآ ہوتے کہ ان فنون میں درک رکھنے والے افراد واشخاص بھی حیرت واستعجاب میں پڑ جاتے تھے، طرز کلام سنجیدہ متین اور پروقار ہوتا تھا۔

مسائل ومباحث کی تشریح وتعبیر اوراعتراضات کے جوابات اتنے کافی وشافی ہوتے کہ ہرایک آدمی مطمئن ہوجاتا تھا، ذہن کے کسی گوشے میں شک وریب کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا تھا، تبحرعلمی کے ساتھ اخلاق ومحاسن کے دھنی تھے، خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتے، بات چیت متانت وسنجیدگی کے ساتھ فرماتے تھے، پہلی دفعہ عرس رضوی شریف کے موقع پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا، حضرت مفتی محمد عبیدالرحمن صاحب مظفر پوری بریلی شریف میں چنگی دفتر والی مسجد میں رہتے ہیں، اسی وجہ سے عموماً مظفر پور اوراس کے اطراف وجوانب کے احباب میں سے اکثر عرس رضوی شریف کے موقع پر اسی مسجد میں قیام کرتے ہیں، میں بھی وہیں ٹہرا ہوا تھا، جس اتفاق حضور معمار ملت علیہ الرحمہ بھی اسی مسجد میں قیام کئے ہوئے تھے، حضرت مفتی احسن رضوی شاہزادہ حضور شیر بہار علیہ الرحمہ نے میرا تعارف کرایا، کافی دیر تک بات ہوتی رہی، ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازتے رہے، اس کے بعد کئی مواقع پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

تصنیف وتالیف

حضور معمار ملت علیہ الرحمہ نے درسیات وغیر درسیات کے مضوعات پر درجن بھر سے زائد کتابیں تصنیف کیں ہیں، اسلوب طرز ادا کے لحاظ سے تمام تصانیف علم وادب کی بہترین شاہکار ہیں جو مصنف علیہ الرحمہ کے قلم کی پختگی اور مخصوص انداز تحریر کی علامت وپہچان ہے، اہم سے اہم دینی مسائل یا علمی مباحث ہوں ہر جگہ انتہائی سلاست وروانی کے ساتھ اشہب قلم رواں دواں رہتا ہے، تکلف وتصنع سے عبارت منزہ وپاک ہوتی ہے۔

عام فہم الفاظ، مختصر، دل نشیں جملوں اور متین وسنجیدہ لب ولہجہ کے ذریعہ قاری کے ذہن کو مسائل کی گہرائی وگیرائی تک پہنچا دیتے ہیں، سہل وآسان انداز تحریر سے ترسیل وابلاغ کا بھرپور کام لیتے ہیں، مؤثر لب ولہجہ اور صاف وشستہ زبان، اسلوب نگارش نہایت ہی درجہ پاکیزہ اورجاذب نظر، لفظوں اور جملوں کی بازی گری کے بجائے سادہ اور پرتاثیر انداز بیان اختیار فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری میں تمام کتابیں منظر عام پر آنے کے بعد قارئین سے بھرپور داد وتحسین حاصل کرچکی ہیں، کئی کتابیں تو درسیات میں داخل نصاب ہیں، جس سے مصنف کی مقبولیت کا اندازہ قائم کرسکتے ہیں۔

اجازت وخلافت

آپ نے حضور مفتی اعظم ہند جیسی عبقری ونابغہ روزگار شخصیت کے دست حق پرست پر ۲۳؍رجب المرجب ۱۳۹۴ھ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کی اور انھیں سے اجازت وخلافت بھی پائی، یہ وہ خانوادہ ہے جو معرفت وسلوک اور شریعت وطریقت کے لیے علم وعمل کو لازم قرار دیتا ہے کی پابندی پر خوب خوب زور دیتا ہے، شائد یہی وجہ ہے کہ معمار ملت نے اعمال صوفیانہ کے لئے خانقاہ وگوشۂ عزلت کا انتخاب نہیں کیا بلکہ میدان عمل میں رہ کر دین وسنیت کی خدمت انجام دی اور تزکیۂ نفس وتصفیۂ اعمال سے لوگوں کے اندر روحانی قدریں بیدار کیں۔

وفات حسرت آیات

آپ کئی روز پٹنہ ہاسپٹل میں زیر علاج رہے مگر بیماری شدت اختیار کرتی رہی، ضعف ونقاہت میں اضافہ ہوتا رہا، بالآخر ۲۷؍جمادی الآخر ۱۴۴۳ھ/ ۳۱؍جنوری ۲۰۲۲ء بروز پیر علم وفضل کا مہر تاباں ہزاروں ہزار عقیدت مندوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے لئے غروب ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ع

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہرباری کرے

◆◆◆

صوبۂ بہار کی عظیم شخصیت کا انتقال! نا قابل تلافی نقصان

از: مولانا قطب الدین رضوی *

جھارکھنڈ میں ہونے والے ملی ''کنونشن ادارہ شرعیہ'' کے اہم مسائل پر تبادلۂ خیال ہو رہا تھا، دریں اثنا مرکزی ادارہ شرعیہ بہار کے حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد نے غازیٔ ملت کے نمبر پر فون کر کے یہ جانکاہ خبر دی کہ شمالی بہار کے ایک متبحر عالمِ دین، پوکھریرا شریف کے بلند پایہ فاضل و مفتی، خلیفۂ مفتی حضور اعظم ہند حضرت علامہ الحاج شبیہ القادری صاحب اس دنیاے فانی کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ غلام رسول بلیاوی مرکزی ادارہ شرعیہ نے یہ المناک خبر سن کر بہت غمزدہ ہوتے ہوئے کہا کہ آہ! آج صوبہ بہار ایک بلند پایہ عالم دین سے محروم ہو گیا، علامہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ سے میری ملاقات مذہبی جلسوں میں بہت دفعہ ہو چکی اور حضرت کی دعوت پر بھی سیوان کے مختلف حصوں میں جلسہ دستار بندی کے اجلاس میں جانا ہوا ہے، آپ بہت ہی منکسر المز اج اصغر نواز تھے، وہ اپنی فراغت کے بعد سے ہی سیوان کو اپنا میدانِ رشد و تبلیغ بنائے ہوئے تھے، سرکارِ مجبی علیہ الرحمہ پر سب سے پہلے آپ نے ایک مختصر سا رسالہ بنام حضرت مجبی کی حیات کا صفحہ اوّل لکھا تھا پھر وہی مضمون غالباً 2000ء میں ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں شائع بھی ہوا۔

آپ سرکار مجبی سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے، یہ ان کا ایسا کارنامہ ہے، جب تک سرکار مجبی کے ماننے والے زندہ رہیں گے، تب تک علامہ شبیہ القادری بھی زندہ رہیں گے، آپ کے رشتے مرکزی اداہ شرعیہ سے بہت گہرے تھے، ان کی ایک خواہش تھی کی سرکارِ مجبی علیہ الرحمہ پر اس نہج سے کام ہونا چاہیے کہ سرکار مجبی اعلیٰ حضرت کے بڑے قریبی مراسم تھے، آپ نے سرکار مجبی اور امام احمد رضا کے مراسم کا بڑا ہی والہانہ ذکر کیا ہے۔

آپ کا وصال ملت اسلامیہ کے لیئے نا قابل تلافی نقصان ہے اللہ کریم حضرت کو بلند درجات سے نوازے اور ان کے لواحقین کو صبر و تحمل عطا کرے، ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ کے زیر اہتمام اسلامی مرکز ہند پیڑھی رانچی میں نائب مہتمم قاری محمد ایوب رضوی کی قیادت میں تعزیتی محفل ہوئی جس میں قاضیٔ شریعت علامہ مفتی فیض اللہ مصباحی پرنسپل اسلامی مرکز نے موت العالم موت العالم پر روشنی ڈالی، ناظم اعلیٰ نے کہا کہ علامہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ کا جنازہ آج مورخہ یکم فروری کو ہوگا، جس میں علامہ غلام رسول بلیاوی کی قیادت میں مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ کے مفتیان کرام اور علمائے دین کا ایک قافلہ شریک جنازہ ہونے سیوان پہنچ رہا ہے۔

◆◆◆

سنیت کے فروغ و استحکام میں معمار ملت کا اہم حصہ

از: مولانا محمد وجہ القمر رضوانی *

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

۳۱ رجنوری ۲۰۲۲ء بروز پیر مطابق ۲۷ رجمادی الثانی ۱۴۴۳ھ اپنی عادت کے مطابق میں Whats App کھولا تو میرے عزیز جناب مولانا محمد ریحان انجم مصباحی رحمانی کی جانب سے یہ اندوہناک خبر پڑھنے کو ملی کہ حضرت علامہ شبیہ القادری پوکھریروی اس دارفانی سے کوچ کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

طبیعت بہت غمگین ہوئی اور دل و دماغ پر غم کے بادل چھا گئے آپ سرکار مُحِبّی رحمۃ اللہ علیہ کی نگری پوکھریرا شریف، سیتامڑھی کی سرزمین پر ۱۵ رجولائی ۱۹۳۸ء فجر کے مبارک وقت اس دنیا تشریف میں لائے، یوں اتری بہار میں پوکھریرا شریف کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں کی سرزمین سے سینکڑوں علم و ادب کے آفتاب

معمار ملت پر ضمیمہ

وماہتاب روشن وتاباں ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں علم وادب اور دین متین کی بڑی خدمت کی، انہیں عبقری اور نابغہ روزگار شخصیتوں میں فضل وکمال والی شخصیت حضرت علامہ شبیہ القادری کی تھی، جن کے ہمہ جہت خدمات کا زمانہ معترف ہے۔

آپ نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز مدرسہ نورالہدیٰ سے ہوا، خلیفۂ تاجدار اہل سُنّت حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن نوری نوراللہ مرقدہ سے خوب اکتساب فیض فرمایا، ان کے علاوہ آپ نے ماہر درسیات اور قابل قدر اساتذہ سے فیوض وبرکات حاصل کی، آپ کے دور میں الجامعۃ المشرقیہ مدرسہ حمیدہ قلعہ گھاٹ، دربھنگہ کا تعلیمی معیار کافی بلند تھا، اس کی شہرت سن کر لوگ کافی دور دراز سے علمی تشنگی بجھانے یہاں تشریف لاتے تھے۔

حضرت علامہ شبیہ القادری اسی بلند پایہ سلطان الاساتذہ کی خدمت میں رہ کر خوب خوب علمی تشنگی بجھائی، آپ کی خوش نصیبی یہ بھی ہے کہ آپ نے امام احمد رضا کے مایہ ناز شاگرد وخلیفۂ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین فاضل بہاری اور حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان قادری بریلوی کے شاگرد وخلیفۂ حضرت علامہ محمد احسان علی حامدی محدّث فیض پوری سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کی اور محدث اعظم کے مرید وخلیفہ حضرت مولانا فیض الرحمٰن بلہاوی سے بھی کسب فیض فرمایا، نیز جب آپ مرکز شریعت وطریقت بریلی شریف حاضر ہوئے تو تاجدار اہلِ سُنّت حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے نیز جلد ہی خلافت واجازت سے نوازے گئے۔

جب آپ نے سیوان کی سرزمین پر قدم رکھا امین شریعت ثانی بہار مفتی اعظم نیپال کی آپ پر بڑی شفقتیں وعنایتیں رہیں، حضرت معمار ملت اپنے وقت کے متبحر عالم دین، بزم علم ودانش کے میر، درسگاہ کے معتمد مدرس، خانقاہ کے خدارسیدہ بزرگ، میدان خطابت کے خطیب دلپذیر تھے، اس کے علاوہ نعت وغزل کے مایہ ناز شاعر ادب وصحافت کے نامور ادیب تھے، کئی کتابیں یادگار چھوڑیں ہیں جو آپ کے قلم وقرطاس کی جولانیت کا پتہ دیتی ہے۔

آپ رہبر راہ شریعت اور پابند شریعت شیخ طریقت تھے، آپ نے تحریر وتقریر اور تدریس کے ذریعہ دین حق اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں اپنی زندگی کا پورا لمحہ وقف فرمایا، سیوان اور اُس کے گرد ونواح میں جو سنیت کی روشنی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے کارنامے نظر آتے ہیں، اُس میں معمار ملت کا خون جگر بھی شامل ہے، اللہ ربُّ العزت اُن کے دینی خدمات کو قبول فرمائے، اُن کے درجات میں ترقی کے ساتھ جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام ومرتبہ عنایت فرمائے، آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

سوگوار: محمد وجہ القمر رضوانی

خادم خانقاہ قادریہ نقشبندیہ آبادانیہ نوریہ رضوانیہ، نان پور، سیتامڑھی، بہار

فلک علم وحکمت کا نیر تاباں روپوش ہو گیا

ازقلم: مولانا محمد احمد رضا غزالی*

سرزمین پوکھریرا شریف سے افلاک علم وحکمت پر طلوع ہونے والا نیر تاباں اپنی علمی کرنوں سے تاریک دلوں کو جگمگاتا ہوا بالآخر 30 رجنوری 2022ء کو روپوش ہوا، یعنی معمار ملت حضرت علامہ مولانا شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ دار فانی سے رحلت فرما کر خلد آشیانی ہوئے۔

آپ کا اصل نام "محمد مطلوب عالم قادری ہے، شبیہ القادری آپ کا تخلص ہے، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی طرح آپ کا بھی تخلص ایسا معروف ہوا کہ لوگ اصل نام کو بھول گئے۔

آپ کی ولادت باسعادت 17 رجمادی الاولی 1357ھ /15 رجولائی 1938ء کو آپ کے ننہال موضع کٹائی ضلع مظفر پور بہار میں ہوئی، پانچ سال کی عمر میں آپ کے نانا عبدالحمید مرحوم کے دولت کدے پر آپ کی تقریب بسم اللہ خوانی ادا کی گئی جس میں اہل محلہ کے ساتھ غربا ومساکین کے لیے پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

ابتدائی تعلیم اپنے نانا جان سے حاصل کرنے کے بعد وطن مالوف گہوارۂ علم وادب پوکھریرا شریف جا کر پروردۂ آغوش ولایت پیر طریقت حضرت مولانا حمید الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کے ناظرہ وحفظ کی تعلیم حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے وقت کی عظیم درس گاہ مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ تشریف لے گئے اور جید علما کے چشمۂ علم وحکمت سے سیراب ہو کر 1959ء میں دستار فراغت حاصل کی، جن اساتذہ سے اکتساب علم وفیض کیا، ان کے اسما درج ذیل ہیں:

(1) ملک العلماء علامہ ظفر الدین احمد رضوی بہاری (2) محدث بہار علامہ احسان علی رضوی فیض پوری سیتا مڑھی (3) پروردۂ آغوش ولایت پیر طریقت مولانا حمید الرحمٰن پوکھریروی (4) حضرت مولانا مطیع الرحمٰن پوکھریروی (5) حضرت مقبول احمد صدیقی (6) حضرت مولانا فیض الرحمن (7) حضرت مولانا عبد الحفیظ قادری (8) حضرت مولانا عثمان صاحب (9) حضرت مولانا غفران صاحب (10) اپنے نانا جناب عبد الحمید صاحب۔

بعد فراغت تدریسی خدمات کا آغاز یکم جنوری 1960ء کو ضلع چھپرہ بہار کے مرکزی ادارہ جامعہ نعیمیہ سے کیا، دو سال تک مسند تدریس کو رونق بخشی، پھر 1962ء کو جامع العلوم جلال پور سیوان تشریف لے گئے اور صدر مدرس کے منصب پر فائز ہوئے، 1965ء سے تادم حیات غوث الوریٰ عربی کالج سیوان میں پرنسپل وشیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ گر رہ کر علوم دینیہ کے ابلاغ وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

نونہالان اہلسنت کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عوام اہل سنت میں دینی شعور پیدا کرنے کے لیے مجالس ومحافل کا اہتمام فرماتے، علما وطلبہ کی علمی وفکری رہنمائی کے لیے کتابیں تصنیف فرمائی جو درجن سے زائد ہیں، جن کے اسما درج ذیل ہیں:

(1) اصول الحدیث (2) لمعات حدیث (3) الدراسۃ العربیہ (4) اس کو یاد کرو (5) عربی بولو (6) تراجم کلام اللہ کا تقابلی جائزہ (7) ایک تقریر (8) دفاعی مورچہ (9) میزان عدل (10) فسادی کون؟ (11) سید نور (نعتیہ دیوان) (12) ترجمہ الدر الثمین (مصنف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) (13) خلاصۃ النحو (14) القراۃ المرشدہ۔

آپ کی آخری آرام گاہ غوث الوریٰ عربی کالج کے قریب ایک عقیدت مند کی پیش کردہ زمین میں بنی ہے، اللہ رب العزت حضرت کے درجات بلند فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ، معمار ملت کی حیات وخدمات پر ماہنامہ سنی دنیا کے خصوصی شمارہ کی اشاعت پر تاج الشریعہ کے منظور نظر حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب مدظلہ العالی ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا کی بارگاہ میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں مولیٰ تعالیٰ آپ کو درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ◆◆

از: مولانا محمد فاروق احمد مصباحی*

جامع محاسن وکمالات تھے معمار ملت

جماعت اہل سنت کی عبقری شخصیات میں ایک نمایاں نام معمار ملت حضرت علامہ مولانا الحاج شبیہ القادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، آپ 1959ء میں تکمیل علم دین کے بعد مسند تدریس پر فائز ہوئے اور متعدد مدارس اسلامیہ میں اپنی خداداد صلاحیتوں سے فروغ علم دین میں کارہائے نمایاں انجام دیا اور سیکڑوں شاگردوں کو چشمۂ علم وحکمت سے سیراب کیا، آپ بیک وقت عالم، مصنف، مدرس، مقرر اور شاعر جیسے اوصاف وکمالات کے حامل تھے، ایک شخصیت میں اتنی ساری خوبیوں کا مجتمع ہونا غیر معمولی صلاحیت کی واضح دلیل ہے، آپ کی دینی، علمی ومسلکی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، آپ نے اپنا علمی مرکز غوث الوریٰ عربی کالج کو بنایا اور وہیں سے تادم آخر خدمت دین کا عظیم فریضہ انجام دیتے رہے، آپ کے علمی شہ پارے جن کی تعداد درجن سے زائد ہیں، اہل علم میں مقبول اور قابل قدر ہیں۔

آپ سے میرے روابط عرصہ دراز سے قائم رہے ہیں، پہلی

* مضمون نگار مدرسہ قادریہ سلیمیہ چاند پورہ چھپرہ، بہار کے پرنسپل ہیں۔

مرتبہ 6/فروری 1992ء، دوسری مرتبہ 1994ء، تیسری مرتبہ 2001ء کو مدرسہ قادریہ سلیمیہ چاند پورہ چھپرہ کے جلسۂ دستار بندی کے موقع پر میں نے حضرت کو بحیثیت صدر جلسہ مدعو کیا تھا، بعد جلسہ تحریری طور پر اپنے تأثرات قلمبند فرمائے، جس میں مدرسہ کی پرشکوہ عمارت، طلبہ کی تعلیم وتربیت، ادارے کا نظم ونسق، بانی وصدر الحاج محمد سلیم صاحب قادری مرحوم، نائب وسابق صدر الحاج اطیع اللہ صاحب مرحوم اور راقم الحروف کی خدمات دینیہ کو خوب سراہا اور دعاؤں سے نوازا۔

آپ کی رحلت جماعت اہل سنت کے لیے باعث رنج و غم ہے، 30/جنوری شب دس بج کر پندرہ منٹ پر طویل علالت کے بعد دار فانی سے کوچ فرما کر خلد نشیں ہو گئے، اللہ رب العزت آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

قابل مبارک باد ہیں محب گرامی قدر حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف جو ضلع سارن کی معروف شخصیت معمار ملت علامہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ کے گوشۂ حیات پر خصوصی شمارہ شائع فرما رہے ہیں، مولائے کریم ان کی کاوش قبول فرمائے اور اس رسالہ کو قارئین کے لیے نفع بخش بنائے، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

◆◆◆

(از: ڈاکٹر مفتی ارشاد احمد ساحل سہسرامی*)

فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کی ایک اور زرنگار کڑی ٹوٹ گئی

ان دنوں عالمی سطح پر تسلسل سے اکابر علما و مشائخ اہل سنت اس جہان فانی کو الوداع کہہ رہے ہیں اور ہم اہل سنت ان کے داغ مفارقت سے دو چار ہیں، اسی دورانیے میں دین وسنیت اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کی ایک اور زرنگار کڑی ٹوٹ گئی اور حضرت علامہ محمد مطلوب عالم رضوی معروف بہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ بھی ہم سے رخصت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، للہ ما اعطی وما اخذ وعندہ کل شئی باجل مسمیٰ۔

حضرت والا سے مجھے غائبانہ تعارف تو عرصۂ دراز سے رہا لیکن بریلی شریف اور مبارک پور میں چند بار زیارت کا شرف حاصل رہا، آپ غوث الوریٰ عربی کالج، سیوان کے بانی اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے زیادہ متعارف تھے، جسے آپ نے خون جگر پلا کر پروان چڑھایا، بریلی شریف سے والہانہ وابستگی اور فروغ عشق رضا آپ کی شناخت تھی، آپ کے وصال کے بعد آپ کا سوانحی خاکہ دیکھا تو آپ کی شخصیت ہشت پہل نظر آئی۔

آپ فاضل بھی تھے اور محقق بھی، خطیب بھی تھے اور مدرس ومصنف بھی، نثر نگار بھی تھے اور شاعر بھی! ایک درجن کتابیں آپ کی علمی یادگار ہیں، آپ نے صرف دینی درسگاہ سے علم وفضل کی موتیاں نہیں سمیٹیں بلکہ عصری دانش کدے سے ڈاکٹریٹ بھی کی، آپ شیخ طریقت بھی تھے اور معمار ملت بھی، درجنوں ادارے آپ کے مرہون منت ہیں، کئی ایک یادگار کانفرنسیں آپ نے منعقد کرائیں، وہابیہ، دیابنہ سے لوہے لئے، ڈی اے وی کالج سیوان میں شعبۂ اردو وفارسی کے صدر رہے، غرض کہ ایک شخص میں جہان محاسن وکمالات سمٹ آیا تھا، لیکن ؎

سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں تھیں جو کہ پنہاں ہو گئیں

یہ قادری رضوی درویش سادگی اور متانت کے ساتھ اپنی خشیت مآب بساط زندگی سمیٹ لے گیا اور اپنی لافانی یادگاریں ملت کے حوالے کر گیا جو رہتی دنیا تک اس کے خلوص، وفا، ایثار اور تعمیری فکر کی یاد دلاتا رہے گا، اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے، ان کے چھوڑے ہوئے مشن کی تکمیل کے لئے مخلص افراد فراہم فرمائے، ہم اہل سنت خاص کر آپ کے متعلقین وابستگان اور متوسلین ومحبین کو صبر جمیل عطا فرمائے، امین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

معمار ملت نمبر ضمیمہ

معمار ملت ایک ہمہ جہت شخصیت

(از: مولانا ریحان رضا انجم*

منظومات

قرطاس وقلم کی اہمیت کا اعتراف مسلم ہے، یہی وجہ ہے کہ قرطاس وقلم کی وابستگی کا جنہیں اعزاز مل جاتا ہے ان کا تذکرہ تاریخ میں محفوظ ہوجاتا ہے، اسی بات کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے کوشش ہونی چاہیے کہ صاحب فضل شخصیات جنہوں نے اپنی عمر عزیز کو دین وسنیت کے فروغ واستحکام میں صرف کیا ان کا ذکر جمیل تاریخ میں محفوظ ہوجائے، گلستاں میں حضرت شیخ سعدی کا سبق یاد ہے۔ ؎

نام نیک رفتگاں، ضایع مکن
تا بماند نیکت، را پایدار

دنیا سے تشریف لے جانے والے بزرگوں کے نام کو فراموش مت کرو تا کہ ان حضرات کے مبارک نام ہمیشہ باقی رہیں، ۳۰ر جنوری ۲۰۲۲ء کا سورج ہی نہیں ڈوبا بلکہ اس رات کی تاریکی میں پوکھریرا شریف سے نکلنے والا علم وفضل کا آفتاب اندرا گاندھی ہاسپیٹل پٹنہ میں رات دس بجے ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا، شوسل میڈیا کے ذریعے کچھ ہی منٹوں میں اس خبر نے دنیائے سنیت کو افسردہ وملول کردیا۔ ؎

عاشق غوث الوریٰ جاتا رہا
ترجمان مسلک احمد رضا جاتا رہا

معمار ملت علامہ شبیہ القادری علیہ الرحمہ نے اپنی عالمانہ باوقار زندگی کو مسلک ومشرب کے فروغ میں اس قدر وقف کردیا تھا کہ سارن کمشنری میں بالخصوص شہر سیوان واطراف میں جس جگہ وعلاقہ میں اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کی تعلیمی، تبلیغی، تصنیفی اور تعمیری کمی کا احساس ہوتا آپ پورے جوش وخروش کے ساتھ اس کمی کو دور کرنے کے لیے کمر بستہ ہوجاتے اور جب تک اسے مکمل نہ کرتے چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ ؎

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب
یہ ان کا کرم ہے جسے دیوانہ بنالیں

سرکار مفتی اعظم کی صحت بابرکت نے معمار ملت پر ایسا قادری ورضوی رنگ چڑھادیا تھا کہ تاحیات کسی نے اس رنگ کو پھیکا ہوتے نہ دیکھا، تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ فروغ سنیت ورضویت کا جذبہ صادق آپ کو زمانہ طالب علمی سے ہی پیدا ہوگیا تھا، کیوں کہ چند ماہ بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی انہیں ایام میں سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا اور قادری رضوی غلاموں کی صف میں شامل ہوگئے۔

خاندانی مزاج زمین دارانہ تھا اور بڑے ناز ونعم سے پلے بڑھے تھے، اہل خانہ آپ کو دور جانے کی اجازت بھی نہیں دیتے تھے بالآخر مدرسہ حمیدیہ، قلعہ گھاٹ، دربھنگہ میں دو عالم ربانی جن کی علمی شہرت ثریا پر تھی، اوّل علامہ مقبول احمد خان، دوم علامہ مقبول احمد صدیقی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ آپ اپنی علمی تشنگی انہیں بزرگوں کی صحت بافیض میں رہ کر دور کرنے لگے، لیکن بارگاہ مفتی اعظم کا فیض قیام بریلی کے زمانے میں ایسا حاصل ہوا کہ "مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ" میں اس کا پورا پورا اثر دیکھنے کو ملا، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں حضرت معمار ملت علیہ الرحمہ کی اس تحریر کا اقتباس پیش کردوں، جسے آپ نے بعنوان "علامہ نظامی ایک معمار سنیت کی حیثیت سے" کے عنوان سے قلم بند فرمایا تھا۔

"غالباً ۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ میں مدرسہ حمیدیہ، دربھنگہ میں مشکوٰۃ شریف، قطبی، ہدیہ سعیدیہ، وغیرہ پڑھ رہا تھا اور خالص بریلوی مسلک کے لڑکوں میں اپنے عقیدے کے اعتبار سے سب سے زیادہ متحرک میں ہی تھا اور اپنے مسلک کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ لوگوں سے مناظرہ ومباحثہ کرنے میں بھی پیش پیش رہتا تھا۔"

(ماہنامہ: پاسبان، نومبر، ۱۹۸۰ء الہ آباد)

معمار ملت کی یہ انفرادیت وخصوصیت رہتی دنیا تک یاد رکھی

جائے گی، مسک اعلیٰ حضرت کے فروغ واستحکام کے جذبۂ صادق کا مظہران کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔ ؎

جگاؤ جوت کچھ ایسی نبی کی الفت کی
عقیدہ سارے جہاں کا بریلوی ہوجائے

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ۲۰۱۲ء ماہ فروری میں خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر گوشۂ شیر بہار مجلہ ''رضائے مجتبیٰ'' مدھوبنی میں نے نکالا تھا، اس میں ناچیز کا ایک مضمون بنام ''سرکار مجتبیؒ تاریخ کے آئینے میں'' شامل اشاعت تھا، جب یہ مجلہ معمار ملت تک پہنچا تو آپ نے میرے مضمون کو پڑھ کر فون کیا تھا اور جس انداز سے آپ نے محبت وشفقت کا اظہار کیا وہ ملاحظہ ہو:

''بابو ریحان انجم تمہارا لکھا ہوا مقالہ سرکار مجبی تاریخ کے آئینے میں جس کو میں نے بار بار پڑھا ہر بار تم کو دل سے دعا دیتا رہا فون کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم نے جس قلم سے یہ مقالہ لکھا ہے، میں جب بسفی آوں گا مجھے ضرور دوگے تا کہ اس قلم کو بوسہ دینے کا شرف حاصل کروں۔''

ان کی گفتگو نے میرے مجتبیٰ شناسی کی تحریک کو مزید قوت بخشی، اللہ کریم ہم سب کو اپنے اسلاف کے طرز عمل پر حیات کے لمحات گزارنے کی سعادت بخشے، آمین۔

محب گرامی حضرت مولانا اشرف غوثی چھچھواوی مدرس غوث الوریٰ عربک کالج، مخدوم سرائے، سیوان کی کئی سالہ آرزو کی تکمیل آج معارف معمار ملت سے کرتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں، البتہ معمار ملت کی حیات میں کاش اگر یہ کام مکمل کرنے شرف حاصل ہوتا تو اور ہی لطف آتا، اس موقع پر مجھے علامہ شبنم کمالی علیہ الرحمہ کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔

ہوتی ہے کہاں زندگی میں آدمی کی قدر
مرنے کے بعد نام کا جلسہ کریں گے لوگ

◆◆◆

عالم کی موت عالم کی موت ہے

حیف صد حیف کہ ملت کا وہ معمار گیا

از محمد احمد رضا غزالی بسفی مدھوبنی بہار مقیم حال چھپرہ

صاحبِ فہم و ذکا واقف اسرار گیا
حیف صد حیف کہ ملت کا وہ معمار گیا

اپنی قربت سے نوازیں گے شہنشاہ زمن
واہ کس شان سے وہ پیکر ایثار گیا

جس کی تحریر میں تھی الفت سرور کی چمک
حلقۂ علم وادب سے وہ قلم کار گیا

جس سے پرنور ہے تعلیم و تعلم کا جہان
جانب خلد وہی اختر ضوبار گیا

دین سرکار مدینہ کی اشاعت کے لیے
زندگی وقف تھی جس کی وہی سردار گیا

جس کی خوشبو سے معطر ہے مشام عاشق
گلشنِ عز و تشرف کا وہ گلزار گیا

حلقۂ شعر وسخن جس پہ تھا نازاں
اب وہ قریۂ شعر وسخن چھوڑ کے فنکار گیا

کتنا دل دوز ہے جاں سوز ہے رحلت کی خبر
مرد حق مرد جری حق کا علم دار گیا

مرکب خامہ وافکار غزالیؔ روکو کہہ دو
دنیا سے محمد کا وفادار گیا

◆◆◆

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2020-2022

APRIL-2022
PAGES 72 WITH COVER

PER COPY : ₹25.00
PER YEAR : 300.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

MARKAZI DARUL IFTA مرکزی دارالافتاء

82, Saudagaran Raza Nagar, Bareilly Sharif, U.P. Pin. 243003, (INDIA) ۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)

MDQ/00 7 /2021 — باسمہٖ تعالیٰ — 05/02/2022

اہل بہار مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک مخلص داعی سے محروم ہو گئے

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، معمار ملت حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب نور اللہ مرقدہ ۳۱/جنوری ۲۰۲۲ء کی شب وصال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے، آپ بہار بالخصوص سارن کمشنری میں مسلک اعلیٰ حضرت کے مخلص داعی وترجمان اور مرکز اہل سنت کے وفادار سپاہی تھے، موصوف کے وصال سے مسلمانان اہل بہار مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک مخلص داعی سے محروم ہو گئے۔

آپ کا شمار مسلک اعلیٰ حضرت کے ان داعیوں اور مبلغوں میں ہوتا تھا جو نہایت ہی خاموشی کے ساتھ دین و سنیت کی خدمات انجام دیتے ہیں، آپ نے اپنی حیات کے تقریباً ۵۵/سال سیوان، بہار میں گزارے، اس دوران دو اہم ادارے ''محی العلوم'' شکل ٹولی اور ''غوث الوریٰ عربک کالج'' مخدوم سرائے قائم فرمائے، یہ دونوں ادارے دینی تعلیم وتربیت کے فرائض انجام درے رہیں۔

آپ کو حضور اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند اور والد گرامی حضور تاج الشریعہ قدست اسرارہم سے بڑی عقیدت ومحبت تھی، ہمہ وقت ان بزرگوں کا تذکرہ کرتے رہتے، زندگی بھر مرکز اہل سنت بریلی شریف کے وفادار رہے، اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے حضرت معمار ملت کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، انھیں غریق رحمت فرمائے اوران کے درجات بلند فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور برادران اہل سنت کو ان کا نعم البدل مرحمت فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہٗ
(خانقاہ تاج الشریعہ، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف)
۳/رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۵/فروری ۲۰۲۲ء

Under Management : IMAM AHMAD RAZA TRUST زیر اہتمام: امام احمد رضا ٹرسٹ، سوداگران رضانگر، بریلی شریف
E-mail: asjadraza@markazeahlesunnat.com :ای میل
www.markazeahlesunnat.com www.hazrat.org :ویب سائٹ
Ph.: 91 0581 2458543 3091453 :فون
Fax : 91 0581 2472166 :فیکس